اللہ اکبر

مسلمان خاوند

اور

مسلمان بیوی

تالیف مولانا محمد ادریس انصاری

مکتبہ اشرفیہ رائے ونڈ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (بقرہ)

اور مردوں پر عورتوں کے بھی ایسے حقوق ہیں۔ جیسے عورتوں پر ہیں۔
قاعدہ کے مطابق

مسلمان خاوند

مصنّف

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری

ناشر

مکتبہ اشرفیہ

اردو بازار لاہور

عرضِ مصنّف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم : امابعد : جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے خطبہ میں اُمّت کو بہت سی وصیتیں فرمائی تھیں۔ ان میں ایک وصیّت یہ بھی تھی کہ تم لوگ اپنی عورتوں کے حقوق میں کوتاہی نہ کرنا۔ لیکن زمانہ جُوں جُوں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دُور ہوتا گیا۔ توُں توُں ہماری مذہبی تباہ حالی ترقی کرتی گئی اور ہم باوجود اسلام کے مدعی ہونے کے اسلامی قانون سے دُور ہوتے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نہ حقوق اللہ کا خیال رہا۔ اور نہ حقوق العباد کی چنداں پرواہ ۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

ہمارا سارا بدن داغ داغ ہو گیا۔ روئی کہاں کہاں رکھی جائے زمانہ حاضرہ میں غریب عورتوں کو اپنے جاہل مردوں کی طرف سے جو جو مظالم برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کو سُن سُن کر سُننے والوں کے دِل دہل جاتے ہیں اور آنکھوں سے بیساختہ آنسو گر پڑتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہند و پاکستان کی لاکھوں مظلوم عورتیں یا تو اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ جاتی ہیں یا زیادہ تنگ ہو کر ہزاروں مسلمان عورتیں اسلام جیسا مذہب چھوڑ کر عیسائیت کے دامن میں پناہ لیتی ہیں۔ اور کفر کیساتھ حرام موت مرتی ہیں جس کی تمام تر ذمہ داری ان کے خاوندوں پر ہوتی ہے اس لئے ہر شادی شدہ مسلمان کو اس کی طرف توجہ دلانے کے لیئے کتاب مُسلمان خاوند لکھی گئی ہے تاکہ اس کو پڑھ کر اپنی ذمہ داری کا احساس کرے اور صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق ہو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

وَالسَّلَام : محمد ادریس انصاری

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بہترین عورتیں

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ :

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی تمام چیزیں عارضی فائدہ مند ہیں اور دُنیا کی بہترین فائدہ اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا فائدہ پائیدار ہمیشہ رہنے والا ہے۔ مسلم

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ -

(بخاری و مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے نکاح کرتے ہیں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں (۱) مالداری (۲) شرافت خاندانی (۳) خوبصورتی (۴) دینداری۔ لیکن تم کو چاہیے کہ دیندار عورت تلاش کرو کیونکہ دیندار عورت ہی صحیح معنی میں مرد کے حقوق ادا کر سکتی ہے خوبصورت اپنے حسن و جمال پر اور خاندانی عورتیں اپنے خاندان پر اور مالدار کو مالداری پر غرور ہوتا ہے جو باہمی تعلقات کیلئے مضر ہوتا ہے

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ -

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرب کی بہترین عورتیں قریش کی نیک بخت عورتیں ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں پر انکے بچپن میں بہت زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے اس مال کی جو اُن کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں اپنے خاوند کے مال کو فضول ضائع نہیں کرتیں۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت میں دو خوبیاں ہوں وہ تمام عورتوں میں بہتر ہے۔

(۱) بچوں پر شفقت کرے ان کی پرورش سے اکتائے نہیں۔

(۲) خاوند کا مال ضائع نہ کرے بلکہ نہایت احتیاط کے ساتھ خرچ کرے۔

عورت مرد کیلئے امتحان ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِی النِّسَاءِ ۔ (مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا شیریں اور سرسبز ہے۔ اور اللہ نے اس دُنیا کو تمہارے حوالے کیا ہے تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم اس کو کس طرح استعمال کرتے ہو پس تم کو چاہئے کہ اس کو جائز طریقہ پر استعمال کرو۔ اسی طرح عورت بھی تمہاری آزمائش کی چیز ہے پس تم کو چاہئے کہ عورت کو بھی جائز طور پر استعمال کرو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے برپا ہوا تھا۔

یعنی انہوں نے اپنی عورتوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے دِل لگایا اور ان کے ساتھ مُنہ کالا کیا اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام قوم جبارین سے جہاد کرنے کیلئے بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر کنعان پہنچے تو بلعم ابن باعور کی تدابیر کے موافق اس قوم کی خوبصورت نوجوان لڑکیاں حضرت موسٰی ؑ کے لشکر میں چلی گئیں ایک لڑکی کو بنی اسرائیل کے ایک سردار نے دیکھا۔ اور دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت موسٰی علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ اور حضرت موسٰی ؑ سے کہا یہ عورت میرے اُوپر حرام ہے حضرت موسٰی ؑ نے فرمایا ہاں! اس کے پاس ہرگز نہ جانا۔ اس سردار نے کہا کہ تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا۔ پھر اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے جاکر اس سے بدکاری کی اس پر

اللہ کا غضب جوش میں آیا اور آن کی آن میں اسرائیل کے ستر ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔

دیکھئے ایک آدمی کے زنا کرنے سے کیسی تباہی آئی اور ہمارے کتنے بھائی ہیں جو اپنے گھر کی عورتوں کو چھوڑ کر غیر عورتوں سے اپنا مُنہ کالا کرتے ہیں اور پھر اپنی تباہی و بربادی کا گِلہ کرتے ہیں۔

تین آدمی جن کی مدد کا اللہ تعالےٰ ذمّہ دار ہے

۵- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتَبُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم ہے اللہ پر تین آدمیوں کی مدد کرنا (۱) وہ مکاتب جو ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے (۲) وہ نکاح کرنے والا مرد جو اس نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔ (۳) مجاہد جہاد کرنے والا۔ (ترمذی)

نکاح کرنے والے کی نیت نکاح کرنے میں یہ ہو کہ میں نامحرم عورت پر نظر نہیں کروں گا۔ اس سے بدکاری نہ کروں گا۔ بلکہ جائز طریقہ پر صرف اپنی بیوی پر نظر رکھوں گا۔ اس سے اپنی خواہش پوری کروں گا۔ تو ایسے شخص کا امدادی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ سُبحان اللہ! جس کی امداد خدا خود اپنے ذمّے لے لے وہ پھر کس کا محتاج ہو گا۔

لڑکی کے لئے رشتہ کا معیار

۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارے پاس کسی دیندار اور با اخلاق لڑکے کا رشتہ آئے تم اس رشتے

دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ۔ (رواہ الترمذی)

کو قبول کر لو ورنہ زمین میں فتنے اور بڑے بڑے فسادات ظاہر ہونگے۔ (ترمذی)

یعنی اگر ایسے شخص سے نکاح نہ کروگے بلکہ مالدار جگہ تلاش کروگے تو ایسی صورت میں بہت سی لڑکیاں اور بہت سے لڑکے بلا شادی کے رہ جائیں گے جس کے باعث دنیا میں زنا کی کثرت ہوگی جس کا نتیجہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ اس زمانہ میں زیادہ تر مالداری کو دیکھا جاتا ہے۔ جس کے باعث بعض گھرانوں میں لڑکیاں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور ان کی عمر لاکھوں حسرتوں کے ساتھ خاک میں مل جاتی ہے اور بہت سی لڑکیاں تنگ آکر کسی کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ اور پھر ماں باپ کی اچھی طرح عزت ہوتی ہے۔

اس واسطے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکی میں صرف دینداری دیکھنی چاہیئے۔ رزق جو مقدر میں ہوگا وہ اسکو ضرور پہنچے گا بہت سی لڑکیاں فقیر گھر میں گئیں اور انہوں نے وہ عیش برتے جو قابل رشک ہیں۔ اور بہت سی لڑکیاں بادشاہوں کے یہاں گئیں۔ لیکن اپنی تقدیر کے باعث ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہوئیں۔

محبت کا سب سے بڑا ذریعہ

۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے میاں بیوی میں نکاح کے ذریعہ محبت ہو جاتی ہے ایسی کوئی محبت دیکھنے میں نہیں آئی۔ (ابوداؤد)

یعنی جو باہمی محبت نکاح سے پیدا ہوتی ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اور محبت کا خاصہ یہ ہے کہ وصال محبوب میں ہر طرح کی تکلیف خوشی کیساتھ برداشت کی جاتی ہے

تو اگر شوہر فقیر ہے اور بالفرض محال دونوں کی تقدیر بھی خراب ہے تو عورت کو چٹنی روٹی میں وہ لذت نصیب ہو گی جو اعلیٰ درجہ کے کھانوں میں بھی نہیں ہوتی اور تجربہ شاہد ہے کہ دیندار اور خوش اخلاق شوہر جتنی محبت اپنی بیوی کے ساتھ کرتے ہیں دوسروں کو اس کا دسواں حصہ بھی میسر نہیں۔ پھر تم مالدار لڑکوں کی تلاش میں لڑکیوں کی زندگی خراب کرتے ہو۔

سب سے زیادہ بابرکت نکاح

۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مُؤْنَةً۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑی برکت والا وہ نکاح ہے۔ جو آسان ہو محنت میں (رواہما البیہقی فی شعب الایمان)

یعنی نہ اسکے رشتہ میں زیادہ تکلیف ہو اور نہ اسکے بیاہ شادی میں کوئی بار ہو۔ اب ہمارے یہاں اول تو رشتہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے دوسرے شادی میں تو اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ کہ بہت سے لوگ تو قرض لے کر اور بہت سے اپنی جائیداد فروخت کر کے شادی کی فضول رسومات میں خرچ کرتے ہیں اور آئندہ لٹ کر فقیر ہو جاتے ہیں اسی لئے تو اب کے نکاحوں میں برکت نہیں رہی کیونکہ جس معاملہ میں ایک فریق کا بھی دل دکھا۔ دیکھا یہی گیا ہے کہ وہ معاملہ پھلتا پھولتا نہیں اسلئے ہم کو اپنی شادیوں میں نہایت ہی سادگی اختیار کرنی چاہیئے تاکہ ہمارے نکاح برکتوں سے لبریز ہوں اور انکا انجام اچھا ہو۔

نیک بیوی کی تعریف

۹۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کے لئے تقویٰ خداوندی کے بعد نیک بخت عورت

يَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا۔

(ابن ماجہ)

سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہیں۔ اگر یہ مومن اس کو کوئی حکم کرتا ہے۔ تو وہ اس کی اطاعت کرتی ہے اور اگر وہ اسے دیکھتا ہے تو اسکو خوش کرتی ہے۔ اور اگر اس کو کسی بات پر قسم دیتا ہے تو پوری کرتی ہے۔ چاہیے وہ عورت کے نزدیک اچھی ہو یا بری بہر صورت اپنے خاوند کی خواہش کو پورا کرتی ہے اور خاوند کی غیر حاضری میں اپنی حفاظت کرتی ہے اور خاوند کے مال کو دیکھ بھال کر خرچ کرتی ہے اور اس میں خیانت نہیں کرتی۔

عورت کی یہ صفات ایسی ہیں کہ مرد کے لئے ایسی بیوی کا ہونا دنیا میں جنت کے ہم معنی ہے دیکھا عورت کی یہ خوبیاں جن پر جتنا بھی قربان ہوں تھوڑا ہے اور ہمارے نزدیک عورت میں یہ خوبیاں ہونی چاہئیں (۱) حسین ہو (۲) گانا جانتی ہو (۳) ناچ میں ماہر ہو (۴) بے پردہ پھرنے میں عار نہ کرتی ہو (۵) ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بازاروں اور تفریح گاہوں میں بے تکلف چلی جاتی ہو۔ خواہ کیریکٹر کتنا ہی خراب ہو۔ ایسے مسلمانوں پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

عشق مجازی کا آسان علاج

۱۰۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت آتی ہے شیطان کی صورت میں اور جاتی ہے

اِنَّ الْمَرْأَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ، فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْأَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی، امْرَأَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذَالِکَ یَرُدُّ مَافِیْ نَفْسِہٖ۔

شیطان کی صورت میں جب تم کو کوئی عورت اچھی لگے اور اس کی محبّت وخیال دل میں بیٹھ جائے اس کا علاج ہے کہ فوراً اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے صحبت کرے کیونکہ یہ صحبت اس کی نفسانی خواہش اور دل کی بیکلی کو دُور کر دے گی۔

یعنی جس طرح شیطان گمراہ کرتا ہے۔ اسی طرح اجنبی عورت کا دیکھنا بھی باعثِ فساد و گمراہی ہے۔ اسی بنا، پر قرآن پاک میں ان مردوں عورتوں کی تعریف کی گئی ہے جو اپنی نگاہوں کو نیچی رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ دیدہ بازی ہی عشق وجنون کا سنگِ بنیاد ہے ؎

دیکھنے سے شوق پیدا   شوق سے پیدا طلب

دِل کی دُشمن آنکھ تھی   دِل دُشمنِ جاں ہوگیا

اور رب العزّت کا منشا، یہ ہے کہ مردِ خاص اپنی بیوی کا ہو کر رہے جس طرح سلیم الفطرت یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی خالص میری ہو کر رہے اگر خدانخواستہ آپ کی نظریں اجنبی عورتوں پر ہوں، پھر اخلاقاً آپ کی بیوی بھی آپ کی پابند نہیں ہو سکتی اور نہ ہی آپ اس کی آزادی میں خلل انداز ہونے کا کوئی حق رکھتے ہیں۔ جب آپ خالص اسکے نہیں وہ کیسے آپ کے لئے ہو سکتی ہے

۱۱۔ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ رَأَی امْرَأَۃً تُعْجِبُہٗ فَلْیَقُمْ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاِنَّ مَعَھَا، مِثْلَ الَّذِیْ مَعَھَا۔ (دارمی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسان بھی کسی عورت کو دیکھے۔ اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے۔

یعنی اس سے صحبت کرے کیونکہ جو چیز اس اجنبی عورت کے پاس ہے وہی اس کی بیوی کے پاس بھی ہے۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علاج بتلایا کہ اس طرح پر تم خالص اپنی بیوی کے پاس رہ سکتے ہو۔ اجنبی عورت کا پسند آنا شہوت کے باعث تھا۔ اب اس شہوت کو جائز محل میں پوری کر لو۔ گناہ سے بچ گئے۔ اور علاج بھی ہو گیا۔

پاک نظری کی تعلیم

۱۲- عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ۔

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اے علیؓ غیر عورت پر دوسری بار نظر نہ ڈالنا کیونکہ پہلی نظر جو اچانک پڑ گئی اس کا کوئی حرج نہیں۔ البتہ دوسری مرتبہ قصداً نہ دیکھو۔ (ترمذی یا ابوداؤد)

اب نفسیات کو دخل ہے۔ میرے ذہن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب بنانے کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کو اس زمانے کے بعض جاہل صوفیوں کا حال معلوم ہو گیا تھا اور کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلوں کے تمام بزرگانِ دین کے پیشوا ہوں گے۔ تو اس خصوصیت سے اشارہ تھا۔ اس بات کی طرف کہ جیسے حضرت علیؓ تمام صوفیاء کے پیشوا کو اجنبی عورت پر نظر ڈالنے کی اجازت نہیں تو اے جاہل صوفیو! کیا تمہارا مرتبہ حضرت علیؓ جیسے پرہیزگار صحابی سے بھی بڑھ گیا۔ ان کو دوسری مرتبہ نظر کرنی بھی جائز نہیں اور تم غلط طریقہ پر سلسلہ کو بدنام کر کے اپنی مریدنیوں کے ساتھ تہجد پڑھو اور ان سے کہو کہ ہم ان کے مرشد باپ کی مانند ہیں۔ ٹانگیں دبواؤ۔ تُف ہے ایسے پیروں پر اور ایسے بے غیرت مریدوں پر کہ اپنی بہو بیٹیوں کو بے حجاب اُن کے سامنے کر دیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اجنبی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ کیونکہ عورت کے جسم کا مرد کے جسم سے لگنا ہی ظلم ہے جوں ہی بدن سے بدن لگا کرنٹ دوڑا۔ کیا۔ نعوذ باللہ اس زمانے کے جاہل پیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ پرہیز گار ہیں۔

حرام کاری کیسے رک سکتی ہے

۱۳۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمِنِّي وَلٰكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ۔

(رواہ الترمذی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں کے خاوند باہر گئے ہوئے ہوں۔ ان عورتوں کے پاس علیحدگی میں نہ جاؤ۔ کیونکہ شیطان انکی رگ رگ میں اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔ کیا آپ پر بھی شیطانی اثر ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں داؤ تو مجھ پر بھی چلاتا ہے لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا میں اسکی اثر سے محفوظ رہتا ہوں وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اب سوچنا چاہیئے کہ جب شیطان لعین حضور جیسی ہستی پر بغیر اثر کئے نہیں چوکتا۔ تو آج کے جاہل پیر یا ہمارے نوجوان اسکی اثر سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ النساء حبالۃ الشیطان عورتیں شیاطین کے پھندے اور جال ہیں۔ وہ ان کے ذریعہ مردوں کو پھانستے ہیں۔

پاک نظری کا ثمرہ

۱۴۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسلمان کی کسی اجنبی عورت کے حسن وجمال پر

مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ اِمْرَأَةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا۔ (رواہ احمد)

نظر پڑی۔ اس نے محض اللہ کے لئے اپنی نظر نیچی کر لی تو ایسے ایماندار مرد کو اس کے بدلے میں ایسی عبادت نصیب ہوگی جس کی حلاوت اور شیرینی اپنے دِل میں محسوس کریگا۔

اگر حسن و جمال کا نظارہ کرنا ہو تو اپنی بیوی کو دیکھئے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ آپ کی نظریں صرف اپنی بیوی کے لئے مخصوص ہوں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ شادی سے پہلے بیوی کو دیکھ کر پسند کر لیا جائے اور پھر حسبِ پسند شادی کی جائے۔ لیکن آج کل لڑکیوں کے ولی ان کو اتنا چھپا کر رکھتے ہیں۔ کہ سسرال والوں کو ان کی ہوا ہی نہ لگے اسی سے تو بعد کو خرابیاں پڑتی ہیں۔ پھر کیوں نہ لڑکوں اور لڑکیوں کا رشتہ کرنے سے پہلے آپس میں دکھایا جائے کہ عورت اور مرد کی زندگی ہمیشہ کے لئے اچھی طرح گذرے۔

رشتہ سے پہلے لڑکی کا دیکھنا۔

۱۵۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَا يَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ کرنے سے پہلے اگر ممکن ہو تو اس لڑکی کو دیکھ لیا کرو۔ (ابوداؤد)

چنانچہ علماء نے لکھا ہے جس لڑکی سے رشتہ کرنیکا خیال ہو تو پیغام بھیجنے سے پہلے اس لڑکی کو دیکھ لینا مستحب ہے کیونکہ اگر وہ مرغوب الطبع ہوئی یعنی من کو بھا گئی تو نکاح کے بعد اس کے باعث زنا سے بچا رہے گا کیونکہ نکاح کی اصلی غرض یہی ہے کہ مرد ہر صورت سے بیوی کا ہو کر رہے۔ آنکھ سے دیکھے تو بیوی کو دیکھے۔ لُطف اُٹھائے تو صرف بیوی سے۔ حسن و جمال کی تعریف

سُننے تو صرف اپنی بیوی کی۔ خواہش پُوری کرے تو صرف اپنی بیوی کیساتھ چل کر جائے تو صرف اپنی بیوی کے ساتھ

۱۶۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔
(رواہ۔ احمد۔ والترمذی) (والنسائی وابن ماجہ)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے رشتہ کا پیغام ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اسے کچھ دیکھ بھی لیا۔ میں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا خیر۔ اب ضرور دیکھ لو کیونکہ اس وقت کا دیکھنا آئندہ تمہاری محبت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یعنی دیکھنے کے بعد اگر دِل کو بھاگئی تو نکاح کے بعد محبت زیادہ ہو گی۔

کیونکہ اپنی پسند کے بعد جو نکاح ہوتا ہے۔ دیکھا یہی گیا ہے کہ اس میں باہمی تعلقات نہایت اچھے رہتے ہیں اور میاں بیوی کی زندگی نہایت پُر سکون گذرتی ہے اور مرد کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ اسکی بیوی حسن وجمال کی دیوی ہو۔ اور ہندی کی ایک مثال ہے "وہی سہاگن کہلائے جو پی کے من کو بھائے"۔ لیلیٰ نے خلیفہ سے کہا تھا ؎

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا ہر دو عالم بے قدر بودے ترا

جب خلیفہ نے لیلیٰ کو دیکھا تو وہ نہایت بدشکل اور کالی تھی۔ اس پر خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا۔ اری کمبخت میں تو سمجھتا تھا کہ تو بہت حُسین ہو گی جو مجنوں تجھ پر ایسا دیوانہ و فریفتہ ہے لیکن تُو تو چڑیل ہی نکلی۔ تیرے سے لاکھ درجہ بہتر لاکھوں عورتیں موجود ہیں۔ لیلیٰ نے بادشاہ کو جواب دیا حضور! میری قدر میرے مجنوں

(۱) سب سے زیادہ نرم، سب سے زیادہ کریم، زیادہ ہنسنے والے زیادہ تبسم کرنے والے حتیٰ کہ گھر کے بہت سے کام جو عورتوں کے ہوتے ہیں وہ خود اپنے دستِ مبارک سے انجام دیتے، مثلاً آٹا گوندھتی ہوئی ہوتیں آپ پانی لاکر دے دیتے کبھی چولہے پر لکڑیاں پہنچا دیتے۔ کبھی چارپائی ڈھیلی دیکھی تو اَدوائن کسنے لگتے۔ غرض کہ اپنے گھر کے کام باوجود دونوں جہان کے بادشاہ ہونے کے اپنی بیویوں کے ساتھ بلا تکلّف خود کر لیا کرتے تھے۔ ہم بھی انکے اُمتی ہیں، ہم کو ان کی مبارک سنّتوں پر چلنا چاہیئے۔

(۳۸) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَۃً اِنْ کَرِہَ مِنْھَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْھَا اٰخَرَ۔ (مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بُرا اثر قبول کرو تم اپنی بیویوں سے اگر ایک بات اس کی بُری ہوگی تو دوسری بات سے تم خوش بھی ہو جاؤگے۔

کیونکہ بیوی آخر انسان ہے۔ تم سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے ہو گئی ہو تو اس سے چشم پوشی کرو اور اس کو معاف کر دو۔ یہ کون سی انسانیت ہے۔ نمک کڑوا ہو گیا مرچ تیز ہو گئی اور آپ نے گھر میں، فساد مچا دیا۔ اسی سے بہت سے گھر بگڑ گئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان جیسا عورت اور مرد کے بگاڑ سے خوش ہوتا ہے کسی چیز سے بھی خوش نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ شیطان کو خوش کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔

(۳۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْمِلُوا النِّسَاءَ عَلٰی اَھْوَاءِ ھِنَّ۔ (طبرانی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ اٹھاؤ۔ عورتوں کا ان کی خواہشات پر۔

یعنی ان کی دِل چاہتی چیزوں پر یہ نہیں کہ نکاح تو شوق میں آکر کر لیا اب اس بیچاری کے نہ کھانے کی پرواہ اور نہ پہننے کا خیال بلکہ عورت کی ہر قسم کی دلداری

کرتی ہیں۔ یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم تو ان کو دیکھ رہی ہیں۔ اور کوئی ہم کو نہیں دیکھتا حالانکہ بارات میں بعض شریر النفس ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی نظریں کوٹھوں پر لگی رہتی ہیں تاکہ کوئی اچھی عورت پر نظر پڑ جائے۔ یاد رکھنا حدیث میں صاف آگیا دیکھنے والے پر لعنت ہے اور دکھانے والی پر بھی لعنت، تعزیوں کے موقعہ پر بھی بہت سی عورتیں کوٹھوں پہ چڑھ جاتی ہیں تاکہ وہ تعزیوں کو دیکھیں یاد رکھنا ان کا فعل قطعاً حرام ہے۔ آئندہ کے لئے توبہ کرنی چاہیئے۔

بالغ لڑکی پر جبر کرنا

۱۸۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ جَارِیَةً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ کَارِھَۃٌ فَخَیَّرَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی میرے باپ نے زبردستی شادی کر دی اور مجھے وہ لڑکا پسند نہیں تھا آپؐ نے فرمایا پھر تجھے اختیار ہے چاہے اس نکاح کو قائم رکھ یا توڑ دے (ابوداؤد)

بالغ لڑکی کا زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے

لڑکے کی ذمہ داری

۱۹۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ (رواہ البیھقی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے لڑکا پیدا ہو اسکے تین فرض ہیں (۱) اچھا نام رکھے (۲) تعلیم دے جو دین اور دنیا میں مفید ہو (۳) جب بالغ ہو جائے اس کا نکاح کرے (۴) اگر لڑکا بالغ ہو گیا اور اس کا نکاح نہیں کیا اور اس لڑکے سے کسی قسم کی بدکاری ہو گئی تو لڑکے کی اس بدکاری کا گناہ اسکے باپ پر ہوگا۔

کیونکہ باپ تیسرے فریضہ کا تارک اور قصور وار ہے۔ اس لئے ماں باپ کو لڑکے کے بالغ ہوتے ہی اس کا نکاح کر دینا چاہیئے فضول انتظار میں شریعت کا بھی بار ہے اور دُنیاوی حیثیت سے بھی نقصان ہے کیونکہ اکثر لڑکوں کی صحت آوارگی اور بد چلنی کے باعث اس زمانہ میں خراب ہو جاتی ہے۔ روپیہ الگ خراب صحت علیحدہ خراب اور ماں باپ کی عزّت و آبرو الگ برباد ہوتی ہے۔

جوان لڑکی کی ذمّہ داری

۲۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اَبْنَتُهُ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ (رواہ البیہقی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات میں لکھا ہوا ہے جس لڑکی کی عمر بارہ سال کی ہو جائے۔ اور اسکے ماں باپ اس کی شادی نہ کریں۔ تو اب اگر اس لڑکی سے کوئی گناہ ہوگا تو اسکی ذمّہ دار اسکے ماں باپ ہونگے۔

غور کیجئے کہ کس قدر ذمّہ داری کی چیز ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ پرواہ تک نہیں کرتے، حالانکہ روزمرّہ کے واقعات اس کے شاہد ہیں کہ لڑکی کی زیادہ عمر کرنی ہر صُورت سے نقصان دہ ہے۔ ہزاروں لڑکیاں زیادہ عمر کی ہو کر یا تو بدنام ہو گئیں۔ یا حمل رہ گئے یا کسی کے ساتھ بھاگ گئیں۔ یہ سب ہمارے احساس نہ کرنے کا نتیجہ اور شریعت مطہرہ کی ہدایات کے پابند نہ ہونے کا ثمرہ ہے۔ جب لڑکی بالغ ہو گئی۔ اس کو اپنے گھر بٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر جہیز دینے کو نہیں تو نہ دیجئے۔ جہیز کوئی ضروری نہیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو دُونوں جہان کی شہزادی ہیں۔ ان کو دونوں جہان کے بادشاہ نے کیا دیا؟ کیا ہماری لڑکیاں مرتبہ میں حضرت خاتون جنّت سے بھی بڑھ

گئیں ؛ بس دیندار با اخلاق لڑکا تلاش کر کے فوراً اس فریضہ سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔

شادی کے موقعہ پر لڑکیوں کے گیت

۲۱۔ عَنْ رُبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدَّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔

(رواہ البخاری)

ربیعؓ بنت معوذ بن عفرا ایک صحابی عورت ہیں۔ وہ اپنی شادی کا واقعہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ جب میں رُخصت ہو کر اپنے دُولہا کے یہاں آئی تو مبارکبادی کے لئے حضُور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ہمارے کنبہ کی جو لڑکیاں وہاں جمع تھیں انھوں نے دَف بجانا اور گیت گانے شروع کر دیئے۔ اچانک ان میں ایک لڑکی کہنے لگی۔ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ۔ یعنی ہمارے یہاں ایسے نبیؐ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اس جُملہ کو چھوڑو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

کیونکہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ البتہ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہ اپنے رسُولوں کو تبلا دیتا ہے۔ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں (۱) جو اشعار کہ ان میں جھوٹ نہ ہو، ان کا پڑھنا جائز ہے (۲) شادی کے

موقعہ پر اگر لڑکیاں اکٹھی ہو کر دف بجائیں اور اشعار پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے علامہ اکمل الدین نے لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اسی طرح دولہا کے گھر دف بجانا جائز ہے۔ اسی طرح ختنوں میں اور عیدین کے موقع پر اور جب احباب جمع ہوں تو خوشی کے لئے بھی دف بجانا درست ہے۔

۲۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زَفَّتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت کی رخصتی (شادی) ہوئی اس پر حضورؐ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ ڈھول وغیرہ تفریحی سامان نہیں ہے۔ کیونکہ انصار ایسے موقع پر گانے بجانے کو پسند کرتے ہیں۔

یہ ہے اسلامی شادی کا نمونہ۔ لیکن ہم نے بجائے اسلامی رسومات کے نکاح جیسے مقدس فریضہ میں بھی اپنی طرف سے ایسی ایسی رسومات ایجاد کیں جنکی شریعت میں کوئی اصل نہیں چنانچہ حضرت آدم بنوری نے اپنی کتاب "علم الہدیٰ" میں اس طرح لکھا ہے کہ نکاح میں بہت ایسی رسومات ہیں جن کا کرنا بدعت ہے۔ پس ایسی رسومات جس نکاح میں کی جاتی ہیں۔ وہ نکاح اسلامی نہیں ہوتا۔ اور اس نکاح سے جو اولاد ہوتی ہے وہ حرامی ہوتی ہے۔

(۱) یہ کہ کچھ سرسوں، اسپندانہ، ہلدی، لوہے کی انگوٹھی لے کر ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر دولہا دلہن کے ہاتھ پر باندھتے ہیں۔ اس کو ہندو گنگنا کہتے ہیں۔ یہ صریح کفر ہے۔ اس کا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا کافر ہوتا ہے۔

(۲) یہ کہ مٹکی پر پھول باندھتے ہیں اور صندل گھس کر اس پر لگاتے ہیں۔ یہ

رسم آتش پرستوں کی ہے۔

③ یہ کہ دُلہن کی اور اسی طرح بارات کی عورتیں مغلظات (گالیاں) بکتی ہیں۔

④ دولہا کے سر پر ماں یا بہن اپنے دوپٹے کا آنچل ڈالتی ہیں اور دُلہن کے سر پر مرد کی پگڑی یا صافہ رکھ دیتی ہیں۔ اور یہ دونوں ملعون ہیں کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ خدا کی لعنت ہے اس مرد پر جو مشابہت کرے عورتوں کی۔ اسی طرح خدا کی لعنت ہے۔ اس عورت پر جو مشابہت کرے مردوں کی۔

⑤ دُلہن کا انگوٹھا دودھ اور پانی کے ساتھ دھوتے ہیں اور اس کا نیگ نائن کو دیتے ہیں جس کو انگوٹھا دُھلائی کہتے ہیں۔ یہ رسم بھی مجوسیوں کی ہے اور اس میں اندیشہ ہے کفر کا۔

⑥ بعض جگہ فقرہ بند گالیاں دیتی ہیں جس میں مسجد اور محراب اور شملہ کی حقارت ہوتی ہے یہ بھی کفر ہے۔

⑦ مرد کو دُولہا بنا کر کاجل اُس کی آنکھوں میں ڈالتی ہیں۔ یہ بھی اچھا نہیں۔

⑧ بالغ لڑکیاں اکٹھی ہو کر ناچتی ہیں۔ اور زور زور سے گاتی ہیں جس کی آواز باہر جاتی ہے اور نامحرم اس کو سُنتے ہیں۔ یہ بالاتفاق حرام ہے۔

⑨ کاغذ کے پھول وغیرہ بنا کر مکان کو سجاتی ہیں۔ یہ بھی اسراف میں داخل ہے اور حرام ہے۔

⑩ دُولہا کے سہرا باندھتے ہیں یہ بھی مشرکین کی رسم اور ناجائز ہے۔

⑪ چاندی کا کڑا ہاتھ میں اور چاندی کی ہنسلی دُولہا کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

⑫ دولہا کو گھوڑے پر سوار کر کے بازاروں اور گلیوں میں پھرانا۔

(۱۳) بارات باجہ گاجہ اور نفیری کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۱۴) یہ کہ آتش بازی چلائی جاتی ہے۔

(۱۵) چاندی یا سونے کے برتن میں دُولہا یا دُولہن کو شربت یا دُودھ پلانا۔

(۱۶) دُولہا کو سونے کی انگوٹھی پہنانا یہ سب رُسوم حرام ہیں۔ ان سے ہر مُسلمان مَرد و عورت کو بچنا چاہیئے۔ اور اپنی شادیوں کو اسلامی شادی بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (مظاہر حق ص۱۱۴ ج ۳)

تاریخ نکاح میں بدشگونی بیہودہ فعل ہے۔

۲۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَوَّالٍ وَبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّالٍ فَاَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَحْظٰی عِنْدَہٗ مِنِّیْ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری شادی اور میری رخصتی شوال کے مہینہ "عید کے چاند" میں ہوئی تھی۔ اب تم دیکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں مجھ سے زیادہ کون سی صاحب نصیب تھیں۔ (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ جو نادان عورتیں اور مرد عید کے چاند میں نکاح کرنے کو منحوس خیال کرتے ہیں وہ غلط ہے، بلکہ عید کے چاند میں نکاح و شادی کرنا مستحب ہے۔ جیسے اس زمانے کے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ فلاں مہینے میں نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔ فلاں دِن نہ کرنا چاہیئے۔ فلاں تاریخ کو نہ کرنا چاہیئے۔ وہ سب فضُول واہیات ہیں۔ اسی طرح اُس زمانہ کے جاہلوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور اس عقیدہ کو توڑنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح و رخصتی انہی تاریخوں میں کرائی اور حضرت عائشہؓ کا بھی اس حدیث کے بیان کرنے سے یہی منشا ہے۔

شادی کے موقعوں پر گانا

۲۴- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ أَلَا تُغَنِّيْنَ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصاری خاندان کی ایک لڑکی رہتی تھی، میں نے اس کی شادی کر دی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اے عائشہؓ تم گانا نہیں کراتیں۔ کیونکہ یہ انصاری قوم گانے کو بہت پسند کرتی ہے۔

(رواہ ابن حبان)

اس سے آج کل کی طرح گانا بجانا، ڈھول باجا گاجا، ہارمونیم وغیرہ مراد نہیں بلکہ اس سے عمدہ اشعار دف کے ساتھ مراد ہیں۔

۲۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ایک انصاری لڑکی کی شادی کی جو حضرت عائشہؓ کی رشتہ دار بھی تھی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کسی گانے والے کو بھی بھیجا عائشہؓ نے جواب دیا نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاری قوم کو گانے کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ کاش کہ تم دولہن کیساتھ اس شخص کو بھی بھیج دیتیں جو یہ گا کر سناتا شعر

اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ

مَنْ یَّقُوْلُ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ

یعنی ہم آئے تمہارے پاس، اللہ تم کو بھی سلامت رکھے اور ہم کو بھی سلامت رکھے۔ اور اس کا دوسرا شعر یہ ہے۔

وَلَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ لَمْ تَسْمَنْ عَذَارَاکُمْ

وَلَوْلَا الْعَجْرَةُ السَّوْدَاءُ مَا کُنَّا بِوَادِیْکُمْ

اگر سُرخ گیہوں نہ ہوتے تو تمہاری بیٹیاں موٹی نہ ہوتیں۔ اگر کالی کھجوریں نہ ہوتیں تو ہم تمہارے مکانوں میں نہ رہتے۔

یہ شعر عام طور پر انصار کی شادیوں میں پڑھے جاتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۲۶۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قَرَظَةَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ فِیْ عُرْسٍ وَاِذَا جَوَارٍ یُغَنِّیْنَ فَقُلْتُ اَیْ صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلَ بَدْرٍ یُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَکُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِی اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (رواہ النسائی)

عامر بن سعدؓ نے فرمایا کہ میں قرظہ بن کعب اور ابومسعودؓ انصاری کی خدمت میں ایک شادی کے موقعہ پر حاضر ہوا، میں نے وہاں پر دیکھا کہ چند لڑکیاں گیت گا رہی ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا اے حضورؐ کے صحابیو! اے جنگ بدر میں شریک ہونیوالو۔ تمہاری موجودگی اور یہ گانا بجانا۔ اور پھر تم اس مجلس میں موجود ہو، اس پر مجھے یہ جواب ملا کہ ہمارے ساتھ تم بھی سنو یا چلے جاؤ کیونکہ شادی کے موقعوں میں گانے بجانے کی ہمکو اجازت ہے۔

نوٹ: یاد رکھو یا جاگا جا ہارمونیم کے ساتھ ہر وقت ہی حرام ہے۔

نکاح کس طرح کرنا چاہیئے۔

۲۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْ ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرو تم نکاح کا یعنی شہرت دو۔ اور اس کو مسجد میں کرو۔ اور نکاح کے وقت دف بجاؤ۔ (ترمذی)

جمعہ کے دِن مسجد میں نکاح کرنا بہتر اور باعث ثواب اور بابرکت ہے۔

بیوی کے حقوق اور بعض دینداروں کی کوتاہی

۲۸- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِہٖ الْفُرُوْجَ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی شرط پوری کرنے کا سب سے زیادہ خیال رکھو۔ (بخاری و مسلم)

یعنی مہر ادا کرو۔ اس کو کھانے پینے کو دو۔ ان کو رہائش کے لئے مکان دو۔ ان سے اچھا برتاؤ کرو، خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ بعض لوگ ناحق بیوی کو تنگ کرتے ہیں کہ تجھ کو میرے ماں باپ کے پاس رہنا پڑے گا۔ ان کے ساتھ کھانا ہو گا۔ اگر بیوی خوشی کے ساتھ اس کو منظور کرلے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ والدین کی وجہ سے بیوی کے معاملہ میں زیادتی اور اسکے حقوق کو تلف کرتے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض دیندار عالم بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ اسی طرح نفقہ کے معاملہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے پس اگر کسی شخص کی آمدنی اتنی ہے کہ اگر وہ ماں باپ پر خرچ کرے تو بیوی کو نہیں دے سکتا اگر بیوی کو

دے تو ماں باپ کے لئے نہیں بچتا۔ ایسی صورت میں بیوی پر خرچ کرنا
ضروری ہے۔ اور ماں باپ کو دینا اس پر ضروری نہیں۔ خوب سمجھ لو اس
مسئلہ کی جہالت کے باعث سینکڑوں گھر برباد ہو گئے بعض سا سیں
نہایت ہی بے رحم اور ظالم ہوتی ہیں جو بات بات پر بہو سے بگڑ
بیٹھتی ہیں اور اسی پر بس نہیں بیٹوں کے کان بھر بھر کر آپس میں کشیدگی
پیدا کر دیتی ہیں جس کے باعث یا تو بے چاری بہو سسرال کے ناجائز مظالم
برداشت کرتی ہے۔ یا باپ کے گھر چلی جاتی ہے۔ مردوں کی یہ سخت غلطی ہے اور
ان کو اللہ کے یہاں اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ چنانچہ بہشتی گوہر [۱۱]
میں اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس اس
کی مالی وسعت کم ہو کہ ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف
ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور
ماں باپ پر خرچ کرے اور بیوی کا حق ہے کہ شوہر سے اس کے ماں
باپ سے علیحدہ اور جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس اگر وہ اس کی
خواہش کرے اور ماں باپ اس کو اپنے ساتھ شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز
نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے ساتھ شامل رکھے بلکہ شوہر پر
واجب ہے کہ اس کو جدا رکھے۔ اگر ماں باپ کہیں کہ تو بلا وجہ بیوی کو
طلاق دیدے تو ماں باپ کی اطاعت واجب نہیں۔ ماں باپ اگر کہیں
کہ تو ساری کمائی ہم کو دیا کر۔ اس میں بھی ان کی اطاعت ضروری نہیں اگر
ماں باپ اس پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ مَالُ امْرَءٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ۔

(بہشتی زیور صـ۱۲۶ ج ۱۱)

اور وہ حدیث کہ اگر تیرا باپ تجھ کو حکم دے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے تو تو طلاق دیدے اور اس قسم کی دوسری احادیث جو ماں باپ کے حقوق میں آئی ہیں اُن کے مفصّل جوابات بہشتی زیور کے حصہ ۱۱ میں حضرت تھانویؒ نے لکھ دیئے ہیں۔ کیونکہ یہ مجموعہ نہایت ہی مختصر ہے اسلئے اس میں اتنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو بہشتی زیور میں دیکھئے۔

آداب رشتہ

۲۹۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ حَتّٰی یَنْکِحَ اَوْ یَتْرُکَ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ نہ بھیجو تم کسی رشتہ پر یہاں تک کہ وہ رشتہ یا تو چھوٹ جائے یا نکاح ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

یعنی اگر کسی شخص کا رشتہ کسی سے ہو رہا ہو اور لڑکی والے اس رشتہ پر رضامند ہوں تو اس صورت میں دوسرے کو رشتہ بھیجنا جائز نہیں کیونکہ دوسرے رشتہ میں اس امر کا احتمال ہے کہ شاید پہلا رشتہ چھوٹ جائے جس کے باعث مسلمانوں کو اذیت پہنچے گی، اس لڑکے کو الگ اور اس رشتہ میں کوشش کرنیوالوں کو الگ رنج ہو گا۔ اور ایذائے مسلم حرام ہے۔ اس لئے کسی رشتہ پر اپنا رشتہ بھیج دینا حرام ہوا۔ البتہ اگر پہلے رشتہ کا کوئی فیصلہ ہو جائے یا تو نکاح کی صورت میں یا جواب دینے کی صورت میں تو اس شکل میں دوسرا پیغام ڈالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس وقت میں ایذا ان کی جانب سے نہیں ہو گی۔ اور اگر دوسرا رشتہ پہلے رشتہ کے فیصلہ کے بغیر بھیج دیا اور دوسرا رشتہ منظور کر کے اسکے نکاح ہو گیا تو نکاح

درست ہو جائیگا۔ لیکن دوسرا رشتہ بھیجنے والے اسمیں سفارش کرنیوالے سب گنہگار ہونگے۔

برتھ کنٹرول

۳۰۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ رَجُلاً اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ جَارِیَةً هِیَ خَادِمَتُنَا وَ اَنَا اَطُوْفُ عَلَیْهَا وَاَكْرَهُ تَحْمِلُ فَقَالَ اَعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهٗ سَیَاْتِیْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْجَارِیَةَ قَدْ حَبَلَتْ فَقَالَ قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهٗ سَیَاْتِیْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔

(مسلم شریف)

حضرت جابرؓ فرماتے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ میرے پاس ایک باندی ہے میں اس سے صحبت کر لیتا ہوں لیکن اسکے حاملہ ہو جانے کو مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ وہ ہمارے گھر کا تمام کام دھندا کرتی رہتی ہے اگر وہ حاملہ ہو جائے تو گھر کون سنبھالے گا (گویا کہ یہ صحابی برتھ کنٹرول کی اجازت چاہتے تھے) اس پر آپؐ نے فرمایا اگر تمہارا منشاء بھی ہے تو تمکو اختیار ہے لیکن ہوگا وہی جو اللہ نے پہلے سے لکھ دیا اسکے لکھے ہوئے کو کوئی تدبیر ٹال نہیں سکتی یہ سنکر وہ شخص چلا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہی شخص دوبارہ واپس آیا اور حاضر ہو کر کہنے لگا حضور باندی تو حاملہ ہو گئی آپؐ نے فرمایا میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔ (مسلم شریف)

۳۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ بنی المصطلق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے

فَاَصَبْنَا سَبْیًا مِّنْ سَبْیِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَیْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَیْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْأَلَهٗ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَیْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِلَّا وَهِیَ كَائِنَةٌ۔

(بخاری شریف)

اس موقعہ پر ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل (برتھ کنٹرول) کے متعلق دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ایسی تدبیریں کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے حمل نہ ٹھہر سکے۔ مثلاً انزال سے پہلے اپنے عضوِ تناسل کو عورت کے اندامِ نہانی سے نکال لیں۔ یا کوئی مانع حمل دوا کھالیں جس سے حمل نہ ٹھہرے۔ (یا فرنچ لیدر استعمال کرلیں) اس پر آپ نے فرمایا تمہارا عزل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ قیامت تک جس رُوح کا پیدا کرنا اللہ نے لکھ دیا ہے وہ رُوح پیدا ہو کر رہے گی۔

چاہے تم برتھ کنٹرول کرو یا نہ کرو جس کو اللہ پیدا کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے، تم لاکھ تدبیریں کرو وُہ رُوح ضرور پیدا ہوگی۔ یعنی تم یہ خیال کرتے ہو کہ منی کا قطرہ اندر نکلنے سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے اور اس قطرے کے اندر گرنے سے روکنے پر بچہ پیدا نہ ہوگا۔ یہ غلط ہے۔ اور ہر منی کے قطرے سے بچہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ اکثر اوقات اندر منی گرتی ہے۔ لیکن اس سے بچے پیدا نہیں ہوتے اور بعض اوقات بچے پیدا نہ ہونے کی سینکڑوں تدابیر کرلی جاتی ہیں لیکن پھر بھی بچے پیدا ہو جاتے ہیں بس بچوں کی پیدائش اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے نہ کہ منی کے قطروں پر۔ اسی طرح نہ ہونا بھی موقوف ہے اُسکے ارادہ پر نہ کہ عزل پر۔ لیکن عادت اللہ یوں ہی جاری ہے۔

کہ بچہ نطفہ سے پیدا ہوتا ہے پس یہ ہو سکتا ہے کہ عزل کی صورت میں بے اختیار کوئی قطرۂ منی رحم میں جا پڑے اور بچہ بن جائے اور تقدیر الٰہی میں پیدا ہونا ہی ہے تو بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (مسلم شریف)

۳۲: عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْزِلُ عَنْ اِمْرَأَتِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَ تَفْعَلُ ذَالِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اُشْفِقُ عَلٰی وَلَدِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ ذَالِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَ الرُّوْمَ۔ (رواہ مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے بچے پر خوف کرتا ہوں، یعنی وہ بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں اس سے عزل نہ کروں تو اس کو حمل ٹھہر جائے گا اور دودھ کم و فاسد اور خراب ہو جائے گا اس پر حضور ؐ نے فرمایا۔ کہ اگر دودھ پلانے کے زمانے میں صحبت کرنا بچہ کے لئے مضر ہوتا تو اہل فارس اور اہل روم کو ضرور نقصان پہنچاتا

کیونکہ وہ لوگ اس زمانہ میں صحبت کرنے کے عادی ہیں اور جب ان کو نقصان نہیں پہنچتا تو عزل کرنا اس خیال سے کہ عورت حاملہ ہو جائیگی فضول ہے اب بھی بہت سے لوگ ایسا خیال کرتے ہیں۔ اور عورت کے پاس نہیں جاتے حالانکہ اس زمانے میں عورت کو بہت شہوت ہوتی ہے۔ لیکن وہ شرم کے باعث کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اس لئے اس کی خواہشات و جذبات کو پامال نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۳: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ کُلِّ الْمَاءِ یَکُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ خَلْقَ شَیْءٍ لَمْ یَمْنَعْہُ شَیْءٌ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل برتھ کنٹرول کی بابت دریافت کیا گیا۔ کہ یہ کیا جائے یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہر منی کے قطرہ سے بچہ کی پیدائش ضروری نہیں اور جب اللہ کسی کے پیدا کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو کوئی تدبیر اس کے ارادہ سے اس کو روک نہیں سکتی۔

۳۴: عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَھْبٍ قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اُنَاسٍ۔ وَھُوَ یَقُوْلُ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَنْھٰی عَنِ الْغِیْلَةِ فَنَظَرْتُ فِی الرُّوْمِ وَفَارِسَ فَاِذَا ھُمْ یُغِیْلُوْنَ اَوْلَادَھُمْ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَھُمْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَاَلُوْہُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ الْوَادُ الْخَفِیُّ وَھِیَ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ۔

(مسلم)

حضرت جدامہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ بہت سے اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ میں نے چاہا تھا کہ میں غیلہ کی ممانعت کر دوں لیکن پھر میں نے روم اور اہل فارس کو دیکھا کہ وہ لوگ غیلہ کے عادی ہیں۔ اور ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کے بعد صحابہؓ کرام نے عزل کی بابت دریافت کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عزل کرنا دراصل پوشیدہ طور پر زندہ درگور کرنا ہے اور یہ خصلت واذا الموءدۃ سئلت کا مصداق ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ جس بچّہ کو زندہ درگور کر دیا گیا اس سے دریافت فرمائیں گے کہ تو کس گناہ کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ برتھ کنٹرول کرنے والے حقیقتاً اس رسم کو جاری کر رہے ہیں جو زمانہ جاہلیّت کے عرب میں جاری تھی اور پھر ہم تو اس معاملہ میں عرب کی اس جاہلانہ رسم سے جس کی قرآن اور حدیث میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور بھی زیادہ بڑھ گئے، کیونکہ وہ تو صرف لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور لڑکوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے لیکن برتھ کنٹرول کے حامی اور عامل نہ لڑکوں کی پرواہ کرتے ہیں نہ لڑکیوں کی جو شرعاً حرام ہے اس بناء پر برتھ کنٹرول کے حامی، اس کے عامل، اسکی دوائیں دینے والے ڈاکٹر و حکیم، اس کی دوائیں تیار کرنے والے دوا ساز، اس کے متعلق کتابیں لکھنے والے حضرات سب گنہگار ہیں۔ دِلّی کے ایک دواخانہ نے برتھ کنٹرول کی کتاب لکھی ہے۔ اس کو ہر مُسلمان جلا دے اور اس کو ہرگز ہرگز نہ خریدے اور نہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ یہ نظریہ بھی یورپ سے نِکلا اور بد قسمتی سے مسلمان اس پر عامل ہوتے جا رہے ہیں البتہ پہلے زمانہ میں باندیوں سے اس کا جواز تھا۔ اب ہندوستان میں یہ منحوس رواج یقیناً قابلِ لعنت ہے اس سے اسلامی نسل کے ختم ہو جانے یا کم ہو جانے کا یقیناً احتمال ہے اور تشبہ بالکفار ہے۔

نوٹ: غیلہ کے معنی ہیں کہ دودھ پلانے کے زمانہ میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جاہل عرب اس سے احتیاط کرتے تھے، حضورؐ نے فرمایا اس میں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔

خلاف وضع فطری صحبت کرنا۔

۳۵: عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ

أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ الْآيَةَ أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ۔ (رواہ ترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ تمھاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس آؤ تم اپنی کھیتیوں میں اگلی جانب میں اگلی طرف سے اور پچھلی جانب سے اگلے حصّہ میں اور بچو تم پاخانہ کی جگہ میں صُحبت کرنے سے جسطرح حالتِ حیض میں پیشاب کی جگہ سے بچنا ضروری ہے

یعنی جس طرح حالت حیض میں پیشاب کی جگہ صُحبت کرنی حرام ہے اسی طرح ہر زمانہ میں پچھلے حصّہ میں صحبت کرنا بھی حرام ہے آجکل بہت سے شہوت پرست مسلمان اس فعل میں مُبتلا ہیں۔ ان کو توبہ کرنی چاہیئے۔

۳۶: عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَآءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ (رواہ احمد)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق ظاہر کرنے سے اللہ تعالےٰ کو شرم نہیں آتی نہ بدفعلی کرو تم اپنی عورتوں سے یعنی ان کے پچھلے حصّہ میں صُحبت نہ کرو۔

حیا اس تغیر و تبدل کو کہتے ہیں جو انسان کو لاحق ہو، عیب لگے، اور بُرائی کہے جانے کے خوف سے اور تبدیلی اللہ تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس اللہ تعالےٰ کے بارے میں حیا کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد ترک اور چھوڑنا ہوتا ہے جو حیار کا مقصود ہے۔ تو اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نہیں چھوڑتا حق کہنے کو اور اس کے اظہار کو۔ اور اس جُملہ سے شروع فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ فعل بہت حرام ہے اور یہ کلام اس قسم کا ہے کہ اس کا ذکر کرنا اور زبان پر لانا بھی ٹھیک نہیں

اگرچہ روکنے کی وجہ ہی ہو۔ لیکن بغیر حکم شرعی کے ظاہر کرنے کے چارہ بھی نہیں اور وہ یہ ہے کہ تم اپنی عورتوں سے پچھلے حصّہ میں صحبت نہ کرو کیونکہ یہ حرام ہے اور جب اپنی بیوی سے حرام ہے تو لڑکوں سے اغلام اور بھی زیادہ حرام ہوا جیسے چیل کھانا، گدھ کھانا حرام اور خنزیر کھانا بھی حرام ہے لیکن پہلے کی نسبت خنزیر اور سوٗر کھانا زیادہ حرام ہے۔

۳۷: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا (رواہ احمد و ابوداؤد)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون ہے وہ شخص جو بدفعلی کرے اپنی بیوی سے پائخانہ کی جگہ میں، ملعون کے معنی دین و دنیا میں خدا کی رحمت سے دور اور خدا کی پھٹکار و قہر کے قریب ہے۔

آج کل کے نوجوان جو اس منحوس فعل میں ہمیشہ یا گاہ بگاہ مبتلا رہتے ہیں ان پر آخرت میں لعنت ہوگی اور دنیا میں بھی ملعون و مردود ہیں۔ نیز طبی نقطۂ نظر سے بھی یہ فعل نہایت ہی مضر ہے۔ عضو تناسل کی طاقت کچھ ہی روز میں گھٹنی شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتداً سستی کا مرض لاحق ہو کر آخر کو نامرد بنا دیتا ہے۔ پھر میاں صاحب تو نامرد ہو گئے اور غریب عورت اپنی خواہشات کیسے پوری کرے۔ بس پھر یہی ہوتا ہے کہ غیر مردوں سے ان کی آنکھیں ملتی ہیں۔ اور مطلب پورا ہوتا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ ایک فیصد ہی شاید بچ سکے۔ جب اس کا پیٹ نہ بھرا آخر وہ کیا کرے۔ اے اللہ تو ہماری بھی حفاظت فرما اور ہماری عورتوں کی بھی حفاظت فرما۔ آمین۔

۳۸۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ یَاْتِیْ اِمْرَأَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔

نے جو شخص اپنی بیوی سے پچھلے مقام میں بدفعلی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی نظر عنایت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔ (رواہ فی شرح السنہ)

یعنی اللہ کی خاص رحمتیں اور مہربانی ختم ہو جاتی ہے۔

۳۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَأَۃً فِی الدُّبُرِ (رواہ الترمذی)

دوسری روایت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتے اس شخص پر جو کسی لڑکے یا عورت کی پاخانہ کی جگہ صحبت اور بدفعلی کرے۔

یعنی خدا کی رحمتوں سے وہ دور ہوتا ہے۔

میرے ذہن میں اس کی تعبیر اس طرح کرنی چاہیئے کہ ایک شخص نے کسی تقریب کے موقع پر اپنی تمام برادری کو دعوت دی تاکہ ان کو کھانا کھلائے اور شرینی تقسیم کرے۔ اب اس موقع پر تمام برادری جمع ہو جاتی ہے۔ اور برادری میں سب طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے جو اس کے نزدیک قابل عزت و احترام، کچھ دوست، کچھ دشمن۔ اس کا جو برتاؤ دوستوں اور باعزت لوگوں سے ہوگا۔ یقیناً اپنے دشمن کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں ہوگا بالخصوص جب کہ دشمنی انتہائی شکل اختیار کر گئی ہو۔ تو ایسی صورت میں اس کے ساتھ یقیناً وہ ایسا معاملہ کرے گا۔ جو اس کی ذلت کا باعث ہو۔ مثلاً اس کو سلام علیک نہ کرے۔ اس کی بات نہ پوچھے۔ اسکی طرف رُخ نہ کرے۔ جب کھانے اور تقسیم کا وقت آئے تو اس کو نہ بلائے تو

اس کو کس قدر ذلت اور رسوائی ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے یہاں سب اوّلین و آخرین قیامت کے دن ہوں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو باعزت طریقہ پر دیکھے گا ان سے ملاقات کرے گا۔ ان کو عزت کی جگہ بٹھائے گا۔ ان کی خاطر و مدارت فرمائے گا اور اپنی عنایت سے جنت میں داخل کریگا، عرش کے سایہ میں جگہ دیگا جنت کے دستر خوان پر جنت کے پھل چن کر کھلائے گا۔ اور جو لوگ اغلام کرنے کے عادی و خوگر ہوں گے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا نہ ان پر اس کی رحمت ہوگی نہ عرش کے سایہ میں ان کو جگہ ملے گی، اور نہ جنت میں داخل ہونگے کیونکہ یہ جماعت قانون شکن جماعت ہے۔ پس خدا کی دشمن ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس فعل بد کی وجہ سے برباد و تباہ کر دی گئی، اُن کے شہروں کو اُلٹ دیا گیا ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ وَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ اس فعل بد سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرنی چاہیئے۔ ایسا شخص دُنیا میں کبھی نہ کبھی ضرور ذلیل ہوتا ہے اور اس کا یہ فعل مشہور ہو جاتا ہے اور عورتوں کو چاہیئے کہ اگر ان کے مرد اس قسم کی فرمائش کریں تو ان کو روک دیں اور ہرگز ہرگز دین کے مقابلہ میں اپنے مرد کی اطاعت نہ کریں۔ کیونکہ یہ فعل حرام ہے اور اس کا کرنے والا اور کرنے والی دونوں گنہگار ہیں اور آئندہ کے لئے دونوں کا نقصان ہے کیونکہ اس فعل کا کرنے والا کچھ ہی روز میں نامرد ہو جاتا ہے۔

تاجدار مدینہ کا مہر

۴۰۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُمّ المومنین

عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ أُوقِيَةً وَنَشٌّ قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ

حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا مہر تھا آپؓ نے فرمایا پانچ سو درہم، یعنی ہمارے موجودہ زمانہ کے (روپے پیسے) ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف)

حضور تاجدارِ مدینہ دونوں جہان کے بادشاہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم) جن کے برابر تو کیا ان کے قدموں کی خاک کے برابر بھی کوئی نہیں ہوسکتا انہوں نے آپ جتنے نکاح کئے ان سب میں مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا جس کے انگریزی سکّہ کے حساب سے کل

ہوتے ہیں۔ اور آپؐ کی تمام صاحبزادیوں کا مہر علاوہ حضرت خاتونِ جنّت کے بھی یہی کا تھا۔ نقشہ ذیل سے آپ کے اہل بیت کا مہر معلوم کیجئے۔

فہرست مہر اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی صاحبزادیوں و ازواج مطہرات کا مہر	ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ	مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
درہم [illegible]	دینار طلائی [illegible]	مثقال نقرہ [illegible]
روپیہ	روپیہ	روپیہ

مہر کی مقدار

۴۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَلَا لَا تُغَالُوا صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا

فرمایا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خبردار ہو۔ عورتوں کا مہر زیادہ، نہ باندھو کیونکہ

لَوْكَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوٰى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ اَوْلَا كُمْ بِهَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ اَكْثَرَ مِنْ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً۔	اگر زیادتی مہر دُنیاوی عزت کا سبب اور اللہ کے نزدیک اتقار کا باعث ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے ہم سے زیادہ موزوں تھے، مجھے جہاں تک معلوم ہے یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات و صاحبزادیوں کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں کیا،
(رواہ احمد، ترمذی، ابوداؤد، والنسائی وابن ماجہ)	حدیث عائشہؓ ملا کر کل تعداد انگریزی روپیہ سے بنتی ہے۔
۲۸: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰى فِيْ صَدَاقِ اِمْرَاَتِهِ مِلْأَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ۔	فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اپنی عورت کے مہر میں دونوں ہاتھ بھر کر ایک وہتر ستو یا کھجور دے دی۔ پس اس نے حلال کر لیا۔ اپنی عورت کو اور بغیر اس کے اس کی بیوی حلال نہیں۔
(رواہ ابوداؤد)	

اور یہ وہ مہر ہے جس کو معجل کہتے ہیں۔ بندہ کے ناقص خیال میں ہمارے یہاں جو منہ دکھائی دُولہا دیتا ہے وہ مہر معجل ہوگا لیکن اب اسکا خیال بالکل نہیں کرتے اسلئے دولہا جو منہ دکھائی اپنی دُلہن کو دے۔ وہ مہر کی نیت کر لیا کرے نیز بھر اسقدر زیادہ مہر باندھنے کی آخر غرض کیا ہے۔ کیا آپ کی لڑکیاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے بھی زیادہ باعزت ہو گئیں کہ آپ کسی جگہ پانچ ہزار کہیں دو ہزار کہیں پانچسو۔ یہ سب رسُومات جاہلیہ ہیں اور مہر کی تعداد مرد کی حیثیت کے موافق

تجویز کی جائے اور اپنی برادری کا مہر اس طرح پر طے کر لیا جائے کہ حسب حیثیت ہو
ایک کالی بدشکل لڑکی کا مہر بھی پانچ ہزار اور خوبصورت حسین، سلیقہ مند کا بھی وہی مہر
یہ فلسفہ ہمارے خیال سے بالاتر ہے، جہاں تک ہو سکے مہر ہلکے پھلکے باندھنے
کی کوشش کریں سب سے زیادہ مٹنے کی، قربان ہونے اور پابند ہونے کی چیز
تو وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہو نہ کہ برادری کی رسومات ہر مسلمان
کو چاہیئے کہ حضورؐ کا اتباع کرے۔ مہر فاطمی باندھے پھر دیکھے کہ اس نکاح میں کتنی
برکت ہوتی ہے میاں بیوی کی کیسے گذرتی ہے لیکن افسوس مسلمانوں کو وہ کام
تو کرنے ہی نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہترین زمانے میں کئے ہیں۔
نوٹ: روپے سے زیادہ مہر باندھنا جائز تو ہے لیکن افضل
واولٰی وہی ہے۔ جو عام طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات
وصاحبزادیوں کا مہر باندھا ہے۔ ہم کو بھی اپنی برادری کی تمام رسومات چھوڑ
کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع کرنی چاہیئے۔

صحابہ کرامؓ کی سادگی اور ان کا مہر

۴۳: عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّی تَزَوَّجْتُ امْرَءَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے کپڑوں پر زعفران کا رنگ لگا ہوا دیکھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یہ کیا؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا کہ حضورؐ میں نے شادی کی ہے اور اسکا مہر لونے سولہ ماشے سونا قرار پایا ہے فی تولہ کے

حساب سے یا روپے حد سے حد روپے ہوتے حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے برکت فرماوے تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کیساتھ ہو۔ (متفق علیہ)

اس حدیث میں چند باتیں قابلِ غور ہیں

(۱) عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص صحابیوں میں سے تھے اور صحابہؓ کے جو تعلقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہ ماں باپ عزیز واقارب دوست و احباب سے بدرجہا بہتر اور برتر تھے۔ باوجود ایسے شیر و شکر ہونے کے شادی کرنے میں کوئی اہتمام نہیں۔ حتّٰی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اگلے روز دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ سبحان اللہ! اس سادگی پر کون نہ مر جاوے اے خدا۔

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بہت زیادہ رئیس تھے۔ حتّٰی کہ ان کے تجارتی منافع میں انکے مکان کے گوشے اس طرح بھرپور ہو جاتے تھے جس طرح ایک بڑے زمیندار کا گھر فصل کے موسم میں اجناس سے بھر جایا کرتا ہے۔ باوجود اس قدر ریاست کے نکاح میں اس قدر سادگی کہ مدینہ میں نکاح اور حضورؐ کو خبر تک نہ ہو۔ پھر مہر اس قدر قلیل کہ کل مہر کی مقدار پونے سولہ ماشہ سونا ہو۔

(۳) یہ صحابی باوجود اتنی رفاقت کے کہ جنگوں میں حضورؐ کے ساتھ ان کی شرکت رہی حتّٰی کہ اُحد میں ان کے بیس زخم آئے اور پھر بھی ثابت قدم رہے۔ اور حضورؐ کے ساتھ لڑائی میں جمے رہے۔ لیکن شادی کی اطلاع نہ دینے پر بھی آپ کو گرانی نہ ہوئی۔ بلکہ شادی کا حال معلوم کر کے آپؐ نے اظہار مسرت فرمایا اور بارک اللہ لک سے دعا دی اور پھر اس پر حضورؐ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

(۴) ولیمہ میں سادگی کہ زیادہ سے زیادہ ایک بکری کافی ہے۔ ہمارے یہاں ولیمہ کے لئے تمام برادری آئے۔ ورنہ کنبہ تو ضرور ہونا چاہئے۔ خواہ قرض لیکر ہی ہو۔ حالانکہ پہلے زمانے کا بڑے سے بڑا ولیمہ ایک بکری ذبح کر کے کھلا دینے کا نام تھا۔

۴۴: عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے جتنا شاندار ولیمہ حضرت زینبؓ کے نکاح میں کیا اتنا اپنی کسی شادی میں بھی نہیں کیا۔ حضرت زینبؓ کے نکاح میں ایک بکری کیساتھ ولیمہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

لیجئے۔ یہ ولیمہ سردار دو جہاں کا سب سے بڑا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولیمہ میں بکری ذبح کر دینا بہت بڑا ولیمہ ہے سردارِ دو جہاں کا دوسرا ولیمہ ذیل کی حدیث سے معلوم کیجئے۔

۴۵: عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَۃِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یُبْنٰی عَلَیْہِ بِصَفِیَّۃَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ وَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَمَا کَانَ فِیْھَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْھَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ اور خیبر کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات قیام فرمایا اور وہاں پر حضرت صفیہؓ سے شادی ہوئی پھر میں نے مسلمانوں کو ان کے ولیمہ کی دعوت دی۔ دونوں جہان کے بادشاہ نے اپنے اس ولیمہ میں نہ روٹی کا انتظام فرمایا اور نہ گوشت کھانے کو دیا بلکہ آپؐ نے چمڑے کے دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا۔ حسب ارشاد سرکار دو عالم

وَالسَّمْنُ۔ (رواہ البخاری)

کے دستر خوان بچھایا گیا، دستر خوان پر کچھ کھجوریں کچھ پنیر کے ٹکڑے اور گھی چن دیا گیا اسکے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کے لئے خاص تکلفات کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو بھی سہولت سے مہیا ہو جائے ولیمہ کر دے افسوس حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کس طرح ہم نے چھوڑا کوئی تو اللہ کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا کہ حضور کی سنت کے موافق شادی کرے۔

۴۶۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ۔

حضرت صفیہ بنت شیبہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ صرف دو سیر جو کے ساتھ کر دیا۔ (بخاری شریف)

دیکھا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی۔

مسلمانو! اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر معاملہ میں خیال رکھو کہ کتنی پاکیزہ زندگی تھی اور تکلفات سے کس قدر دور تھی۔ کیا آپ کی اب بھی آنکھ نہیں کھلے گی۔ اب نکاح غریب کے لئے وبال جان بن گیا اور بہت سے نکاح ان ہی تکلفات کے باعث ہوتے ہی نہیں دیکھئے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو اپنی جاہلانہ رسومات کے باعث کتنا کم کر رہے ہیں اسلام تکلفات سے پاک، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی رسومات سے مبرا۔ تو آپ کس طرف جا رہے ہیں۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں راہ تو میروی بترکستان است

بلا اجازت دعوت میں جانا

۷۴: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُکْنٰی اَبَا شُعَیْبٍ کَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِیْ طَعَامًا یَکْفِیْ خَمْسَةً لَعَلِّیْ اَدْعُو النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَیْمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا شُعَیْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَکْتَهٗ فَقَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ۔
(بخاری شریف)

حضرت ابومسعود انصاری رضؓ فرماتے ہیں ابو شعیب انصاری رضؓ کا ایک غلام تھا۔ جو طباخی کا کام کرتا تھا اس سے انہوں نے فرمایا کہ میرے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا پکا دو۔ میرا خیال ہے کہ میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اس طباخ نے کچھ کھانا تیار کر لیا۔ اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپکی چار آدمیوں کے ساتھ دعوت کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ اور ابو شعیب رضؓ کے ساتھ ہو لئے۔ اس وقت ایک اور آدمی آپ کے ساتھ ہو لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شعیب کے گھر پہنچ کر ان سے فرمایا اے ابو شعیب ہمارے ساتھ ایک آدمی اور ہے اگر تم اجازت دو تو وہ مکان کے اندر آجائے ورنہ اس کو دروازہ پر چھوڑ دو۔ ابو شعیب رضؓ بولے کہ حضورؐ میری طرف سے ان کو بخوشی اجازت ہے۔

اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ (۱) کسی شخص کے یہاں دعوت میں جانا بغیر اس کی اجازت کے جائز نہیں (۲) مہمان کو جائز نہیں کہ بغیر اہل خانہ کی اجازت کے ہمراہ کسی کو دعوت میں لائے۔ اسی طرح اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان کو کوئی گرانی

نہ ہو گی تب کوئی مضائقہ نہیں (۳) اگر مخصوص جماعت کی دعوت کرے اور ان کے ساتھ کوئی آدمی چلا آئے تو مہمانوں کو چاہیئے کہ اس کے لئے صاحب خانہ سے اجازت لیں (۴) مستحب ہے اہل خانہ کو کہ اس کو نہ روکے۔ البتہ اگر کسی قسم کا حرج ہو تو نرمی کیساتھ واپس کر دے اور شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جس شخص کی دعوت نہ ہو۔ اس کو وہاں پہنچکر از خود کھانا حلال نہیں۔

بغیر بلائے دعوت میں جانا

۴۸: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيْرًا۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جس شخص کی دعوت کی گئی۔ اور اس نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو شخص بغیر بلائے دعوت کھانے آئے تو وہ چور ہوا۔ اور نکلا اس کے گھر سے ڈکیتی ڈال کر۔

بغیر صاحب خانہ کی اجازت کے آنا ایسا ہے جیسے چھپ کر چور آتا ہے پس یہ گنہگار ہوا چور کی طرح، اور نکلا اس کے گھر سے ڈکیتی ڈال کر کیونکہ جب یہ اندر گھس گیا تو صاحب خانہ طوعاً و کرہاً اپنی بداخلاقی کا دھبہ دھونے کے باعث اس کو کچھ نہ کہے گا۔ لیکن حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کسی کا مال بغیر اس کی خوشی و رضامندی لینا جائز نہیں۔ گویا جس طرح ڈاکو جبراً مال لوٹ لے جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی اس کا کھانا جبراً کھا گئے۔

الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اچھی عادتوں کی تعلیم دی اور بری عادتوں سے روکا۔ دعوت کا بلا عذر قبول نہ کرنا دلالت کرتا ہے تکبر اور

رعونت اور محبت کے نہ ہونے پر اور کسی کے یہاں بغیر بلائے چلے جانا دلالت کرتا ہے حرص اور طمع پر اور حصول ذلت پر، اس بنار پر روکا گیا اس زمانہ میں یار لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے، کہیں طفیلی ہوکر اور کسی جگہ چھپ کر خوب مزے لیکر کھا لیتے ہیں

دعوتِ ولیمہ

۴۹: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ولیمہ کی دعوت میں بلائے جاؤ پس چاہیئے کہ اس میں شرکت کرو۔ (بخاری شریف)

مسلم شریف کی روایت میں بھی اس طرح آیا ہے پس چاہیئے کہ ضرور قبول کرو خواہ وہ شادی کی ہو یا اور کوئی دعوت ہو مثلاً عقیقہ، ختنہ وغیرہ ولیمہ میں شرکت کے متعلق علمار کا اختلاف ہے۔ بعض علمار اس دعوت کو قبول کرنے کو واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔ اور یہ واجب مستحب شرکت کرنا ہے۔ کھانا ضروری نہیں اور ولیمہ کے علاوہ باقی دعوتیں قبول کرنا مستحب ہیں۔ اگر قبول کریگا۔ ثواب ہوگا ورنہ کوئی گناہ نہیں اور دعوت کا واجب یا استحباب کئی وجوہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

(۱) جب کہ کھانا شبہ کا ہو۔ یعنی اس کے حلال ہونے کا یقین نہ ہو۔

(۲) اس دعوت میں مالداروں کی خصوصیت ہو۔

(۳) دعوت میں ایسا شخص شریک ہو جس کے باعث دعوت قبول کرنیوالے کو جسمانی یا روحانی اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

(۴) جب دعوت میں ایسے لوگ شریک ہوں جن میں اس کا بیٹھنا غیر مناسب ہو۔

(۵) جبکہ اس کی دعوت کرنے والے کا مقصد یہ ہو کہ میں جب ان کی دعوت کرونگا تو وہ میری باطل اور ناحق بات پر امداد کریں گے۔

(۶) جب کہ اس کی مجلس میں کوئی ممنوع چیز ہو۔ مثلاً ناچ، گانا، بجانا یا فوٹو وغیرہ اس کمرہ میں ہوں اور اس زمانہ کی اکثر وبیشتر مجالس ایسی چیزوں سے خالی نہیں اگر سب نہیں تو بعض ان میں ضرور پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس وقت ضروری ہے کہ دعوتوں میں شرکت نہ کی جائے۔ البتہ اگر کوئی مجلس ان امور سے خالی ہو تو اس وقت دعوت قبول کرنے میں اجر وثواب ہے۔ مدارس اور خانقاہوں میں اور مسجد کے امام و مولویوں میں اس کی بالکل احتیاط نہیں کی جاتی اور یہ ہی وجہ ہے کہ حرام لقمہ کھاکر ہماری نورانیت اور روحانیت کمزور ہی نہیں بلکہ مفقود اور ناپید ہوتی جاتی ہے۔ نہ رشوت کا خیال کیا جاتا ہے نہ سود کا۔ شراب کے ٹھیکہ داروں کے یہاں یہ پہنچ جائیں سینما کے منیجروں اور ملازموں کے یہاں جانے میں انکو عار نہیں۔ رنڈیوں کے دوکانداروں کے یہاں کھانے میں انکو شرم نہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا

دعوت قبول کرنے کی ہدایات

۵۰: عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ۔

فرمایا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم کو کھانے کی دعوت دے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرلو، اور چلے جاؤ۔ آگے تم کو اختیار ہے۔ کھاؤ یا نہ کھاؤ (رواہ مسلم)

البتہ اگر راستہ خطرناک ہے یا دعوت کی جگہ دُور ہے تو اس صورت میں قبول کرنا ضروری نہیں۔

۵۱ : عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِیَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِیْ سَبَقَ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو دعوت کرنے والے جمع ہو جائیں تو اسی شخص کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ تمہارے مکان کے قریب زیادہ ہو۔ اور اگر ایک نے پہل کر لی تو اس شخص کی دعوت قبول کرو جس نے پہل کر لی۔ (ابوداؤد)

ظاہراً یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ ایک وقت میں دونوں کی دعوت نہیں کھا سکتا۔ اگر دونوں کی دعوت بغیر گرانی کے کھا سکتا ہے تو دونوں کی دعوت قبول کر سکتا ہے اور یہ حکم تو ہمسایہ اور پڑوسی کا ہے اور اگر اہل شہر دعوت کریں تو وہاں ترجیح اور طرح ہو گی۔ مثلاً تعلقات کی خصوصیت یا ایک دونوں میں مالدار ہے اور ایک دیندار رہے تو دیندار کو ترجیح ہو گی۔ اور اگر دونوں دعوت کرنے والے دیندار ہوں تو ان میں جو زیادہ دیندار ہو اس کی دعوت کو ترجیح دے۔

بدترین کھانا

۵۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں دولت مند تو مدعو ہوں۔ اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس شخص نے ولیمہ کی دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا ایسی دعوت میں شرکت بھی نہ کرنی چاہیئے۔ اسی طرح وہ کھانا بھی بدترین ہے جو تنہا کھالیا جائے۔ قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی دعوتوں میں صرف مالداروں اور بڑے بڑے آدمیوں کو بلاتے اور ان کو اچھے اچھے عمدہ عمدہ کھانے کھلا دیتے۔ اور غریبوں کی بات بھی نہ پوچھتے۔ اس سے روکا گیا۔ اس وقت بھی اس مرض میں بہت سے مسلمان مبتلا ہیں۔

کھانے کے آداب

۵۲: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰی اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَلْیَاكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا یَسْاَلُ وَ یَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا یَسْاَلُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اپنے مُسلمان بھائی کے گھر آؤ تو اس کی تواضع کو قبول کرلو۔

یعنی اگر وہ کھانا لاکر رکھے کہ کھا لیجئے تو تم کھالو۔ لیکن اس سے یہ نہ پوچھو کہ تمھاری کمائی حرام ہے یا حلال ہے اور اس کی چاہ پانی وغیرہ پی لے اور یہ دریافت نہ کرے کہ یہ کیسی کمائی کا ہے۔ اور کس طرح پر آیا ہے بلکہ خاموشی سے کھالے، کیونکہ مسلمان کو اس صورت میں اذیت اور تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے اور یہاں وہ مسلمان مراد ہے جو دیندار محتاج ہے۔ البتہ اگر فاسق مسلمان ہو۔ تو اس صورت میں کھانے کے متعلق دریافت کرسکتے ہیں اگر ایک شخص کی کمائی مخلوط ہے کچھ حلال اور کچھ حرام ہے۔ اگر زیادہ حصّہ حلال ہے تو کھائے

ورنہ نہ کھائے اور نہ پوچھے۔

اسراف والی مجالس میں شرکت

۵۴: عَنْ سَفِيْنَةَ اَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَاَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ قَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ اَوْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا۔

رواہ احمد و ابن ماجہ

حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت علیؓ کے یہاں مہمان ہوا حضرت علیؓ نے اس کے لئے کھانا تیار کرایا تو اس پر حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کیا اچھا ہو کہ حضورؐ تشریف لے آئیں اور ہم انکے ساتھ کھانا کھائیں چنانچہ آپ کو دعوت دی گئی اور آپ تشریف لائے اور آپؐ دونوں ہاتھوں کو دروازہ کی دونوں چوکھٹوں پر رکھتے ہیں کہ سامنے ایک منقش پردہ نظر آتا ہے جو حضرت فاطمہؓ کے مکان کے کسی گوشہ میں سجاوٹ کی غرض سے پڑا تھا۔ آپؐ یہ دیکھ کر واپس ہونے لگے حضرت فاطمہؓ یہ دیکھ کر آپؐ کے پیچھے دوڑیں اور حضورؐ سے عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ آپؐ واپس کیوں تشریف لیجا رہے ہیں۔ آخر واپسی کا سبب کیا ہے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میرے لئے مناسب نہیں کہ میں زینت والے گھر میں داخل ہوں۔ (رواہ احمد ابن ماجہ)

سبحان اللہ کیا سادگی تھی۔ کاش کہ وہی سادگی ہم میں آجائے جس سادگی کی ہمارے آقا سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی۔ اس کے برعکس ہم دعوتوں اور شادیوں کے موقعوں پر اپنے مکانوں کو کس قدر سجاتے ہیں۔ اور غضب ہے اب تو مسجدوں کو بھی دولہن بنایا جاتا ہے۔ ٹائل لگاتے ہیں اعلیٰ درجہ کے رنگ وروغن کرتے ہیں۔ یاد رکھنا یہ سب فضول خرچی اور اسراف میں داخل ہے اور ناجائز ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے اور ایسی مجلسوں میں شرکت کرنا بھی گناہ خیال کریں۔

فاسق کی دعوت

۵۵۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِيْنَ۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی فاسقوں کی دعوت قبول کرنے کی۔ (بیہقی)

فاسق سے مراد مطلق فاسق ہے۔ فاسق لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو طریق اور اصلاح سے نکل گیا۔ مثلاً شرابی، سود خور، داڑھی منڈانے والا فحش گالیاں بکنے والا وغیرہ وغیرہ تو ایسے اشخاص کی دعوت قبول نہ کی جائے، ہمارے طلبہ و علماء خیال کریں۔ حدیث کیا کہہ رہی ہے اور انکا عمل کیا ہے۔

شیخی خوروں کی دعوت

۵۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو شخص آپس میں بڑائی کی غرض سے کھانا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَبَارِيَانِ لَا يُجَابَانِ وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا

تیار کرائیں نہ ان کی دعوت قبول کرو اور نہ ان کا کھانا کھاؤ۔ (بیہقی)

یعنی ضد بحث میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں مثلاً ایک نے تین کھانے تیار کرائے تو دوسرا اس کے مقابلہ میں چار قسم کے کھانے تیار کرائے۔ یا ایک شخص نے پچاس آدمیوں کی دعوت کی دوسرا اس کے مقابلہ میں سو کو کھانا کھلائے۔ اور در حقیقت یہی تباہی کا سبب ہے۔

نام آوری کرنے والے کی دعوت

۵۷:۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِيْ سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ۔ (ترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے موقعوں میں پہلے دن کا کھانا حق ہے۔ دوسرے دن کا سُنّت ہے تیسرے دن کا ریاکاری اور شہرت و نام آوری کا باعث ہے جو شخص نام آوری کی غرض سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیتا ہے۔

یعنی لوگ کہیں کہ فلاں آدمی نے تین دن تک کھانا دیا۔ اور تین دِن تک برات رکھی۔ اس لئے تیسرے دِن کی دعوت قبول کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اس کو قبول بھی نہ کیا جائے۔ (۱) ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح شادی کے موقعہ پر کھلایا جاتا ہے۔ یہ سنّت ہے کھانا اور اس کا کھلانا (۲) بچہ پیدا ہوتے وقت (۳) ختنہ کے وقت۔ (۴) مصیبت کے دفعیہ کے لئے (۵) عقیقہ یا بچہ کا نام رکھتے وقت

(۶) جو کھانا بلا کسی سبب تیار کیا جائے اور اس میں دعوت کی جائے یہ سب اقسام مستحب ہیں۔ کرو تو ثواب ورنہ کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ حلال کمائی سے ہو۔ اور نیت ثواب کی ورنہ یہ کھانے بھی جائز نہ ہونگے (مجمع البحار)

اپنی عورتوں میں انصاف کرنا۔

۵۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَكَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؐ کی نو بیویاں تھیں۔ آپؐ ان میں سے آٹھ کے لئے برابر تقسیم فرماتے تھے۔

اور وہ حسب ذیل ہیں۔

حضرت[۱] عائشہؓ۔ حضرت[۲] حفصہؓ۔ حضرت[۳] اُم حبیبہؓ، حضرت[۴] سودہؓ حضرت[۵] ام سلمہؓ۔ حضرت[۶] صفیہؓ۔ حضرت[۷] میمونہؓ۔ حضرت[۸] زینبؓ۔ حضرت[۹] جویریہؓ ان میں سے آٹھ کے لئے نوبت اور برابری کی تقسیم تھی اور حضرت سودہؓ نے بڑھاپے کی وجہ سے بخوشی اپنے حقوق حضرت عائشہؓ کے لئے بخش دیئے تھے۔ اس بناء پر ایک عورت اپنی سوکن کے حق میں دستبردار ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کی رضامندی کے ساتھ ہو، نیز پھر اگر چاہے تو اپنا حق واپس کر سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ ان میں انصاف کرے اور ہر عورت کو برابر حصہ پہنچائے۔ مثلاً ایک رات ایک عورت کے پاس گذارے۔ دوسری رات دوسری کے یہاں۔ یا ایک ہفتہ ایک کے یہاں اور دوسرا ہفتہ دوسری

کے یہاں اور تقسیم کرنے کے بعد جو دن یا جو ہفتہ جس عورت کے حصہ میں آئے
اس میں بلا رضامندی اس کی دوسری عورت کے یہاں رات گذارنی جائز
نہیں۔ اس طرح ایک رات میں دو عورتوں کا جمع کرنا بھی درست نہیں البتہ اگر
دونوں کی رضامندی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور سفر میں خاوند جس کو چاہے اپنے
ساتھ قرعہ ڈال کر لے جا سکتا ہے۔ اور دن رات کے تابع ہو گا یعنی جس کے
لئے رات ہے اسی کے لئے دِن بھی ہے۔ اسی طرح پہنانے اور کھلانے میں
مکان میں اور خرچہ میں برابری کرے۔ مثلاً اگر ایک بیوی کو پچاس روپے ماہوار
دیتا ہے۔ تو دوسری کو بھی اتنا ہی دینا ضروری ہے اس میں کمی بیشی جائز نہیں
اگر ایک بیوی کو دو روپے گز کا کپڑا بنا کر دیا ہے تو دوسری کو بھی اسی قیمت کا
دینا واجب ہے یہ نہیں کہ ایک کو بڑھیا بنا کر دیا۔ دوسری کو معمولی بنا کر دے دیا اگر
ایک بیوی کے مکان میں بجلی کا پنکھا ہے اور دوسری کے نہیں تو اس صورت
میں گنہگار ہو گا۔ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر ایک بیوی کے یہاں مغرب کے
بعد آیا۔ دوسری کے یہاں عشاء کے بعد گیا۔ تو ایسی صورت میں بھی گنہگار ہو گا۔
ایک بیوی کی نوبت میں دوسری سے جماع کرنا بھی جائز نہیں کہ موقعہ پا کر جماع
کرے، اسی طرح ایک کی نوبت میں دوسری کے یہاں رات کو جانا بھی درست
نہیں اگر دوسری بیمار ہو تو صرف اس کی عیادت اور تیمارداری کے واسطے ضرور جا سکتا
ہے۔ اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیمار ہو تو ہر ایک عورت کو اس کی باری میں بلانا
ضروری ہے یہ نہیں کہ ایک بیوی سے خدمت کرائے۔ کیونکہ اس شکل میں خدمت
کی وجہ سے ایک کی محبت بڑھ جائے گی اور دوسری کی محبت گھٹ جائے گی۔ اور

اس سے برابری میں فرق پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہے (درمختار)

حضرت اقدس مولانا تھانویؒ کی دو بیویاں تھیں، بندہ نے ان کی خانقاہ میں خود دیکھا کہ ترازو لٹکی ہوئی تھی جب کوئی چیز آتی تو اس کو آدھی آدھی کر کے دونوں گھروں میں بھجوا دیتے۔ ایک ایک ہفتہ ہر ایک کے یہاں قیام فرماتے اور ان کے یہاں کھانا پینا ہوتا۔ دونوں کے مکان علیحدہ علیحدہ تھے۔ فرمایا کرتے کہ میں اپنی آمدنی کے تین حصّے کر لیتا ہوں ایک حصّہ ایک گھر میں اور ایک حصّہ دوسرے گھر میں اور ایک حصّہ میں خود اپنے لئے رکھ لیتا ہوں۔ مُوثق ذرائع سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدسؒ اپنے حصّہ کو بیواؤں اور طالب علموں میں تقسیم فرماتے تھے۔ اور باوجود اس قدر مساوات اور برابری کے فرمایا کرتے تھے کہ بھائی میرا ذاتی مشورہ اپنے دوستوں کو یہی ہے کہ دو بیویاں نہ کرنی چاہئیں۔ امن اور چین کی زندگی ایک ہی بیوی کے ساتھ گذرتی ہے۔ البتہ اگر وہ بیمار اور اس کے بال بچہ پیدا نہ ہو تو بشرطیکہ مساوات پوری پوری کر سکے تو اس صورت میں دوسری کر لے۔

۵۹: عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلْمَةَ وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ قَالَ لَهَا لَیْسَ بِكِ عَلٰی اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہؓ سے شادی کی۔ تو رات گذرنے کے بعد صبح کو ان سے فرمایا تیری وجہ سے تیرے خاندان پر کوئی دھبہ تو نہیں آئے گا۔ اگر تیرا منشاء ہو تو سات رات تیرے پاس رہوں اور سات رات دوسری بیویوں کے یہاں اور اگر تو یہ چاہے

عِنْدَكَ وَدُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ وَفِي رِوَايَةٍ اِنَّهُ قَالَ لَهَا لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلٰثٌ۔ (رواہ مسلم)

کہ میں تین رات تیرے پاس قیام کروں اور اسی طرح باقی بیویوں کے پاس دورہ کروں تو حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میرے پاس تین راتیں قیام فرمائیے۔ (مسلم)

تمہارے خاندان پر دھبہ نہیں آئے گا یعنی یہ جو تقسیم کر رہا ہوں یہ اس بنا پر نہیں کہ تم سے مجھ کو بے رغبتی ہے۔ بلکہ اس بنا پر کہ شرعی حکم اس طرح ہے کہ برابر تقسیم کروں۔

حضورؐ کی سفری سُنّت

۶۰: عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے نام پر قرعہ ڈالا کرتے تھے۔ اب قرعہ میں جس کا نام نکل آتا۔ ان کو اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے۔ (بخاری ومسلم)

بیویوں کے حقوق اور خوفِ خدا

۶۱: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَيَعْدِلُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کرتے تھے۔ اور اس میں ہر طرح کی برابری فرماتے تھے ذرا سی کمی بیشی نہیں فرماتے اور اس کے ساتھ یہ فرماتے۔ اے اللہ جس قدر میری طاقت تھی میں نے اپنی بیویوں کے درمیان برابری کی تقسیم کی اور جو میرے قبضہ میں نہیں اس کا

تو مالک ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

یعنی اس میں میری پکڑ نہ کرنا، میں انسان ہوں بشر ہوں اگر پھر بھی کوئی کمی رہ جائے تو معاف کرنا کیونکہ دِل تیرے قبضہ میں ہے۔ محبت کم زیادہ ہو سکتی ہے

حضورؐ کا قابل تقلید عمل

۶۲: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا اُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهُ اَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ وَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فرماتی ہیں کہ جس بیماری میں آپؐ نے رحلت فرمائی اس میں ہر روز اپنی بیویوں سے دریافت فرماتے کہ میں کل کہاں ہوں گا۔ جس سے آپؐ کا منشاء یہ تھا کہ عائشہ رضؓ والا دِن کب آئے گا۔

(بخاری شریف)

کیونکہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کو بہت زیادہ محبت تھی اور یہ جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس تھیں اتنی اور کوئی نہ تھیں اور بیمار کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے تیماردار جس قدر مزاج شناس ہوں گے طبیعت سے واقف ہوں گے۔ اس کو اتنی ہی راحت پہنچے گی۔ اور بیماری کی شدت کم ہوگی۔ اسی بار بار دریافت کرنے پر آپؐ کی تمام ازواج مطہرات نے بخوشی آپؐ کو اختیار دیدیا کہ جہاں مناسب خیال فرمائیں تشریف رکھیں چنانچہ ازواجِ مطہرات کی اجازت مل جانے پر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضورؐ نے وفات پائی۔ اور وہاں ہی مدفون ہوئے اب غور کیجئے کہ سرکار بیمار

ہیں بے چین ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ عائشہؓ تیمارداری کریں لیکن سرکار ہیں کہ
اشارۃً یہ تو دریافت فرماتے ہیں کہ کل میں کہاں ہوں گا۔ لیکن صاف نہیں
فرماتے کہ عائشہؓ کے یہاں جانے کی اجازت دے دو۔ تاکہ ازواج مطہرات
حکم نہ سمجھ جائیں اور خوشی خوشی اجازت نہ ملے۔ اور پھر عائشہؓ کے یہاں رہنا
و قیام کرنا جائز نہ ہو۔

سبحان اللہ! کیا شان تھی آپؐ کی کہ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں
لیکن شریعت کا دامن پھر بھی ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ اگر آپؐ میں اس درجہ
کی قوت و طاقت نہیں تو شادیاں کرنی جائز نہیں۔

قیامت کے دن فالج زدہ شخص

۶۳: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَشِقُّہٗ سَاقِطٌ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی دو عورتیں ہوں اور ان دونوں کے درمیان انصاف نہیں کیا۔ وہ قیامت کو اس حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہو گا۔ یعنی مفلوج ہو گا۔

(رواہ ترمذی وابن ماجہ والنسائی)

اور یہ سزا دو ہی عورتوں کی بے انصافی کرنے پر موقوف نہیں ہے
اگر تین یا چار ہوں اور ان میں بے انصافی کرے تب بھی اسی سزا کا
مستحق ہو گا اور نئی اور پرانی مسلمان عورت اور غیر مسلم کتابیہ بھی اس میں
برابر ہیں۔ یعنی ہر ایک کے لئے برابری کرنی ضروری ہے۔ ورنہ اگر

ایک تو نئی عمر کی ہے اور دوسری زیادہ عمر کی اور خاوند نئی عمر والی کے یہاں زیادہ آتا ہے اور پرانی کے یہاں آنا جانا اس سے کم ہو تو خاوند اس صورت میں گنہگار ہوگا۔ یا مثلاً ایک شخص کے نکاح میں ایک میم عیسائی عورت ہے اور دوسری مسلمان۔ اب وہ مسلمان عورت کے یہاں زیادہ آتا جاتا ہے اور میم کو کافر سمجھ کر اس کے یہاں کم آتا جاتا ہے وہ بھی گنہگار و مستحق سزا ہوگا۔

عورتوں کی اصلاح کا طریق

۶۴: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْئٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ۔ متفق علیه۔

فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق میں بھلائی کرنے کی بابت میری وصیت قبول کرو اس لئے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئیں اور وہ ٹیڑھی ہے۔ اور سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے پس اگر تو پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہیگی۔

پس تم قبول کرو عورتوں کے حقوق میں میری وصیت کیونکہ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی اوپر کی پسلی سے پیدا کی گئیں اور وہ سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے۔ پس عورتوں کی اصل میں کجی ہے کوئی اس کو متغیر نہیں کر سکتا ٹیڑھی پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ ان کے اندر پیدائشی و نیچری

طریقہ سے اعمال واخلاق، عادات واطوار میں کجی ہے۔ اگر مرد چاہیں کہ اس کو بالکل سیدھا اور درست کریں تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اس کو توڑ ڈالیں گے۔ یعنی طلاق پر نوبت پہنچے گی۔ لہٰذا ان سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں جب تک ان کی کجی پر چشم پوشی اور ان کے ٹیڑھے پن کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ حاصل یہ ہوا کہ شریعت کے دائرہ میں ان سے اپنے معاملات اچھے رکھو۔ اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرو اور ان سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ سب کام تمہاری مرضی کے موافق کریں۔

۶۵: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِیْمَ لَكَ عَلٰی طَرِیْقَةٍ فَاِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا۔ (رواہ مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی اور عورت تمہارے بتلائے ہوئے راستہ پر کبھی سیدھی نہ ہوگی پس اگر تم عورت کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتے ہو کہ اس کا ٹیڑھا پن اس میں باقی رہے لیکن اگر تم یہ چاہو کہ اس کی کجی دُور کر کے پھر فائدہ اٹھاؤ تو سیدھا کرتے کرتے اس کو تم توڑ دُوگے اور اس کا توڑنا اس کی طلاق ہے۔

یعنی اس کی حالت ضرور بدلتی رہے گی۔ کبھی خوش ہوگی۔ کبھی ناخوش کبھی شکر گذار ہوگی کبھی نہیں۔ کبھی تمہاری اطاعت کرے گی کبھی نہیں کبھی تھوڑے پر صبر کرے گی۔ کبھی طمع اور حرص کرے گی۔ اور بات بات پر طعنہ دے گی۔ اور تمہاری نافرمانی کرے گی۔

عورت کی زیادتی پر صبر کی تعلیم

۶۶: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ۔ (رواه مسلم)

فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے نہ بغض رکھے کوئی مسلمان مرد اپنی عورت سے کیونکہ اگر کوئی بات اس کی ناگوار ہو گی۔ تو دوسری ضرور اس کو خوش کر دے گی۔ (مسلم)

کیونکہ عورت کی تمام عادات و اخلاق بُری نہیں۔ اگر کچھ افعال بُرے ہوتے ہیں تو کچھ اچھے بھی ضرور ہوتے ہیں پس ہم کو اس کے اچھے اخلاق اور اس کی بھلائیوں پر نظر کرنی چاہیئے اور اُس کی بداخلاقیوں پر صبر کرنا چاہیئے۔ اور ان کی اذیتوں اور نقصانات کو برداشت کرنا چاہیئے اور اچھی طرح ان کے ساتھ زندگی گذارنی چاہیئے اور اس حدیث میں اس امر کا اشارہ ہے کہ بے عیب دوست ملنا ناممکن و محال ہے۔ اور اگر کوئی شخص بے عیب رفیق تلاش کرے گا۔ تو وہ ہمیشہ بے رفیق رہے گا۔ اور ایسے شخص کا گھر بھی آباد نہیں ہو گا۔

عورت کو بیدردی سے مارنے کی ممانعت

۶۷: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مارو تم اپنی عورت کو جس طرح تم اپنے غلام کو مارتے ہو۔ اور پھر رات کو اس سے صحبت کرنے لگو۔

يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ (بخاری شریف)

یعنی یہ مناسب نہیں کہ جس کے ساتھ دن میں یہ بات ہو اور رات میں وہ، پس اپنی بیوی کے ساتھ اتفاق وسلوک سے رہنا چاہیئے۔ بعض خاوند نہایت بیدردی سے اپنی بیویوں کو مارتے ہیں اور بات معمولی ہوتی ہے۔ مثلاً نمک کڑوا کیوں ہے۔ سالن میں مرچ زیادہ کیوں ڈالی۔ وقت پر روٹی تیار کیوں نہیں کی۔ یاد رکھیئے عورت آپ کے سالن اور روٹی کی ذمہ دار نہیں۔ مردوں پر عورتوں کا یہ احسان ہے کہ وہ روٹی پکا دیتی ہیں بستر بچھا دیتی ہیں۔ کپڑے صاف کر دیتی ہیں۔ وہ شرعاً ان کے ذمہ نہیں لہٰذا ان باتوں میں ان پر کسی قسم کی سختی کرنا درست نہیں۔

عورت کے جذبات کا لحاظ رکھنا چاہیئے

٦٨: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور کے گھر میں کھیلا کرتی تھی۔ اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضورؐ تشریف لاتے تھے تو میری سہیلیاں شرم کے باعث آپ سے چھپ جاتیں اور ہمارا کھیلنا بند ہو جاتا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے ہم پھر کھیلنا شروع کر دیتیں۔

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں سے اچھی طرح پیش آنا چاہیئے

اور اُن کے جذبات وخیالات اور دلداری کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

سرکار کا برتاؤ

۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا کہ میرے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے حبشیوں کی برچھے بازی کو دیکھ رہے تھے اور آپؐ کی یہ کیفیت تھی کہ اپنی چادر مبارک سے میری اوٹ کر رہے تھے تاکہ میں آپؐ کے کندھے اور کانوں کے بیچ سے حبشیوں کے اس کھیل کو دیکھوں اور آپ اسی حالت میں میری وجہ سے بہت دیر تک کھڑے رہتے تاکہ میں جی بھر کر اچھی طرح تماشہ دیکھ لوں اور جب تک میرا جی نہ بھر گیا آپؐ برابر چادر کی اوٹ کئے کھڑے رہے اور مجھ کو تماشہ دکھلاتے رہے جب میرا دِل بھر گیا اور میں نے دیکھنا چھوڑ دیا آپ اس وقت وہاں سے واپس ہوئے۔

اور یہ واقعہ آیت حجاب کے قبل ہوا۔ اس واقعہ سے حضورؐ کی اپنی ازواج کے ساتھ خوش اخلاقی اور بے تکلفی اور دلداری ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم کو بھی اپنی بیویوں کی دلداری جس قدر ممکن ہو کرنی چاہیئے۔ یہ ہی چیز ایسی ہے جس سے ہمارے تعلقات بہتر سے بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور زندگی پُرسکون گذر سکتی ہے۔ ہم ان کی دلداری اور پاسداری کریں۔ وہ ہماری کریں

اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ہم اپنے ہر معاملہ میں اُٹھنے میں بیٹھنے میں سونے جاگنے میں۔ بیرونی معاملات اور خانگی معاملات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر والہانہ نظر رکھیں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا معمول بنائیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

۷۰ : عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتُ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ۔

(متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عائشہؓ جب تو میرے سے ناراض ہوتی ہے اس کا بھی مجھے علم ہو جاتا ہے اور جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تب بھی مجھے علم ہو جاتا ہے میں نے دریافت کیا حضورؐ کس بات سے آپؐ پہچان جاتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو اس طرح قسم کھاتی ہے لا ورب محمّد یعنی قسم ہے محمدؐ کے رب کی! اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو اس طرح قسم کھاتی ہے لا ورب ابراھیم یعنی قسم ہے ابراہیمؑ کے رب کی میں نے عرض کیا بیشک اسی طرح ہے خدا کی قسم یارسول اللہ جب آپؐ سے ناراض ہوتی ہوں تو آپؐ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔

البتہ آپؐ کی محبت سے دِل ہمیشہ لبریز رہتا ہے اور اس میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ یہ حدیث آپ کی بے تکلّفی پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اس امر پر بھی کہ میاں بیوی کا معاملہ کچھ اس قسم کا ہے کہ اس میں کبھی نہ کبھی کشیدگی کا پیدا ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔ جب حضور صلعم جیسے بااخلاق اور حضرت عائشہؓ جیسی سمجھدار میں ہو سکتی ہے۔ تو ہم کیا اور ہمارے اخلاق و دلداری کیا۔ لہٰذا اس قسم کی کشیدگی پر دونوں میاں بیوی کو خیال نہ کرنا چاہیئے۔

آنحضرتؐ کی بے تکلّفی

۷۱: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی مجھے کیا سُوجھی کہ حضورؐ کے ساتھ دوڑنا شروع کیا آخر کار میں حضورؐ سے آگے نِکل گئی اس کے بعد جب مَیں کچھ بھاری ہو گئی تھی پھر ہماری دوڑ ہوئی اس وقت حضورؐ مجھ سے آگے نکل گئے اس پر حضورؐ نے فرمایا میرا اس وقت تجھ سے بڑھ جانا اسلیئے ہوا کہ پہلے تو مجھ سے آگے نِکل گئی تھی اب مَیں تجھ سے آگے نِکل گیا۔

اس حدیث سے بھی آپؐ کا حُسنِ خلق اور بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ اور بے تکلّفی ثابت ہوتی ہے تاکہ مُسلمان خاوند آپ کی اتباع اور پیروی کرے آجکل کے خاوندوں کی طرح نہیں کہ رُعب ہی رُعب میں بیوی کو آدھا کر دیں۔

۷۲: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ حُنَیْنٍ وَفِیْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِیْحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِیَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا یَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِیْ وَرَاٰی بَیْنَهُنَّ فَرَسًا لَهٗ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَرٰی وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هٰذَا الَّذِیْ عَلَیْهِ قَالَتْ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَهٗ جَنَاحَانِ قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ لِسُلَیْمَانَ خَیْلًا لَهَا اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتّٰی رَاَیْتُ نَوَاجِذَهٗ۔

(رواہ ابوداود)

وسلم غزوۂ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اور میرے گھر کے ایک طاق میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً ہوا چلی اس سے پردہ کا ایک کونہ اُٹھ گیا اور وہاں پر میری گڑیاں رکھی ہوئی تھیں آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ یہ کیا میں نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ میری گڑیاں ہیں۔ اور ان میں ایک گھوڑا بھی رکھا ہوا تھا اور اس کے دو پر تھے۔ اس پر بھی حضورؐ کی نظر پڑ گئی۔ آپؐ نے پھر فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ گڑیوں کے اندر اور کیا چیز رکھی ہوئی ہے۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ حضورؐ یہ گھوڑا ہے اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ یہ پر کیسے؟ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سُلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے اس پر حضورؐ کو بہت ہنسی آئی اتنا ہنسے کہ آپؐ کے اندر کے دانت نظر آگئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیویوں سے دِل لگی کرنا ان سے ہنسنا بولنا مزاح کرنا اور ان کی جائز باتوں سے دلچسپی لینا سُنّت ہے ان کے سامنے خواہ مخواہ ہی منہ چڑھا کر بیٹھنا۔ گھر میں جا کر چُپ چاپ رہنا تاکہ

بیوی پر رعب داب رہے ٹھیک نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کو اپنے سے بے تکلف بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بہتر انسان

۷۳ : عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ۔ (ابن ماجه)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک و برتاؤ کرے کیونکہ میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ۔

یعنی میرا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ تم سب سے بہتر ہے۔ اور تم پر میری پیروی اور اتباع ضروری ہے۔

کامل مومن کی پہچان

۷۴ : عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے فرمایا ایمان میں سب سے زیادہ مکمل وہ شخص ہے جس کی عادات اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ نرمی اور اچھا برتاؤ کرتا ہو۔

کیونکہ جتنا ایمان کامل ہو گا اس ہی قدر با اخلاق اور خوش خلق ہو گا اور اپنے اہل و عیال پر خصوصاً اور عوام کے ساتھ اتنا ہی اچھا برتاؤ اور نرمی کرنے والا ہو گا۔

۷۵ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان میں کامل

سَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ اِلٰی نِسَآءِ هِمْ (ترمذی)

ترین وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہو۔

کیونکہ وہ نہایت ہی قابل رحم ہیں ایک تو وہ اس بنا پر کہ وہ بیچاری ضعیف ہوتی ہیں۔ دوسرے وہ عاجز اور بے بس ہوتی ہیں۔ اور مرد با اختیار اور زوردار ہوتا ہے۔

بیوی کو کس طرح رکھیں!

۷۶: عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِیْ اِمْرَأَةً فِیْ لِسَانِهَا۔ شَیْءٌ یَعْنِیْ الْبَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اِنَّ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ وَ لَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا یَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ یَّكُ فِیْهَا خَیْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ضَلِیْنَتَكَ ضَرْبَكَ اُمَیَّتَكَ۔ (رواہ ابو داؤد)

حضرت لقیطؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت میں اپنی بیوی کی شکایت کی کہ حضورؐ وہ زبان دراز ہے آپؐ نے فرمایا جب نباہ نہیں ہو سکتا تو اس کو طلاق دیدے۔ کیونکہ تیری شکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کی اذیت پر صبر نہیں کر سکتا ایسی شکل میں طلاق دینا ہی مناسب ہے میں نے عرض کیا حضورؐ اول تو بچہ کا خیال ہے دوسرے ایک مدت تک میرے پاس رہ چکی ہے علیحدہ کرنے کو جی نہیں چاہتا اس پر آپؐ نے فرمایا اچھا تو پھر اس کو خوش اخلاقی کی نصیحت کرو اگر اس میں کچھ بھلائی ہو گی تو وہ تمہارا کہنا مان لے گی اور نصیحت پر عمل کریگی۔ لیکن اسکو باندی کی طرح مارنا جائز نہیں۔

۷۷ : عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔

حضرت معاویہ قشیریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بتایئے کہ ہمارے اُوپر ہماری بیوی کے کیا کیا حقوق ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔(۱) جب تو کھائے اُس کو بھی کھلادے۔ (۲) جب تو کپڑے بنائے اس کو بھی بنا کر دے۔ (۳) نہ مار اس کے چہرے پر۔ (۴) نہ گالی دے اُس کو۔ (۵) اور نہ چھوڑ تو اس کو لیکن اگر اس میں مصلحت ہو تو اس کا بستر علیحدہ کر دے یہ نہیں تم دوسری جگہ سو جاؤ یا ناراض ہو کر اس کو اسکے باپ کے یہاں پہنچادو۔ بلکہ رکھو اپنے مکان میں لیکن اس کے پاس نہ سوؤ۔ بلکہ وہ الگ آرام کرے اور تم علیحدہ۔

فتاویٰ قاضیخاں میں لکھا ہے۔ مسلمان خاوند اپنی بیوی کو چار باتوں پر مار سکتا ہے (۱) یہ کہ خاوند چاہتا ہو کہ بناؤ سنگار کرے اور وہ اچھے کپڑے نہ پہنے۔ بالوں میں کنگھی وغیرہ بناؤ سنگار نہ کرے بلکہ یُوں ہی میلی کچیلی رہے۔ (۲) یہ کہ خاوند صحبت کرنے کا ارادہ کرے اور وہ بلا عذر شرعی نہ مانے۔ (۳) یہ کہ حیض اور جنابت سے غسل نہ کرے اور یُوں ہی بھرتی رہے۔ (۴) یہ کہ نماز چھوڑنے کی عادی ہو۔ یعنی ان چار صورتوں میں مارنا جائز ہے۔ علاوہ ازیں بدچلن ہونے کی بناء پر بھی مار سکتا ہے۔ اور

اگر اپنے کھانے پکانے پر، اپنے ماں باپ کی اطاعت نہ کرنے پر، گھر کی صفائی نہ کرنے پر یا اس سے کسی نقصان ہو جانے پر یا جواب دینے پر یا خواہ مخواہ ہی ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجانے کی وجہ سے اگر عورت کو مارا تو مرد نے گناہ کیا اور اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑیگا۔ اور خوب سمجھ لو کہ اللہ کے یہاں ظلم نہیں۔ آخر بیچاری عورت بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ کسی بکری نے دوسری بکری کے سینگ مارا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا بھی مواخذہ فرمائینگے۔

اس لئے ہر مسلمان خاوند کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے جس طرح پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے بعض مرد خواہ مخواہ ہی عورتوں کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے مسلمان عورت کو گالیاں دینے والا خاوند فاسق اور اللہ کا نافرمان ہے اس کی شہادت مقبول نہیں۔ اور اگر وہ نماز پڑھاتے تو اس کی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اس لئے ہم کو عورتوں کے معاملہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔

قابل تقلید واقعہ

۷۸: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِي عَلٰى اُحُدٍ وَ الْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِهَا وَاَنَا رَجُلٌ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن الحکم فرماتے ہیں کہ میری باندی جس کے ذمہ بکریاں چرانے کی ڈیوٹی تھی ایک دفعہ وہ باندی اُحد اور جوانیہ کے اطراف میں بکریاں چرا رہی تھی کہ بھیڑیا آ کر میری ایک بکری ریوڑ میں سے لیگیا۔ میں نے جب واقعہ سُنا تو میرے غصہ کی انتہا نہ رہی اور صبر نہ ہو سکا۔ ایک طمانچہ مار ہی دیا۔

مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ اَسَفُ کَمَا یَاسَفُوْنَ	اس فعل کی ندامت میرے قلب میں ضرور تھی
لٰکِنْ صَکَکْتُهَا صَکَّةً فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ	کہ یہ کیا ہو گیا اسکے بعد حضورؐ کی خدمت اقدس
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَّمَ	میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا میرا یہ فعل حضورؐ کو بہت
ذَالِكَ عَلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ	گراں گذرا اور آپؐ نے فرمایا تو نے بڑا گناہ کیا میں
اَفَلَا اُعْتِقُهَا فَقَالَ اُئْتِنِیْ بِهَا	نے عرض کیا حضورؐ اس کو آزاد کر دوں حضورؐ نے
فَاَتَیْتُهٗ بِهَا فَقَالَ لَهَا	فرمایا میرے پاس لے آؤ میں حضورؐ کی خدمت میں
اَیْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِی السَّمَآءِ	لے گیا۔ حضورؐ نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ
قَالَ مَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ	کہاں ہے اس نے کہا آسمان میں۔ آپؐ نے فرمایا میں
اللّٰهِ قَالَ اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا	کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ہیں
مُؤْمِنَةٌ۔	حضورؐ پاک نے مجھ سے فرمایا کہ اسکو آزاد کر یہ مسلمان ہے

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ باندی کو نقصان پر مارنا نادرست اور غیر مناسب ہے۔ خود صحابی کا ایک طمانچہ مار کر نادم ہونا اور اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی اور یہ معلوم کر کے کہ باندی مسلمان ہے آزاد کرنے کا حکم دینا۔ حالانکہ باندی زر خرید ہوتی ہے اس کے تمام حصہ کو خریدا ہوا ہوتا ہے اس کے حقوق ہماری ان بیویوں سے کم۔ اسکی عدت آدھی۔ اسکی طلاق دو وغیرہ وغیرہ تو اب مسلمان خاوندوں پر ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کیونکہ انکی بیویاں ان کی ملکیت نہیں، وہ ان کی زر خرید نہیں ہوتی بلکہ مہر کے بدلے میں عورت کے ایک چھوٹے سے حصہ کو خریدا جاتا ہے۔ لہذا اپنے نقصانات پر عورتوں کو مارنا کہاں تک درست ہے۔ اور بعض تو یہاں تک ظلم کرتے ہیں کہ جنکو طمانچہ

سے مارنا درست نہیں۔ ان کو جوتوں اور لکڑیوں اور بیتوں سے مارتے ہیں حالانکہ دیندار کہلاتے ہیں۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ اور اللہ کے یہاں جوابدہی کرنی پڑے گی۔ اپنے ذاتی معاملات پر علاوہ ان چار صورتوں کے جو اوپر لکھی گئیں مارنا قطعاً ناجائز ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہفتہ میں دوبار اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ باندی کے مارنے سے حضورؐ کو کس قدر صدمہ ہوا تو اپنی بیوی کے مارنے سے حضورؐ کو کس قدر رنج پہنچے گا۔ کیونکہ جو شخص اپنی بیوی کو مارتا ہے فرشتوں کے ذریعہ حضورؐ کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اب حضورؐ جیسے شفیق کو اگر آپ رنج و تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں تو ضرور اپنی بیویوں کو ماریئے۔ ورنہ جو مسلمان ایسا کرتا ہے۔ اسکو توبہ کرنی چاہیئے اور گذشتہ واقعات کے متعلق اپنی بیوی سے معافی مانگنی لازمی ہے کیونکہ یہ حقوق العباد ہیں جبتک وہ معاف نہ کرے گی صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

طلاق دینی کس وقت حرام ہے۔

۷۹: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دیدی اس طلاق کا قصہ ان کے والد حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ عبداللہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی آپ ایسی حالت میں طلاق دینے سے بہت غصہ ہوئے اور اظہار ناراضگی فرمایا اور فرمایا اے عبداللہ اس گناہ کا تدارک اسطرح پر کرو کہ اس کلمہ سے

ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ تَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۔ (بخاری ومسلم)

رجوع کرو اور دوبارہ اپنے نکاح میں واپس لاؤ اور اپنے پاس رکھو یہاں تک کہ اسکا حیض ختم ہو جائے اور اسکے بعد دوبارہ حیض ہو جائے پس اگر اب بھی تمہاری مصلحت طلاق دینے کو متقضی ہو تو پھر اسی شکل میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدو اور پھر آپ نے یہ فرمایا کہ طلاق اسلامی قانون میں اسی طرح پر دی جاتی ہے۔

اس حدیث میں آپؐ کے غصہ ہونے کو فرمایا گیا۔ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حالت حیض میں جو عام طور پر عورت سے طبعًا نفرت ہوتی ہے۔ اس بنار پر طلاق دے اور فیصلہ بغیر سوچے سمجھے کر دیا ہو۔ اور حالانکہ اس طلاق میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اس لئے طلاق کی اگر ضرورت پڑ جائے تو حالتِ حیض میں نہ دی جائے بلکہ اس طرح دی جائے۔ (۱) طہر یعنی پاکی کے زمانے میں صرف ایک طلاق دے۔ بشرطیکہ اس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔ اور پھر اس عورت کو چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے۔ اس طلاق کو احسن کہتے ہیں۔ (۲) تین طہروں میں علیحدہ علیحدہ تین طلاق دے۔ اور ان تینوں مہینوں میں اس سے صحبت بھی نہ کرے اور ایک دم جاہل عوام کی طرح بغیر سوچے سمجھے ایک دو تین کہنا درست نہیں اور یہی وجہ ہے پہلے تو جوش میں آکر کہہ دیتے ہیں۔ پھر مولویوں سے فتوے پوچھتے پھرتے ہیں خود بھی بے ایمان ہوتے ہیں اور لالچی مولویوں کو بھی اپنے ساتھ بے ایمان بناتے ہیں۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سب کچھ کرنے کے بعد آنکھ کھُلی تو کیا کھُلی، کبھی کہتے ہیں کہ اجی مولوی صاحب میں نے تو نیّت نہیں کی تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ میں نے تو غصّہ میں کہہ دیا تھا۔ غرضیکہ یہ ہماری شریعت سے ناواقفیت اور جہالت ہے۔ اگر شریعت کے موافق طلاق دیتے پھر کیوں پریشان ہوتے۔ فقہاء نے طلاق کی تقسیم اس طرح پر کی ہے۔ (۱) طلاق رجعی وہ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یہ کہے تجھے طلاق ہے۔ یا یہ کہے کہ تجھے ایک طلاق یا دو طلاق اس طرح دینے سے عدت کے اندر اندر بغیر دوسرے نکاح کے رجوع کر لینا جائز ہے۔ یعنی پھر دوبارہ اس کو بیوی بنا سکتا ہے۔ مثلاً اتنا کہنا ضروری ہے کہ میں نے اب اپنی طلاق سے رجوع کر لیا۔ یا بغیر کچھ کہے اپنی عورت کو اس نیت سے ہاتھ لگا لے یا اس سے صحبت کر لے۔ تو وہ اب پھر اپنی بیوی بن گئی۔ اور دوسری مرتبہ نکاح کرنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی۔

دوسری قسم طلاق بائن ہے۔ اس کے الفاظ آپ اپنے یہاں کے کسی مستند عالم سے دریافت کیجئے۔ یا بہشتی زیور میں دیکھئے۔ اس طلاق کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ جب تک نکاح نہ کرو وہ عورت تمہارے ہاتھ میں نہیں آسکتی۔ تیسری قسم طلاق کی طلاق مغلظہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ہی تین طلاق دیدے۔ یا علیحدہ علیحدہ کر کے تین طلاق دیدے اس طلاق کے بعد نکاح کرنا درست نہیں جبتک کہ حلالہ نہ ہو جائے۔ یعنی پہلے تمہاری طلاق کی عدت گذر ے۔ پھر کسی دوسرے آدمی سے نکاح ہو اور وہ

اس سے صحبت کر کے اس کو طلاق دے۔ اب اس طلاق کی عدت گذار کر دوبارہ پہلے مرد کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ غرض کہ اس طلاق میں بہت بکھیڑا کرنا پڑتا ہے ایسا کام ہی کیوں کرو جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

اگر تم نے اپنی مرضی سے ہی کر لیا تو خود کردہ را علاجے نیست۔ اب اس کو بھگتو۔ اور طلاق ہر عاقل بالغ خاوند کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی کے جبر کرنے سے طلاق دے۔ یا نشہ میں دے۔ یا گونگا ہو اور مخصوص اشارہ کیساتھ طلاق دے۔ اور نابالغ لڑکے اور پاگل کی اور سونے والے کی طرف سے طلاق نہیں پڑتی۔

ایک دفعہ میں تین طلاق دینے والا شخص

۸۰۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ۔

حضرت محمودؓ ابن لبید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کی خبر دی گئی کہ اُس نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دے دیں۔ آپ اس خبر کو سنتے ہی غصہ کی وجہ سے کھڑے ہو گئے اور پھر فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (نسائی شریف)

کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے یعنی قرآن میں الطلاق مرتان

یعنی دو دفعہ طلاق آتا ہے اور تم تین طلاقیں دیتے ہو اور پہلے معلوم ہو چکا شرعی طلاق یہ ہے کہ مختلف اوقات میں تین طلاقیں دی جائیں۔ اور ایک دم نہ دی جائیں۔ اسی وجہ سے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاق دینی حرام اور بدعت ہے اور متفرق طلاقیں مختلف اوقات میں دینے کا فائدہ یہ ہے کہ شاید طلاق دینے کے بعد خاوند کا دِل بیوی کی طرف دوبارہ مائل ہو جائے۔ اور پھر وہ رجوع کر سکے۔ کیونکہ بعض اوقات غصہ میں یہ فعل ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں ہوش آتا ہے کہ یہ تو غلط کیا ہے اسلئے ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد تو پھر بھی رجوع کر سکتا ہے لیکن تین طلاق کے بعد مرد کو کوئی اختیار نہیں رہتا۔ بلکہ اگر پھر چاہے تو بڑی مشکلات کا سامنا ~~پڑتا~~ کرنا ہے۔ دیکھا آپ نے شریعت کے خلاف چلنے میں کتنا نقصان ہوتا ہے۔ گناہ بھی کیا اور اپنے ہاتھ سے اختیار بھی جاتا رہا۔ آجکل کے خاوند اسکی پرواہ نہیں کرتے۔ یا تو اس مسئلہ کی جہالت کے باعث یا غصہ میں آکر اندھے ہو جانے کے باعث مشکلات میں پھنس جاتے ہیں اس لئے ہمیشہ خیال رکھیے کہ اگر طلاق کے بغیر گذارہ اور چارہ نہ ہو تو ہمیشہ طلاق سنّت کے موافق دیجئے۔

ناپسندیدہ فعل

۸۱ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

یعنی اگرچہ اشد ضرورت کے موقعہ پر اس کو استعمال کرنے کی اجازت ضرور ہے لیکن پھر بھی اللہ کو یہ فعل پسند نہیں جیسے کسی کی مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنے سے نماز تو ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں بلکہ مکروہ ہو جاتی ہے۔

۸۲: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معاذ روئے زمین پر اللہ کو غلام کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اور روئے زمین پر سب سے زیادہ گندی اور مبغوض چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ (مشکوٰۃ)

یعنی بلا اشد ضرورت کے طلاق دینی خدا کو ناپسند ہے۔ اور شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بعض عورتوں کو طلاق دینی مستحب ہوتی ہے یعنی اس عورت کو جو نماز نہ پڑھتی ہو اور بدچلن ہو اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی کی بیوی نماز نہیں پڑھتی تو اس کو طلاق دینا بہتر ہے۔ اگرچہ اس کے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لئے مال بھی نہ ہو۔ ابو حفص بخاریؒ سے منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے اس کا بندہ اس حالت میں ملے کہ اس پر اس کی بیوی کے مہر کا بار ہو تو ایسا شخص اللہ کے یہاں اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو صحبت کرتا ہو ایسی بیوی سے جو نماز نہ پڑھتی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ بے نماز عورت کو طلاق دینی ثواب ہے اور اگر

اس کا مہر ادا نہیں کر سکتا تو کوئی پرواہ کی بات نہیں۔
بے نمازی عورتوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔ اگر مسلمان خاوند اس کے پابند ہو جائیں تو ہماری عورتیں اور بچے سب نمازی ہوں لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ مرد خود نماز کے پابند نہیں ہوتے۔

آں خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو خود اندھا ہے وہ دوسروں کو راستہ کیسے دکھا سکتا ہے افسوس کہ ہم اپنے دُنیاوی مفاد کے باعث تو طیش و غصہ میں آکر طلاق دیدیتے ہیں لیکن کوئی ایسا اللہ کا بندہ نظر نہیں پڑتا جو نماز نہ پڑھنے پر اللہ کے واسطے اسکو طلاق دیدے

نیّت کے بغیر طلاق

۸۳: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ۔ (رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کا ارادہ و قصد نہ کیا جائے۔ تب بھی ہو جاتی ہیں۔ (۱) نکاح۔ (۲) طلاق (۳) طلاق دیکر رجوع کرنا

یعنی یہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ ان کا ارادہ ہو تب بھی اور نہ ارادہ ہو تب بھی واقع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً مردوں کے سامنے ہنسی ہنسی میں نکاح کر لیا تو یہ نکاح دُرست ہو جائے گا۔ اسی طرح ہنسی ہنسی میں طلاق دیدی یا ویسے ہی بغیر نیّت اور ارادہ کے طلاق دے دی۔ تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ اس میں بھی نیّت کرنی ضروری نہیں۔ اسی طرح بغیر ارادہ کے

طلاق رجعی میں رجوع کرنے سے طلاق ختم ہوجائے گی۔ اور یہ عورت بغیر دوبارہ نکاح کے اس کی ہوجائے گی۔ اور بیع وشرا، خرید وفروخت بغیر نیت اور ارادہ کے نہیں ہوسکتی

۸۴ : عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اٹھایا گیا تین شخصوں سے (۱) سونے والا جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔ (۲) بچہ جب تک وہ جوان اور بالغ نہ ہوجائے (۳) بے عقل جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہوجائے۔ (ترمذی)

یعنی ان کے قول وفعل معتبر نہیں اور قانون کے پابند نہیں اور نہ ہی ان کے اعمال لکھے جاتے ہیں جس طرح یہ افعال میں مکلف نہیں۔ اسی طرح ان کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑے گی۔

زبردستی کی طلاق

۸۵ : عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي اَغْلَاقٍ۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ زبردستی سے نہ طلاق پڑتی ہے اور نہ غلام کو آزادی حاصل ہوتی ہے۔

یعنی اگر کوئی زبردستی کسی عورت کو طلاق دلوادے۔ یا اس سے غلام کو آزاد کرادے تو اس صورت میں عورت کو طلاق نہ ہوگی۔ یہ

امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زبردستی سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ ان کی دلیل حدیث ۸۳ صفحہ ۷۷ پر ہے۔

بیوی پر بدگمانی نہ کرو۔

۸۶ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَأَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تَرٰی ذَالِكَ جَاءَهَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میری بیوی کے ایک بچہ ہوا ہے لیکن وہ کالا ہے اس لئے میں نے اس کی نسبت یہ کہہ دیا کہ حب میری صورت اور میرے ہمرنگ نہیں تو یہ میرا نہیں بلکہ اس کا باپ کوئی اور ہے۔ جس کی صورت پر یہ پیدا ہوا۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے پاس اونٹ بھی ہیں۔ اس نے جواب دیا جی ہاں! ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے کیا رنگ ہیں۔ اس نے کہا سُرخ آپؐ نے فرمایا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے اس نے کہا کہ ہیں آپ نے فرمایا یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا۔ حالانکہ ماں باپ اس رنگ کے نہیں اس پر اس دیہاتی نے کہا کہ ان کی نسل میں کوئی اونٹ اس رنگ کا ہو گا جس کے یہ مشابہ ہو گیا آپؐ نے یہ جواب سُن کر فرمایا تو شاید اس لڑکے کے اصل میں بھی کوئی باپ دادوں میں کالا ہو گا جس کے

فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْہُ۔ (بخاری و مسلم)

ہم شکل یہ لڑکا ہو گیا ہو۔ اور حضورؐ نے اس اعرابی کو اپنے سے نفی کرنے کی اجازت نہیں دی۔ (مسلم و بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمزور علامتوں سے اپنے لڑکے کو اپنا نہ کہنا اور بیوی پر بدگمانی کرنی جائز نہیں۔ تاوقتیکہ قوی دلیلیں اس کی نہ پائی جائیں۔ مثلاً بیوی سے صحبت تو کی نہیں اور بچہ پیدا ہو گیا۔ اسی طرح شادی کے بعد چھ ماہ سے قبل قبل بچہ پیدا ہو گیا۔ تو اس صورت میں کہہ سکتے ہو کہ یہ بچہ حرامی ہے اور تو کہاں سے لائی اور اس وقت یہ بچہ اس کے مال کا وارث بھی نہ ہو گا۔

نسب بدلنا کفر ہے

۸۷: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے منہ موڑا اپنے باپ دادا سے پس تحقیق اس نے کافروں کا فعل اختیار کیا یا کفر کیا۔ یعنی ناشکری کی۔ اسلئے تم اپنے باپ دادوں ہی کی طرف اپنی نسبت کیا کرو۔

ذات بدلنے والے پر جنّت حرام ہے

۸۸۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَاَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنی ذات بدل دی۔ حالانکہ اس کو علم ہے کہ یہ میری ذات نہیں۔ پس جنت اس پر حرام ہے۔

(بخاری و مسلم)

آجکل ذات بدلنی فیشن میں داخل ہوگیا۔ کوئی اپنے آپ کو سیّد کہلانے لگا، کوئی انصاری، کوئی قریشی، کوئی عباسی بن گیا۔ یہ چیز حرام ہے اور اگر اس چیز کو جانتے بوجھتے ایسا کیا تو حرام فعل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اسلئے حضورؐ نے کفر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور اس سے ہوتا ہی کیا ہے۔ دھوکہ دیکر دنیاوی وجاہت حاصل کرنا ورنہ اللہ کے یہاں تو ذاتوں کی پوچھ نہیں وہاں تو پرہیزگاری کا سوال ہوگا اور اسی کے بقدر عزت و ذلت ہوگی۔

اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے والا ذلیل ہوگا۔
بددیانت عورت جنّت میں نہ جائے گی

۸۹: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَةُ الْمُلَاعَنَةِ اَیُّمَا امْرَاَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَفَضَحَهٗ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ۔

(رواہ ابوداؤد و النسائی)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت آیت ملاعنۃ نازل ہوئی۔ اس وقت حضورؐ پاک نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے زنا کرکے جو اس سے بچہ پیدا ہوا اس کو اپنے خاوند کی طرف لگا دیا وہ عورت اللہ کی رحمت سے محروم اور ایسی عورت کا جنت میں جانا حرام۔ اسی طرح وہ مرد جو اپنے لڑکے کی نسبت انکار کرے اور اپنی عورت پر تہمت باندھے اسکو خدا کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ اور قیامت کے روز خدا تمام مخلوق کے سامنے اسکو رسوا اور ذلیل کرے گا۔

حاصل یہ ہوا نہ عورت کو چاہیئے کہ وہ بدکاری کرکے حرامی بچّہ کو اپنے

خاوند کے سر تھوپے اور نہ مرد کو چاہیئے کہ وہ خواہ مخواہ اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے۔ نیز اس وعید میں وہ ماں باپ بھی آجاتے ہیں جنہوں نے اپنی ذات بدل دی ہے پہلے کچھ اور تھے اب کچھ کہلانے لگے ہیں۔ اب اولاد کی کیا خطا ہے وہ تو بیچاری وہی کہے گی جو اپنے ماں باپ سے سنتی چلی آئی ہے۔ اس۔ ایٔے ذات و قوم کے معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ اور جو اپنی ذات ہے اس پر قائم رہنا چاہیئے۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ آخر یہ ذاتیں کیوں تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ لوگ اپنے خیال میں اپنی ذات کو اچھا اور اپنے کو عزت دار اور اپنی ذات کو اونچی اور اوروں کی ذات کو نیچی اور ذلیل سمجھنے لگے جو اسلامی نظریہ کے بالکل خلاف تھی کیونکہ آدم کی اولاد سب برابر ہے۔ چاہے اسمیں کوئی غریب ہو چاہے اسمیں کوئی رئیس۔

شعر اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءُ ۔ اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

یعنی آدمی آدمی سب برابر ہیں کیونکہ ان کی ماں حضرت حوا ہیں۔ اور ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں پھر بڑائی کا ہے کی۔ اور میرے ناقص خیال میں ان ذات بدلنے والوں کا گناہ بھی ایسے ہی نا عاقبت اندیش لوگوں پر ہوگا جو اپنی ذات کو اونچی اور اپنے ذات کے علاوہ کو نیچی سمجھتے ہیں

۹۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّتِيْ يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ

جابر بن عتیکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض غیرت تو ایسی ہے جس کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔ اور بعض غیرت ایسی ہے جسکو مبغوض رکھتا ہے پس وہ محبوب غیرت ہے جو شک کے بارہ میں ہو مثلاً بیوی اجنبی مردوں کے سامنے آتی ہو یا اجنبی مرد اسکے پاس

وَاَمَّا الَّتِیْ یُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَیْرَةُ فِیْ غَیْرِ رِیْبَةٍ وَاِنَّ مِنَ الْخُیَلَاءِ مَا یُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا یُحِبُّ اللّٰهُ فَاَمَّا الْخُیَلَاءُ الَّتِیْ یُحِبُّ اللّٰهُ فَاخْتِیَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِیَالُهٗ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَاَمَّا الَّتِیْ یُبْغِضُ اللّٰهُ فَاخْتِیَالُهٗ فِی الْفَخْرِ۔ (رواہ احمد، ابوداؤد۔ والنسائی)

بے تکلف آتے جاتے ہوں اور اس سے انکو ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ ہوتی ہو اور وہ خدا کو ناپسند ہے۔ تو وہ غیرت جو محض بدگمانی کے باعث ہے اور اس کا یقین نہ ہو مثلاً خواہ مخواہ اپنی بیوی پر شک کرنا کہ اس سے جو بولا اس کا یہ مطلب، اور اس سے جو ہنس کر باتیں کیں اس سے یہ منشا تھا کہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں اسی طرح تکبر کی بھی دو صورتیں ہیں ایک جو اللہ کو پسند ہے اور ایک جو اللہ کو ناپسند ہے۔

پس وہ تکبر جو اللہ کو پسند ہے وہ تکبر ہے جو کفار سے جہاد کرنے میں اختیار کیا جائے۔ تاکہ کافروں کو طاقت معلوم ہو جائے، اور اپنی شجاعت و بہادری بیان کرے اور ان کو حقیر و ذلیل کرے۔ اسی طرح خیرات میں تکبر کرنا بھی اللہ کو محبوب ہے۔ یعنی بہت دینے کو تھوڑا سمجھے اور یہ کہے کہ میں دیتا تو بہت لیکن اس وقت مجبوری ہے اور نہایت خوشروئی سے دے جیسے کہ اتنی بڑی رقم دینے میں اس کو پرواہ ہی نہیں اور تکبر کرنا نسب میں یہ اللہ کو ناپسند ہے کہ میں ہی شریف اور بڑھیا ذات والا ہوں۔ میرے مقابلہ میں کسی کی ذات نہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ بڑائی کا دارومدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے اور نسبی تکبر اکثر دینداروں تک میں دیکھا گیا ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو ہر شخص سے زیادہ ذلیل سمجھے یہ ہی چیز

کامیابی تک پہنچانے والی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کی اپنی نجات کا سرٹیفکیٹ اللہ کے یہاں سے مل گیا۔ تب تو آپ بڑائی کر سکتے ہیں۔ ورنہ اوروں کو نیچ ذات اور گنوار کہنا درست نہیں۔ تم کو کیا خبر مرنے کے بعد تم کہاں ہو گے اور وہ کہاں۔

خاوند کی چوری

۹۱: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہندہ امیر معاویہؓ کی والدہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان میرا شوہر بخیل ہے اور کنجوس ہے وہ میرے گذارہ کے موافق نہیں دیتا البتہ ایسا کرتی ہوں کہ چھپکے سے اس کے مال میں سے دیانتداری کے ساتھ اپنے گذارہ کے موافق لے لیتی ہوں، آیا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا دیانتداری کے ساتھ اتنا نکال لینا، جو تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو جائے جائز ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گذارہ کے موافق نفقہ اور خرچہ مرد کے ذمہ واجب ہے اور نفقہ سے مراد کھانا، لباس و مکان ہے اور بیوی کا نفقہ اس کے خاوند پر واجب ہے۔ اگرچہ وہ خاوند چھوٹا ہو بشرطیکہ اس بیوی نے اپنے خاوند کے سپرد کر دیا ہو۔ اور بیوی کی رہائش بھی خاوند کے مکان میں ہو یا وہ خود کو خاوند کے سپرد اس لئے نہیں کرتی کہ اس کا حق خاوند کے ذمہ ہے تب بھی اس کا نفقہ ضروری ہے۔ یا وہ اپنے ماں باپ کے یہاں رہتی ہے اور خاوند اس

کو بلاتا نہیں۔ تب بھی اس کا نفقہ ضروری ہے اور ہر مہینے کا نان نفقہ مقرر کر دیا جائے۔ اور ہر مہینے کا خرچہ اس کے حوالے کر دیا جائے اور ہر چھ ماہی کا سامان مقرر کیا جائے جو اس عورت کے لئے کافی ہو سکے۔ اس طرح پر کہ نہ تو اس میں فضول خرچی ہو اور نہ تنگی ہو۔ اور نفقہ کی مقدار میں دونوں کی حالت معتبر ہے مثلاً دونوں مالدار ہیں تو نفقہ مالداروں کی مانند ہو گا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو ان کی حیثیت کے موافق ہو گا اور اگر بیوی غریب گھر کی ہے اور خاوند مالدار یا بیوی تو مالدار ہے۔ اور خاوند غریب ہے تو اس صورت میں خاوند کا اعتبار ہو گا۔ اگر وہ مالدار ہے۔ تو بیوی کو اپنی حیثیت کے موافق دے اور اگر غریب ہے تو بیوی کی حیثیت کے موافق دے۔

مسئلہ : اگر میاں بیوی میں نفقہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بیوی تو کہتی ہے کہ تو مالدار ہے لہذا میرا خرچہ بھی بڑھا اور میاں کہتا ہے کہ نہیں میں تو غریب ہوں تو اس صورت میں خاوند کا قول معتبر ہو گا۔ البتہ اگر بیوی اس پر گواہ پیش کر دے تو بیوی کے گواہ معتبر ہوں گے اور اس کا خرچہ زیادہ کر دیا جائے گا۔ اور اگر خاوند مالدار ہے تو بیوی کے واسطے ایک نوکرانی خادمہ کا خرچ بھی ضروری ہے اور اگر خاوند مفلس ہو تو اس صورت میں نوکرانی کا خرچہ اس پر ضروری نہیں۔

مسئلہ : جب بیوی کا خرچہ مقرر کیا گیا تو اس وقت خاوند مالدار تھا اور اب وہ غریب ہو گیا اسی طرح پہلے غریب تھا اب خاوند مالدار ہو گیا۔ اور بیوی مطالبہ کرتی ہے کہ ترقی کی جائے تو اس صورت میں دونوں

کی رعایت رکھی جائے گی۔ یعنی اگر مرد پہلے مالدار تھا تو اب بیوی کے نفقہ سے تخفیف اور اس کو گھٹا دیا جائے گا۔ اور اگر پہلے فقیر تھا اب مالدار ہو گیا تو اس صورت میں بیوی کے ماہوار خرچ میں ترقی کر دی جائے گی۔

مسئلہ: اگر بیوی بغیر اپنے خاوند کی مرضی کے ناحق اپنے ماں باپ کے یہاں جا کر بیٹھ گئی۔ تو اس صورت میں مرد کے ذمہ اس کا نفقہ نہیں اسی طرح عورت کو بیماری کی وجہ سے اس کے ماں، باپ نے نکاح کے بعد رخصت نہ کیا ہو تب بھی اسکا نفقہ مرد کے ذمہ نہیں اور فقیر پر یعنی تنگدست پر کسی کا بھی نفقہ واجب نہیں۔ نہ ماں باپ کا نہ بھائی بہن کا، مگر بیوی اور اولاد کا نان ونفقہ بہر صورت اس کے ذمہ ضروری ہے۔

مال میں سب سے زیادہ حقدار

۹۲: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ تم کو مال دے تو اوّل اپنے اوپر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرو۔ اگر وہاں سے بچے تب اوروں کو دو۔ (مسلم)

بیوی کی خوراک وپوشاک

۹۳: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ۔ (رواہ مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مملوک کے لئے اس کے مالک کے ذمہ کھانا کھلانا لباس دینا اور اس سے اتنا ہی کام لینا ہے جسکی اس میں طاقت ہو۔ (مسلم شریف)

حاصل یہ کہ ایسا کام کرنے کو نہ کہے کہ اس کی صحت کو نقصان پہنچائے۔ خیال تو کرو کہ مالک حقیقی بھی اپنے بندوں پر اسی قدر بوجھ رکھتا ہے جتنی کہ ان میں طاقت ہوتی ہے۔ پس بندوں کو بھی جو مالک مجازی ہیں۔ یہ ہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ تمام رات ٹانگیں دبوائے چلے جا رہے ہیں۔ تمام دن مشقت میں ڈال رکھا ہے نہ ان کے دن کے آرام کا خیال اور نہ رات کی نیند کا خیال اور جب اپنے غلام پر (جو درحقیقت ملک ہوتے ہیں) زیادہ بوجھ رکھنے کی ممانعت ہے تو عورت کے حقیقتاً ہم مالک بھی نہیں۔ صرف ایک چیز کے مالک ہیں اس میں ہر طرح تصرّف کر سکتے ہیں۔ اسی حد تک کہ اس کی صحت خراب نہ ہو جائے۔ اسی طرح عورت کو کھانا کھاتے ہوئے بھی اٹھانا جائز نہیں۔ کہ جاؤ پانی لاؤ۔ یہ کام کرو۔ سالن لاؤ۔ البتہ اگر یہ کام خود ہی اپنی رضامندی اور خوشی سے کرتی ہے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بے وقت کھانا دینے کی ممانعت

۹۴: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفٰى بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفٰى بِالْمَرْءِ اَنْ تُضَيِّعَ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے جو اپنے بیوی بچے اور غلام سے ان کا کھانا روک لے دوسری روایت میں یہ ہے کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے کافی ہے کہ

مَنْ یَّقُوْتَ ۔ (رواہ مسلم) جن کا کھانا اس کے ذمہ ہے اسکو ضائع کر دے۔

بندہ کے ناقص خیال میں اس حدیث کے ذیل میں وہ خاوند بھی آجاتے ہیں جو اپنی بیویوں کو پابند کرتے ہیں۔ کہ جب تک ہم نہ آئیں تم کھانا نہ کھاؤ۔ اور خاوند صاحب کبھی تو کئی گھنٹے گذرنے کے بعد آتے ہیں۔ اور کبھی سارا دِن غائب رہتے ہیں۔ اس لئے بیویوں کو اس معاملہ میں آزادی ہونی چاہیئے کہ جب تمہیں بھوک لگے کھانا کھالو ہمارا انتظار نہ کرنا۔

مملوک کو مارنے کی تنبیہہ

۹۵: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اللّٰهُ اَقْدَرُ عَلَیْكَ مِنْكَ عَلَیْهِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا اچانک اپنے پیچھے سے ایک آواز سُنی خبردار! اے ابو مسعود خدا تیری نسبت تجھ پر زیادہ قادر ہے یہ آواز سنکر میں نے پیچھے مڑکر دیکھا اچانک دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا حضورؐ یہ غلام اللہ کے واسطے آزاد ہے اس پر آپؐ نے فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم رسیدہ ہوتا۔ (مسلم)

اس حدیث کو پیشِ نظر رکھ کر ہمارے مسلمان بھائی بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب غلام کے بارے میں یہ وعید ہے تو عورت کو مارنے والے کا کیا حشر ہوگا حالانکہ وہ غلام کی طرح مملوک نہیں۔

نمازی کو مارنے کی ممانعت

۹۶: عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھَبَ لِعَلِیٍّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْہُ فَاِنِّیْ نُھِیْتُ عَنْ ضَرْبِ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ وَقَدْ رَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک غلام عنایت فرمایا۔ اور دیتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ اس غلام کو نہ مارنا۔ کیونکہ مجھ کو اللہ کی طرف سے نماز پڑھنے والوں کو مارنے کی ممانعت ہے۔ اور میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۹۷۔ وَفِی الْمُجْتَبٰی اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّیْنَ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی مرد اور نمازی عورتوں کو مارنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہ ممانعت نمازی کی شرافت اور اس کی عزت کی وجہ سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف ہیں لہٰذا تم بھی ان کی عزت کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہاں پر نمازی کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، مارنا ممنوع قرار دیا ہے تو قوی امید ہے کہ آخرت میں بھی انشاء اللہ العزیز نمازی ہر قسم کی مارپیٹ سے محفوظ رہے گا۔

دن میں ستر مرتبہ معاف کرو

۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ اُعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ (رواہ ابوداؤد)

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ حضور! یہ تبلائیے کہ ہم اپنے خدمت گذاروں کے قصور کتنی بار معاف کریں اس پر آپ خاموش رہے دوبارہ پھر دریافت کیا۔ آپ پھر خاموش رہے، تیسری مرتبہ پھر پوچھا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اسکی خطائیں ہر دن میں ستّر مرتبہ معاف کرو۔ (ابوداؤد)

آپ کا دوبارہ خاموش رہنا وحی کے انتظار کے لئے تھا۔ جب وحی آگئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ستّر مرتبہ معاف کرو۔ دیکھا آپ نے ہم میں ہے کوئی ایسا کہ روزانہ اتنی مرتبہ معاف کرے۔

بوجھ اتنا رکھو جس کو برداشت کر سکے

۹۹: عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت سہل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اونٹ پر گذر ہوا جس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اس کی کمر اسکے پیٹ سے لگ گئی تھی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! ڈرو اللہ سے ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں پس ان پر سواری کرو جبکہ وہ اسکی طاقت رکھتے ہوں اور تھکنے سے پہلے ان سے کام لینا چھوڑ دو۔

یعنی اس اُونٹ پر بوجھ زیادہ لادا جاتا تھا۔ اس کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا تھا۔ پس جانوروں پر نہ اتنا بوجھ رکھنا چاہیئے جس کی ان میں برداشت نہ ہو اور نہ ان پر زیادہ سواری کرنی چاہیئے کیونکہ یہ بیچارے اپنا حال اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے۔ اور ان کو زیادہ بھگانے کی بھی ممانعت ہے اور جب جانوروں کی رعایت ضروری ہے جو اسی لئے بنائے گئے ہیں تو غریب عورتوں پر سختی اور زیادہ کام ڈالنا کون سی دانشمندی ہے۔

بچّہ کا حقدار کون ہے۔

۱۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا کَانَ بَطْنِیْ لَهٗ وِعَاءً وَثَدْیِیْ لَهٗ سِقَاءً وَحِجْرِیْ لَهٗ حِوَاءً وَاَنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِیْ وَاَرَادَ اَنْ یَنْزِعَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَا لَمْ تَنْکِحِیْ۔

(رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓو فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی، یا رسول اللہ! یہ میرا بچّہ ایک مدّت تک میرے پیٹ میں رہا اور مدّت تک میرا دودھ پیتا رہا اور ایک عرصہ تک میری گود میں پلتا رہا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی۔ اور میرے بچہ کو چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو دوسرا نکاح نہ کر لے تو اس کو اپنے پاس رکھ، تو اپنے بچہ کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔

١٠١ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَّذْهَبَ بِابْنِیْ وَقَدْ سَقَانِیْ وَنَفَعَنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِیَدِ اَیِّهِمَا شِئْتَ فَاَخَذَ بِیَدِ اُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ (رواه ابوداؤد والنسائی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی اب اس کا باپ یہ چاہتا ہے کہ میرے بچہ کو مجھ سے لیجا کر اپنے پاس رکھے اور اس وقت یہی مجھ کو کما کر کھلاتا ہے اور میرے کھانے پینے کی خبرگیری کرتا ہے۔ اس پر آپ نے اس بچہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں اب تجھ کو اختیار ہے چاہے اپنی ماں کے پاس رہ یا اپنے باپ کے پاس، تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

زبردستی عورت سے بچہ چھین لینا بڑا جرم ہے

١٠٢ - عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَةٍ وَّوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَحِبَّتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (الترمذی)

حضرت ابوایوب انصاری رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا آپ فرماتے تھے جس شخص نے ماں اور اس کے بچہ کے درمیان جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس میں اور اس کے تعلق والوں رشتہ داروں اور دوستوں میں جدائی کر دیں گے۔

اس لئے اگر خدانخواستہ بیوی سے ناچاقی ہو جائے تو اس کے بچے کی پرورش اگر وہ خوشی سے کرے تو زبردستی اس کے بچہ کو نہ چھیننا چاہیئے۔

عورت میں کیا کیا صفات دیکھنی چاہئیں

پہلی صفت پارسائی اور دینداری اور سب سے زیادہ اہم اور ضروری یہی ہے۔ کیونکہ اگر عورت دیندار اور پارسا ہو گی تو شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے گی۔ اور اس کی وجہ سے اُس کے خاوند کو پریشانی نہ ہو گی اگر اپنی عصمت میں خیانت کرے گی اور اس پر خاوند خاموش ہو گا تو اس کی آبرو اور دین کو نقصان پہنچے گا۔ اور لوگوں میں روسیاہ و بدنام بھی ہو گا اور اگر خاوند خاموش نہیں رہتا تو اس کا عیش و آرام خاک میں مل جائے گا۔ اور اُس کی زندگی خراب ہو جائیگی اگر اس کو طلاق دیتا ہے تو اس وقت بھی سراسر نقصان ہی نقصان ہے آخر اس کی رفاقت یاد آئے گی۔ لہٰذا اِن وجوہات پر نظر کرتے ہوئے عورت کی دینداری معلوم کر لے " نہ اندھے کو نوتو گے نہ دو آئینگے" یعنی نہ بددین سے نکاح کرو گے۔ نہ خرابیاں پیدا ہوں گی۔

اگرچہ بددین عورت کتنی ہی خوبصورت حسین اور ماہِ جبیں ہو لیکن خاوند کے اُوپر ایک وبالِ جان اور بلاءِ عظیم ہے۔ ایسی بیوی کو طلاق دینی بہتر ہے البتہ اگر اس کے ساتھ دِل لگا ہو تو طلاق نہ دے۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی

بیوی کی شکایت کرنے لگا کہ اس کا چال چلن ٹھیک نہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس کو طلاق دیدے۔ اُس نے عرض کی حضورؐ مجھے اس عورت سے بہت زیادہ محبت ہے طلاق کیسے دیدوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو اُس کو اپنے پاس رکھ اور طلاق نہ دے کیونکہ اگر تو نے اس کو طلاق دیدی تو تو بھی اس کے پیچھے فتنہ میں پڑ جائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے جو شخص مال یا خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کرتا ہے۔ وہ دونوں سے محروم رہے گا۔ اور جو دینداری کی وجہ سے کرتا ہے تو اس کو مال بھی ملے گا اور جمال بھی ملے گا۔

دوسری صفت یہ ہے کہ اس کی عادت مزاج اچھے ہوں خوش خُلق اور ہنس مکھ ہو۔ کیونکہ بدمزاج عورت ناشکرا اور زبان دراز ہوتی ہے اور بات بات پر بگڑ بیٹھتی ہے اور بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتی ہے اور فرمائشوں میں مرد کا ناطقہ بند کر دیتی ہے اور اس کی زندگی تلخ اور اُس کے دین تک کو خراب کر ڈالتی ہے۔

عورت کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ خوبصورت اور حسین ہو۔ کیونکہ عورت جتنی حسین ہو گی مرد کو اتنی ہی اس کے ساتھ محبت اور اُلفت ہو گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا سُنّت ہے۔ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو نکاح بغیر دیکھے ہوتا ہے۔ اس کا انجام پشیمانی اور رنج و غم ہوتا ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ عورت سے نکاح دین کی وجہ سے

کرنا چاہیئے۔ خوبصورتی کی وجہ سے نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی فقط خوبصورتی پر نظر نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ خوبصورتی کے ساتھ اور چیز بھی دیکھنی چاہیئے اور جس شخص کی نکاح سے یہی غرض ہو کہ اولاد پیدا ہو چاہے وہ عورت حبشی ہی ہو یہ اس کی پرہیزگاری ہے۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں میں وہ عورت بہت اچھی ہے جس کا مہر کم ہو اور جمال میں بڑھی ہو یعنی باوجود خوبصورتی کے اس کا مہر کم ہو۔

پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت بانجھ نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پُرانا بوریا جو گھر کے کونے میں پڑا ہو وہ بانجھ عورت سے زیادہ بہتر ہے۔

چھٹی صفت یہ کہ عورت نوجوان اور کنواری ہو کیونکہ ایسی عورت سے خاوند کو زیادہ محبت ہوگی اور جو عورت بیوہ یا مطلقہ ہوگی ایسی عورت کا دِل اکثر اپنے پہلے خاوند کی طرف لگا رہے گا۔ اور بات بات پر اُسکی یاد اس کو ستائے گی۔

حضرت جابرؓ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابرؓ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس کے ساتھ کھیلتا۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت اچھے اور دیندار خاندان کی ہو کیونکہ بددین گھرانے کی عورت کے اخلاق و عادات و چال چلن اچھے

نہیں ہوتے۔ اور ایسی عورت سے نوّے فیصدی یہ ہی امید کرنی چاہیئے کہ اُس کے بڑے اخلاق اُس کی اولاد میں بھی اثر کریں گے۔

آٹھویں صفت یہ ہے کہ عورت اپنے کنبہ داروں اور رشتہ داروں میں سے نہ ہو کہ ایسی عورت سے اولاد نہایت کمزور اور ضعیف ہوتی ہے امام غزالیؒ اس حدیث کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ شاید اس کا سبب یہ ہو کہ اپنے کنبہ کی عورتوں کے حق میں شہوت نہایت ضعیف ہوتی ہے اور اس بناء پر اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے۔ عورتوں کی یہ آٹھ صفات ہیں جو ان میں دیکھنی چاہئیں۔

لڑکی کے ماں باپ کو چاہیئے کہ لڑکی کی فلاح و بہبود کا خیال رکھیں اور اُس کے لئے ایسے شوہر کی تلاش کریں جو لائق اور دیندار ہو اور بداخلاق بدمزاج، بدشکل اور ایسے غریب سے جو اپنی بیوی کا نان و نفقہ نہ دے سکے اور بددین مثلاً شرابی، چور، اور بدچلن سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا درست نہیں، حضُور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق اور بددین سے کر دیا تو اس کا قطع رحم ہو گا۔ اور فرمایا نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ نکاح لونڈی بناتا ہے۔ تجھے خیال ہونا چاہیئے۔ کہ میں اپنی لڑکی کو کس کی لونڈی بناتا ہوں۔

والسّلام

بندہ: محمّد ادریس انصاری

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

جو عورتیں نیک ہیں وہ اطاعت کرتی ہیں اور مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی اپنی نگہداشت کرتی ہیں۔

القرآن

مسلمان بیوی

مصنّف

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری

ناشر

مکتبہ اشرفیہ

اردو بازار لاہور

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا تَدْخُلُ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ طبرانی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنے کو بُرے کام سے بچایا یعنی بدکاری نہیں کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی اور اس کا کہنا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے جنّت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمَرْأَۃِ سِتْرَانِ الزَّوْجُ وَالْقَبْرُ اَسْتَرُہَا الْقَبْرُ۔ (طبرانی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے لئے دو پردے ہیں اوّل خاوند دوسرے قبر اور دونوں میں زیادہ پردہ والی چیز قبر ہے

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَرْمَلَۃُ الصَّالِحَۃُ سُمِّیَتْ فِی السَّمٰوٰتِ شَہِیْدَۃً (دیلمی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیندار بیوہ عورت کا خطاب آسمانوں میں شہیدہ ہو جاتا ہے یعنی آسمان میں اس کے نام سے جتنی کارروائیاں کی جاتی ہیں اس میں اس کو شہیدہ (شہادت پانے والی عورت) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے

(۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَوَفّٰی عَنْہَا زَوْجُہَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَۃَ وَلَا الْحُلِیَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَکْتَحِلُ (مشکوٰۃ)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کا شوہر مر جائے وہ رنگین کپڑا نہ پہنے نہ زیور پہنے۔ نہ مہندی لگائے اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگائے۔

یعنی اسکو دس دِن چار مہینے بناؤ سنگار نہ کرنا چاہیئے۔

نوٹ: شریعت میں اس کو عدّت کہتے ہیں۔

(۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ (ترمذی)۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بغیر شدید ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔

(۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ غَضِبَتْ زَوْجَھَا فَعَلَیْھَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ ۔(دیلمی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت ناراض رہتی ہے اپنے خاوند سے اس پر لعنت ہے اللہ کی۔

(۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ۔ (ابن ماجہ)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت مر گئی۔ اور اس کا خاوند اس کی زندگی میں اس سے خوش رہا وہ بلاشبہ جنّت میں داخل ہو گئی۔

(۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرِیْ فَاِنَّمَا ھُوَ جَنَّتُکِ اَوْ نَارُکِ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عورت دیکھ تیری جنّت اور دوزخ تیرا خاوند ہے۔

یعنی عورت اپنے خاوند کی خوشی میں جنّت اور اس کی ناخوشی میں جہنّم میں جاویگی۔

(۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ النِّسَآءِ الَّتِیْ تَسُرُّ زَوْجَھَا اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَلَا فِیْ مَالِھَا بِمَا یَکْرَہُ۔ (بیہقی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش کرتی ہے جب وُہ اسکو دیکھتا ہے اور اس کا کہا مانتی ہے جب وہ کوئی حکم کرتا ہے اور اپنے مال و جان میں اس کے خلاف نہیں کرتی جس سے اس کو رنج پہنچے۔

یعنی جو عورت ہر طرح اپنی جان و مال سے اپنے خاوند کے خوش کرنے میں لگی رہی اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک وہ سب سے اچھی عورت ہے۔

(۱۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَاَۃً عَلٰی زَوْجِھَا۔ (ابوداؤد)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی عورت یا مرد کسی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان بگاڑ ڈلوا دے وہ ہماری اُمت سے خارج ہے۔

عورتیں اس کو خوب سمجھ لیں کیونکہ یہ بُری عادت بہت سی عورتوں میں پائی جاتی ہے ایسی عورت کو حضور ﷺ اپنی اُمت سے باہر نکال دیں گے۔ لہٰذا سب بہنوں کو اس بُرے فعل سے توبہ کرنی چاہئے جس سے کسی کا بسا ہوا گھر اُجڑ جاتے۔

(۱۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃً (ترمذی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرتی ہے ایسی عورت بدکار ہے۔

کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو جو خوشبو لگا کر بازاروں گلی کوچوں اور سینماؤں میں جائے اس کو بدکار فرماتے ہیں۔ اور ہم پھر اس حرکت سے باز نہ آئیں اور بے دھڑک سنگار کر کے اپنے گھروں سے باہر نکلیں۔

حدیث ۱۲: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ میں نے ایک نامحرم جوان مرد اور جوان عورت کو ایک جگہ دیکھا پس مجھ کو ان دونوں پر شیطان کا قوی اندیشہ ہوا کہ وہ ضرور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائے گا یعنی دونوں کے چال چلن کو بگاڑ دے گا اور عورت کی عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

(۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم

اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَئَیْتَ الْحَمُوْ فَقَالَ الْحَمُوْ الْمَوْتُ (بخاری ومسلم)

نامحرم عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلایئے کیا شوہر کے بھائی (یعنی دیور جیٹھ) بے تکلف اپنی بھاوج کے پاس آجا سکتے ہیں۔ فرمایا وہ عورت کے حق میں موت ہیں یعنی جس طرح زہر کھانے سے دُنیاوی موت ہو جاتی ہے اسی طرح دیور جیٹھ کا بے تکلفی کے ساتھ گھر میں آجانا اور بھاوج کے ساتھ تخلیہ میں رہنا عورت کے ایمان کے لئے زہر اور آخرت کی بربادی ہے۔

(۱۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْہَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ۔ (ابوداؤد)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت دُھونی کی خوشبو بسائے وہ ہمارے ساتھ عشاء میں نہ آئے۔

پہلے زمانے میں عورتیں مسجد میں جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے باجماعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا جو خوشبو بساکر نماز کے لئے آئے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ کیونکہ خوشبو کی مہک سے مَردوں کی نظریں خود بخود ہی عورت کی طرف پڑیں گی اور یہ فتنہ کا باعث ہوگا۔ بہنوں کو غور کرنا چاہئے کہ اس زمانہ میں بھی جب عورت کو خوشبو بساکر مَردوں کی مجلس میں آنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو اس فتنوں کے زمانہ میں ہم پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اوّل تو ہم بازاروں سیرگاہوں اور تماشوں میں جائیں اور پھر کتنا بڑا ظلم کہ خوشبو لگاکر بناؤ سنگار کرکے جائیں۔ اگر ہم مُسلمان ہیں تو اس بے غیرتی سے توبہ کریں۔

(۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نامحرم

مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِی الزِّیْنَةِ فِیْ غَیْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا نُوْرَ لَهَا۔ (مشکوٰۃ)

مردوں کے سامنے سنگار کر کے اترانے والی عورت قیامت کی اندھیری کی طرح ہے کہ اس کا کوئی نور نہیں۔

اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا یعنی زمین پر اترا کر نہ چلو۔ کیونکہ اترانا ذلیل تکبر ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور شیطان کو خوش کرتا ہے یعنی اس عورت میں جو مردوں کے ساتھ بے حجاب ہو کر چلے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ بلکہ اس میں شر ہی شر اور بدی ہی بدی ہے۔

(۱۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ لِاِحْدَاكُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کے تین نابالغ بچے مر جائیں اور وہ ان پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے ایسی عورت جنت میں ضرور جائے گی۔

پس اگر ہمارے ساتھ کوئی ایسا موقع پیش آجائے تو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ رونا پیٹنا اور بین کرنا مسلمان بیبیوں کا کام نہیں۔ اللہ کی چیز تھی اس نے لے لی۔ ہاں آنسوؤں سے رونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِیَارُ نِسَاءِ اُمَّتِیْ اَحْسَنُهُنَّ وَجْهًا وَاَرْخَصُهُنَّ مَهْرًا (دیلمی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو اچھی صورت کی ہوں اور ان کا مہر تھوڑا ہو۔

چنانچہ مہر تھوڑا ہونا بھی خوبی کی دلیل ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ ہی چاہے شوہر میں طاقت اس کی ادائیگی کی ہو یا نہ ہو اس پر ہزاروں کا بوجھ رکھ دینا کون سی سمجھداری ہے۔ اس سے نکاح بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے کیونکہ بہت سے مرد

خیال کر لیتے ہیں کہ مہر دینا تو ہے ہی نہیں جو لوگ کہیں قبول کر لو۔ خیال رکھیئے کہ مرد کی حیثیت کے موافق بندھوانا ہی باعثِ برکت ہے۔

(۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے صبر دلایا اس عورت کو جس کا بچہ مر گیا۔ اس کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔

یعنی جب کسی کا بچہ مر جائے تو تم اس کی تعزیت کو اگر جاؤ تو اسطرح نہ کیا کرو کہ اسکے ساتھ مِل کر رونے دھونے لگو۔ بلکہ اس سے ایسی باتیں کرو جن سے اس بیچاری کو صبر آجائے۔ ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جنت کا لباس عنایت فرمائیں گے۔

(۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِيْنَ الرَّحْمَةِ (چهل حدیث)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عورتو! تم اپنے اُوپر ضروری کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسُ پڑھنے کو اور گنتی کیا کرو۔ تم انگلیوں پر بیشک یہ اُنگلیاں سوال کی جائیں گی۔ باتیں کرائی جائیں گی اور اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا ورنہ تم اس کی رحمت سے محروم رہ جاؤ گی۔

(۲۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِىْ اِلٰى امْرَأَتِهٖ وَتُفْضِىْ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا (مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز سب سے زیادہ شریر مرد وہ ہوگا جو اپنی بیوی کی خاص باتیں لوگوں میں ظاہر کرے۔

اسی طرح بعض عورتوں کو بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ میاں بیوی والی

خاص باتوں کو اپنی سہیلیوں کو سُنا دیتی ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے

(۲۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَى الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔ (بخاری شریف)

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خاوند رات میں اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے تاکہ اس سے ہمبستری کرے اور عورت بغیر شرعی عذر کے انکار کر دے تو تمام رات صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعَ يَدَهٗ فِىْ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَا (رواہ البیہقی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ انکی کوئی نیکی آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اوّل بھاگا ہوا غلام جتبک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس نہ آجائے (دوسرے) وہ عورت جس سے اسکا شوہر ناراض ہو تیسرے بیہوش جتبک کہ وہ نشہ کے استعمال سے توبہ نہ کرے۔

توجس عورت سے خاوند ناراض ہے اسکی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ اسکی اور کوئی نیکی قبول ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ اللہ کی ناراضگی الگ اور پھر کوئی نیکی بھی قبول نہ ہو تو ہمارا کیا ٹھکانا۔

(۲۳) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِىْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی جماعت میں تشریف رکھتے تھے اتنے میں ایک اونٹ آیا اور آپؐ کو سجدہ کیا۔ اس پر آپ کے صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ آپ کو جب جانور اور درخت

اُعْبُدُوا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمُرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا وَلَوْ اَمَرَھَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَبْیَضَ کَانَ یَنْبَغِیْ لَھَا اَنْ تَفْعَلَہٗ۔ (رواہ احمد)

بھی سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ کہ آپؐ کو سجدہ کریں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور میری تعظیم کرو اگر میں کسی کی بابت سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور خاوند کا اتنا بڑا حق ہے کہ وہ یہ کہے زرد پہاڑ سے پتھر اکھاڑ کر کالے پہاڑ پر لے جا اور کالے سے سفید پہاڑ پر لے آ تو عورت کے ذمہ ضروری ہے کہ اسکے حکم کی تکمیل کرے

حالانکہ یہ فعل بالکل بے فائدہ ہے لیکن حضورؐ نے خاوند کی اطاعت کس درجہ تاکید فرمائی۔

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلُ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا وَلْتَنْکِحْ فَاِنَّ لَھَا مَا قُدِّرَ لَھَا (بخاری ومسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سوال کرے کسی شخص سے اسکی بیوی کے طلاق دینے کا تاکہ سمیٹ لے اسکا حق اپنے لئے اور تاکہ[1] اسکے خاوند سے نکاح کرے۔ کیونکہ اسکو وہی کچھ ملیگا جو اسکی تقدیر میں ہے۔

مثلاً ایک شخص کے نکاح میں کوئی عورت ہے اور وہ مرد دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس پر وہ عورت یہ کہتی ہے کہ پہلے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے پھر میں تیرے سے نکاح کرونگی۔ یا دو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہیں۔ ایک بیوی یہ چاہتی ہے، کہ میری سوکن کو طلاق دے تو میں تیرے یہاں رہتی ہوں ورنہ نہیں۔ اسکو حضورؐ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اپنی اپنی تقدیر اپنے اپنے ساتھ ہے۔ لہذا تم اپنی تقدیر پر شاکر رہو،

---

[1] صحیح ترجمہ اس طرح ہے کہ اور اس عورت کو نکاح کر لینا چاہیئے۔ مصحح

(۲۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالےٰ نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اسی طرح نامحرم مرد کو دکھانے والی عورت پر۔

آج کل ہماری بہنیں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔ اکثر شادی وغیرہ کے موقعوں پر ہماری بہنیں ایسی بے احتیاطی کرتی ہیں کہ نامحرم مردوں کی نظریں ان پر پڑ جاتی ہیں۔ ایسی عورت پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہوتی ہے اس لئے ہم سب کو اس کی بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔

(۲۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانُ۔ (ترمذی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تنہائی میں جمع ہوتا کوئی کسی اجنبی عورت کے ساتھ مگر تیسرا ان میں شیطان ضرور آجاتا ہے۔

یعنی شیطان ان دونوں میں جوش پیدا کرتا ہے۔ اور ان دونوں کو برے کام میں مبتلا کرتا ہے۔

(۲۷) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُنَّ ھٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ۔ (بخاری ومسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے گھر میں نہ آیا کریں ہیجڑے۔

یعنی ہیجڑوں سے حضورؐ نے پردہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے وہ پردہ کرنے میں مردوں کی طرح ہیں۔ اس زمانہ میں اکثر جگہ دیکھا گیا ہے جب کسی جگہ کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ کمبخت بے تکلف پردہ دار گھروں میں گھسے چلے آتے ہیں اور بہنیں اس بنا پر ان سے چھپتیں نہیں کہ یہ مرد تو ہیں نہیں پھر ان سے پردہ کا ہے کا۔ یہ سخت غلطی ہے۔ لہٰذا آئندہ کے لئے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔

(۲۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرو اندھے سے

اَحْتَجِبْنَ مِنْهُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ هُوَاَعْمٰی لَایُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا لَاتُبْصِرَانِ۔ (رواہ احمد، ترمذی)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہؐ یہ تو نابینا ہیں ہم کو کہاں دیکھتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تم تو اندھی نہیں۔

بعض عورتیں اندھوں سے پردہ نہیں کرتیں کہ یہ تو اندھا ہے۔ اس سے کیا پردہ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جس طرح مرد کو عورت کیطرف دیکھنا درست نہیں۔ اسی طرح اجنبی مرد کی طرف عورت کو دیکھنا بھی درست نہیں۔

(۲۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ۔ (ترمذی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے پھر جب وہ اپنے گھر سے بلاضرورت نکلتی ہے شیطان اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کرکے دکھلادیتا ہے اور بدمعاش اس عورت کو خوبصورت سمجھ کر اسکے پیچھے لگ لیتے ہیں یا مردوں میں بیٹھکر اس عورت کی باتیں کرتے ہیں۔

یعنی بلاضرورت یعنی ضروری سفر وغیرہ کے لئے اپنے گھر سے نکلے ورنہ نہیں کیونکہ یہ کمبخت شیطان لوگوں کی نظروں کو عورتوں کی طرف پھیر دیتا ہے اور بدمعاش مرد ہماری نسبت کیا کیا خیال کرنے لگتے ہیں آج کل فیشن ہو گیا ہے کہ برقعوں پر خوب کڑھائی کریں گی۔ شلوار کے پائنچوں پر خوب کڑھائی کریں گی۔ تاکہ باہر نامحرم مردوں کی نظریں پڑیں۔ ورنہ برقعہ دراصل پردہ کے لئے بنایا گیا ہے اور ہم اس کو زینت کا مرقع بنالیں۔ کس قدر غلطی کی بات ہے اس طرح پر

سینکڑوں عورتیں مجلسوں اور تعزیوں سے غائب ہوگئیں۔ اور لوگ ان کو لے جاکر فروخت کرتے ہیں اور ان کی بے عزتی کرتے ہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ شریعت کی باتوں پر عمل نہ کرنے سے ہو رہا ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جو مشقت میں آسان ہو۔

یعنی ہلکا پھلکا ہو نہ زیادہ بار لڑکے والوں پر پڑے اور نہ ہی لڑکی والوں پر آج کل ہماری بری جہیز کی رسومات نے ہمارے نکاحوں کو کتنا مشکل کر دیا۔ اسی واسطے آج کل ہمارے یہاں برکت نہیں رہی۔ ان ہی فضول رسومات کی وجہ سے بہت سے غریب آدمی اپنی لڑکیوں کی تمام جوانی ختم کر دیتے ہیں نہ ان کے پاس دینے کو ہوتا ہے۔ نہ وہ بغیر جہیز کے کرتے ہیں کیونکہ اس سے ان کی برادری میں ناک کٹتی ہے۔ بس ہم کو اپنے نکاحوں کے بابرکت بنانے کے لئے ان واہییات رسموں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

(۳۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْاَۃُ فَتَنْعَتُھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا۔ (مسلم)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عورتو! جب تم آپس میں عورتوں کے ساتھ کہیں بیٹھا کرو تو کسی عورت کا حال اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان نہ کیا کرو کہ بالکل ہی اس عورت کا اپنے خاوند کے سامنے نقشہ کھینچ کر رکھ دو کہ فلانی کے کپڑے ایسے تھے ایسی ناک ہے ایسی آنکھیں، ایسا قد ہے۔

اس سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ شاید اس کا دل اس عورت سے لگ جائے اور پھر تم روتی پھرو۔ قربان جائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیسی کیسی فائدہ کی باتیں ہم کو بتلائیں۔

حدیث ۳۳: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ ان عورتوں پر جو صورت بناتی ہیں مردوں کی اور لعنت کرے اللہ ان مردوں پر جو صورت بناتے ہیں عورتوں کی۔ یعنی عورتوں کو مردوں کی وضع قطع بنانے سے منع کیا گیا ہے اس لئے ہم کو اپنے لباس وغیرہ میں اس کا ضرور خیال کرنا چاہیئے۔ (مظاہر حق جلد ۱ صا۱۱)

کچھ حدیثیں مردوں کے متعلق بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں

(۳۳) قَالَ مُعَاوِيَةُ الْقُشَيْرِيُّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِى الْبَيْتِ۔ (رواہ احمد وابو داؤد)

ایک صحابیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہؐ بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا جب تو کھائے اس کو بھی کھلا جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہنا۔ اس کے منہ پر مت مار اس کو گالیاں نہ دے اور نہ اس کو چھوڑ مگر گھر میں۔

یعنی یہ نہیں کہ ذرا ناراضگی پر اس کو باپ کے یہاں پہنچا دے۔

(۳۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلِّمُوْا نِسَاءَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ (اربعین الفقیر) سکھاؤ تم اپنی عورتوں کو سورۂ نور (پارہ ۱۸)

کیونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات اور عصمت و پاک دامنی کی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

(۳۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهوا نساكم عن لُبْسِ الزِّيْنَةِ وَلَتَبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ (رواہ الترمذی)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرو اپنی عورتوں کو زینت کا لباس پہن کر مسجد میں اترا کر چلنے سے۔

افسوس کہ وہاں تو حکم ہے روکنے کا۔ یہاں ان کو بنا سجا کر جامع مسجد کی سیر کو لے جائیں اور خدا جانے کہاں کہاں لے جائیں بہت بڑے افسوس کی بات ہے۔

(۳۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِهِمْ (رواہ الترمذی قال حسن صحیح)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھا ہو اپنی بیوی کے ساتھ۔

یعنی جس کا برتاؤ اس کی بیوی کے ساتھ اچھا نہیں وہ مرد بھی اچھا نہیں اور جس مرد کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ جتنا اچھا ہے وہ بھی اللہ کے نزدیک اتنا ہی اچھا ہے۔ اس لئے مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ با اخلاق نرم اور ہنس مکھ رہنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ گھر میں آئیں اور منہ چڑھا رہے۔

(۳۷) كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَلٰى بِنِسَائِهِ اَلْيَنَ النَّاسِ وَاَكْرَمَ النَّاسِ ضَحَّاكًا بَسَّامًا۔ (شرانی و نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے محل سرائے میں اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ کا ان کے ساتھ یہ برتاؤ ہوتا۔

سے پوچھئے۔اس کے نزدیک دونوں جہاں میں بھی مجھ سے زیادہ کوئی عورت حسین نہیں ؎ جو پی کو بھائے وہی سہاگن کہلائے۔

سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہیں کہ معشوق میں درحقیقت کوئی بھی خوبی نہیں لیکن اس کے عاشق کے دِل سے پوچھئے کہ سارا جہان اس کی نظروں میں ہیچ ہے۔سب کی خوبیوں سے اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔اور معشوق کی برائیاں بھی اس کی نظروں میں محبوب ومرغوب ہوتی ہیں وہ گالیاں دیتا ہے اس کو لذّت آتی ہے۔خُوب سمجھ لو حضُور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سے یہی منشا ہے کہ مسلمانوں کے ازدواجی تعلقات بالکل عاشق کی حیثیت اختیار کرجائیں۔تاکہ دُنیا بھر کی حسین عورتیں اس کی بیوی کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ رکھیں۔اور میاں بیوی کی زندگی حقیقی عیش وعشرت کی زندگی بن جائے۔

نامحرم کو دیکھنا

۱۷۔عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ (رواہ البیھقی)

فرمایا حضُور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ لعنت کرے اس شخص پر جو اپنی عورت کے علاوہ کسی اجنبی عورت کو قصداً دیکھے اسی طرح لعنت کرے اللہ اس پر جو اپنے آپ کو بلا ضرورت کسی نامحرم کو دکھلائے۔

کیونکہ اس نظربازی میں اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مرد کو کوئی غیر عورت پسند نہ آجائے۔اسی طرح عورت کو کوئی اجنبی مرد پسند نہ آجائے اور یہ ذریعہ ہوجائے۔زوجین میں تفریق اور دِل سے اُتر جانے کا ہمارے نوجوانوں کو اور بالخصوص عورتوں کو چاہیئے کہ وہ غیر مردوں کو نہ جھانکیں ورنہ مستحق لعنت ہونگے،عورتیں اس معاملہ میں بالکل احتیاط نہیں کرتیں شادی بیاہ کے موقعوں پر اکثر کوٹھوں پر چڑھ کر بارات والوں کو جھانکا

کرنی چاہیئے۔ اب وہ بیچاری اگر کچھ نہیں کر سکتی تو آخرت میں احکم الحاکمین کی عدالت میں ایک ایک چیز کا جواب دینا ہو گا۔

(۴۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی فِی اللُّقْمَۃِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ اِمْرَأَتِہٖ۔ (اربعین للفقیر)

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن جب اپنے ہاتھ سے لقمہ بھی یعنی نوالہ بنا کر اپنی بیوی کے منہ میں دیتا ہے۔ اس پر بھی اس کو ثواب ہوتا ہے۔

کیونکہ اس سے بیوی کا دِل خوش ہو گا کہ میرے خاوند کو مجھ سے مُحبّت ہے اور خوب سمجھ لو کہ بیوی کی دلداری کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔

میاں بیوی میں زندگی گذارنے کا طریقہ

۱۔ یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایک ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دِل مِلا ہوا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اگر خدانخواستہ دونوں کے دِلوں میں فرق آگیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دِل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کی آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو۔ مثلاً اگر وہ حکم دے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہا کرو تو دُنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دُنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔

۲۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ مثلاً اگر وہ دِن کو رات بتلائے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔

۳۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی

ہیں جس سے مرد کے دِل میں میل اور فرق آجاتا ہے، کہیں بے موقع زبان چلا دی۔ کوئی بات طعنہ وتشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ مرد کو خواہ مخواہ سُن کر بُرا لگے۔ پھر جب اس کا دِل پھر جاتا ہے (ہٹ جاتا ہے) اور اس میں فرق پڑ جاتا ہے، تو روتی پھرتی ہے اور یہ خوب سمجھ لو کہ خاوند کے دِل پر میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سُن کر اُس کو منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دِل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہے گی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دِن ایسا کہا تھا۔ اس لئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ کر رہنا چاہیئے کہ خدا اور رسول کی بھی خوشی ہو۔ اور تمہاری دُنیا و آخرت دونوں درست ہو جائیں سمجھدار عورتوں کو کچھ بتانے کی تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خود ہی ہر بات کے اچھے اور بُرے کو دیکھ لیتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم چند ضروری باتیں بیان کرتے ہیں جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔

(۴) شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو۔

(۵) جو کچھ تم کو میسر آجائے تو اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر ہی گزارہ کرو۔

(۶) اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو اور اس کے نہ ملنے پر حسرت اور افسوس نہ کرو اور بالکل اس کو اپنے منہ سے نہ نکالو، خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو تمہارا غریب شوہر اپنے دِل میں کہے گا کہ اسکو ہماری

پریشانی کا کچھ بھی خیال نہیں کہ بے موقع فرمائش کرتی ہے۔ بلکہ اگر میاں امیر ہو تو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو۔ البتہ اگر وہ خود تم سے پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاؤں تو خیر تبلادو۔ کیونکہ فرمائش کرنے سے بیوی خاوند کی نظروں سے گر جاتی ہے اور اس کی بات ہیٹی ہو جاتی ہے۔

(۷) کسی بات پر ضد اور ہٹ مت کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی وقت مناسب طریقہ سے طے کر لینا۔

(۸) اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گذرے تو کسی کے سامنے اس کو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس قسم کے طریقہ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جائے گا۔

(۹) اگر تمہارے لئے کوئی چیز لادے اور تم کو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بُری ہے ہمارے پسند نہیں ہے اس سے اس کا دِل تھوڑا ہو جائیگا۔ اور پھر تمہارے واسطے کبھی بھی کوئی چیز لانے کو اس کا دِل نہ چاہے گا۔ اور اگر اُس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لوگی تو اُس کا دِل اور بڑھے گا۔ اور پھر اس سے زیادہ بہتر لاوے گا۔ کبھی بھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو۔ اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس کمبخت اجڑے کے یہاں آکر میں نے کیا دیکھا بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ ماں باپ نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا۔ کیونکہ ایسی باتوں سے مرد کے دِل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائینگی

تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اوروں پر بہت لعنت کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ تم خیال کرو کہ خاوند کی ناشکری کتنی بُری چیز ہے۔ کسی پر لعنت کرنا یہ ہے کہ تم یہ کہو کہ فلانی پر خدا کی مار ہو۔ اس پر خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے منہ پر تیرے لعنت برس رہی ہے یہ سب باتیں بُری ہیں۔

(۱۰) شوہر کو کسی بات پر غصّہ آگیا تو ایسی بات مت کہو جس سے اس کا غصّہ اور زیادہ ہو جائے ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو کسی بات پر تم ناراض ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو۔ بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منا لو چاہے تمہارا قصور ہو یا نہ ہو اور شوہر ہی کا ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو۔ اور ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور عزّت سمجھو۔

(۱۱) خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ملاپ فقط خالی خولی محبّت سے نہیں ہوتا بلکہ محبّت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضروری ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

(۱۲) میاں سے ہرگز کبھی اپنی کوئی خدمت نہ لو۔ اگر وہ محبّت میں آکر کبھی تمہارے ہاتھ پاؤں یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تمکو گوارہ ہو گا۔ پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے اُٹھنے بیٹھنے میں بات چیت کرنے میں غرضیکہ ہر بات میں ادب اور تمیز کا پاس اور خیال رکھو۔ اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بیوقوفی اور

نادانی ہے۔ایسی باتوں سے خاوند کا دِل پھٹ جاتا ہے۔

(۱۳) تمہارا خاوند جب کبھی پردیس سے آئے تو اس کا مزاج پوچھو خیریت دریافت کرو کہ وہاں آپ کیسے رہے۔آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ آپ تھک گئے ہونگے۔اور پھر سب سے پہلے ان کو کھانے کو پوچھو کہ اگر آپ کو بھوک ہو تو کھانا لاؤں۔اگر وہ کہہ دے کہ لے آؤ تو سب سے پہلے پانی کا لوٹا لا کر اس کے ہاتھ دھلاؤ اور جو کچھ ہو سکے ان کے سامنے رکھ دو۔اور گلاس پانی کا بھر کر بھی رکھ دو جب وہ کھا پی کر لیٹ جائیں تو اُن کے ہاتھ پاؤں پکڑ لو اور ان سے یہ کہو کہ لائیے آپ کا بدن دبا دُوں۔آپ سفر کی وجہ سے تھک گئے ہُونگے۔ورنہ اگر گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھلنے کھڑی ہو جاؤ۔غرض کہ اُسکی راحت و آرام کی باتیں کرو اس سے روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے لئے کیا کیا چیز لائے کتنا روپیہ لائے۔یہ بھی نہ کرو کہ اس کی جیب ٹٹولنے لگو۔اور اس کے بٹوے کی تلاشی لینے لگو۔روپیہ کا بٹوا کہاں ہے۔دیکھیں کتنا روپیہ ہے جب وہ خود دیوے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے۔اتنے مہینوں میں بس اتنا ہی لائے۔تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔آخر اتنا روپیہ کاہے میں اٹھایا۔کیا کر ڈالا۔کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کوئی حرج نہیں۔

(۱۴) اگر خاوند کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دیوے اور تمھارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کوئی بُرا نہ مناؤ۔بلکہ اگر تم کو دیوے تب بھی عقل کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو۔اور یہ کہو کہ انہی کو دیجئے تاکہ ساس

سُسر کا تمہاری طرف سے دِل میلا نہ ہو۔ اور تم کو بُرا نہ کہیں کہ ہمارے لڑکے کو اپنے ہی پھندا میں کر لیا۔ اور جب تک ساس سُسر زندہ رہیں ان کی خدمت اور تابعداری کو اپنا فرض جانو۔ اور اسی میں اپنی عزّت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو۔ کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پرورش کیا اور اب بڑھاپے میں اس امید پر اس کی شادی بیاہ کی کہ ہم کو کچھ آرام ملے۔ اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی سے ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ جب خاوند کے والدیّن کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ اس لئے تم کنبے کے ساتھ مِل جُل کر رہو۔

(۱۵) اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دُوسروں کے ذمّہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز بے جگہ پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھائے۔

(۱۶) جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اسکے کرنے سے شرم اور عار نہ کرو تم خود بے کہے ان سے لے لو اور کر دو۔ اس سے سُسرال والوں کے دِلوں میں تمہاری محبّت پیدا ہو جائے گی۔

(۱۷) جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی کھوج مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں۔ اور خواہ مخواہ یہ بھی خیال نہ کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہُونگی۔

(۱۸) یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سُسرال میں بے دِلی سے مت رہو۔ اگرچہ

نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے۔ لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ جاؤ۔ اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ آئے دیر نہیں ہوئی اور جانے کا تقاضا شروع کر دیا۔

(۱۹) بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بُری لگے، نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی بُرا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔

(۲۰) اگر سُسرال میں کوئی بات ناگوار اور بُری لگے تو میکے آکر چغلی نہ کھاؤ سُسرال کی ذرا ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کا خود سُسرال کی باتیں کھود کھود کر پوچھنا بڑی بُری بات ہے اس سے آپس میں لڑائی جھگڑے پڑتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

(۲۱) شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو، رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہنے دو۔ بستر میلا کچیلا نہ ہونا چاہیئے، شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دو، نہ ہو تو سی ڈالو، جب خاوند کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی۔ لُطف تو اسمیں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں اُنکو حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو یوں ہی بے پرواہی سے اِدھر اُدھر نہ ڈالو۔ بلکہ قرینے سے کسی صندوق وغیرہ میں رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلے بہانے نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے پھر سچی بات کا یقین نہیں آتا۔

(۲۲) اگر خاوند تم کو غصہ میں کبھی کچھ بُرا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو بلکہ خاموش ہو جاؤ۔ چاہے وہ کچھ ہی کہتا رہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اتر جانے کے بعد دیکھنا کہ وہ خود شرمندہ ہوگا۔ اور تم سے کتنا خوش رہے گا۔ اور پھر انشاء اللہ

تعالےٰ تم پر غصہ نہ کرے گا۔ اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔

(۲۳) ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے، کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اس کو کتنا بُرا لگے گا۔ اگر سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے یا اور کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دِل میلا کرنا ہو تو کر لو۔ اِن باتوں سے کہیں عادت جایا کرتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے رہو۔ تنہائی میں چُپکے چُپکے سے سمجھاؤ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی پھرو اور اس کو بدنام اور رسوا نہ کرو تیز ہو کر اس کو مت دباؤ کہ اس طریقے سے ضد زیادہ بڑھ جاتی ہے اور غصہ میں آ کر وہ کام زیادہ کرنے لگتا ہے۔ اگر تم غصّہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کر کے رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھرو گی اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے ان پر غصہ گرمی کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہو گا۔ لکھنو میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن تھے۔ دِن رات باہر ہی بازاری عورتوں کے پاس رہا کرتے

تھے۔ گھر میں بالکل نہیں آتے تھے۔ اور طرّہ یہ کہ بازاری عورتیں خوب فرمائش کیا کرتی تھیں کہ آج پلاؤ پکے آج فلاں چیز پکے۔ اور وہ بیچاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجتے روزمرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی۔ اور کبھی سانس نہیں لیتی دیکھو ساری خلقت اس بی بی کی کیسی واہ واہ کرتی ہے۔ اور خدا کے یہاں جو اس کو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑی اس دن سے بس بی بی کے غلام ہی بن جائیں گے۔

اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیئے کہ یہ بات بہت ہی خیال رکھنے کی ہے کہ بچپن میں جو عادت بھلی ہو یا بُری پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی، اس لئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلاویں دُودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچّوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بُری عادت ہے۔ اس سے بچّہ کا دِل کمزور ہو جاتا ہے۔

(۳) اس کے دُودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھّو تاکہ وہ تندرست رہے۔

(۴) اس کو صاف ستھرا رکھّو اور گرمی میں اس کو روزانہ نہلا[illegible]ؤ اور سردی میں گرم پانی سے دوپہر کے وقت روزانہ نہلایا کرو کہ اس سے تندرستی قائم رہتی ہے۔

(۵) اس کا بہت بناؤ سنگار مت کرو۔

(۶) اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

(۷) رات کے وقت روزانہ اُس کی آنکھوں میں سُرمہ لگایا کرو۔

(۸) اگر لڑکی ہے تو اُس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے دُوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دِل میں ہونا اچھا نہیں۔

(۹) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیز ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی ہی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے ان کی ہو اس کا دلوانا کسی کو دُرست نہیں۔

(۱۰) زیادہ کھانے والوں کی بُرائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اسکو حبشی سمجھتے ہیں اسکو بیل جانتے ہیں

(۱۱) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اسکے دِل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اسکو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم تو ماشاءاللہ مرد ہو ہمیشہ اُس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

(۱۲) اگر لڑکی ہو تب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت عمدہ لباس اور تکلف کے کپڑوں کی عادت مت ڈالو۔

(۱۳) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

(۱۴) چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو۔ ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جاوے گی۔

(۱۵) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے اور اُن کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

(۱۶) ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو۔ غصہ، لڑنا، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا خواہ مخواہ اس کو بنانا۔ بیفائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا، یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بُری بھلی بات کا نہ سوچنا، اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہہ کرو۔

(۱۷) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے، مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں لاڈ پیار ہمیشہ کے لئے بچہ کو خراب کر دیتا ہے۔

(۱۸) بہت سویرے مت سونے دو۔

(۱۹) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

(۲۰) جب سات برس کی عُمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲۱) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اوّل قرآن شریف پڑھواؤ۔

(۲۲) جہانتک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔

(۲۳) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔

(۲۴) کبھی کبھی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں اور قصے سنایا کرو۔

(۲۵) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا بیہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

(۲۶) ایسی کتابیں پڑھواؤ جسمیں دین کی باتیں اور دُنیا کی ضروری کارروائی آجائے

(۲۷) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اس کی طبیعت کُند نہ ہو جائے۔ لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۸) آتش بازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔

(۲۹) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔

(۳۰) اولاد کو ضرور کوئی ہنر سکھلاؤ جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔

(۳۱) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب و کتاب لکھ سکے۔

(۳۲) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سُست نہ ہو جائیں۔ ان سے کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھا دیں صبح سویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں ادھڑا پھٹا خود سی لیا کرو۔ کپڑے خواہ میلے ہوں یا اُجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے اور چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں۔ اور گن کر پڑتال کر لے لیں۔

(۳۳) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اُٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

(۳۴) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پرونے، کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔

(۳۵) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو۔ تاکہ اس کا دل بڑھے۔ جب اس کی بُری بات دیکھو اول تنہائی

میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے۔ دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہو گی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر مت کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے۔ اور اگر پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۳۶) ماں کو چاہیئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔

(۳۷) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو یا کھانا۔ یا کوئی اور شغل ہو جو چھپا کر کرے گا۔ سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے، سو اگر وہ برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

(۳۸) کوئی کام محنت اور ورزش کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پائے۔ مثلاً لڑکوں کو ڈنڈ، مگدر کرنا، ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کے لیئے چکی یا چرخہ[1] چلانا ضروری ہے۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں گے۔

(۳۹) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے، نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

(۴۰) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے، چال سے، برتاؤ سے، شیخی نہ بگھارنے پائے یہاں تک کہ اپنے ہم عمروں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب و قلم دوات تختی تک کی تعریف نہ کرے۔

(۴۱) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسے دے دیا کرو تا کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کر لیا کرے، مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

(۴۲) اس کو کھانا کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔

---

[1] اس زمانہ میں چکی یا چرخہ کا رواج نہیں ہے۔ اس لئے کوئی اور محنت کا کام کرانا چاہیئے۔

تھوڑا سا ہم لکھ دیتے ہیں

کھانا کھانے کا طریقہ

داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ پڑھو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور کر مَت دیکھو۔ کھانے والوں کی طرف مَت دیکھو۔ بہت جلدی جلدی مَت کھاؤ۔ خوب چبا کر کھاؤ جبتک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منہ میں مَت رکھو۔ سالن میں تیزی کے ساتھ لقمہ نہ لگاؤ۔ تاکہ شوربہ وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پائے۔ اور اُنگلیاں ضرورت سے زیادہ سننے نہ پائیں۔ لقمہ چباتے وقت چپڑ چپڑ مَت کرو۔ کھانا کھاتے وقت ننگا سَر مَت رکھو۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولو۔ پانی سیدھے ہاتھ سے اور تین سانس میں پیو۔ کھانے پینے کے بعد اللہ کا شکر کرو۔

محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے مِلو ادب سے مِلو۔ نرمی سے بولو۔ محفل میں تُھوکو نہیں۔ وہاں ناک صاف مَت کرو۔ ایسی ضرورت ہو تو۔ وہاں سے الگ چلی جاؤ۔ وہاں اگر جمائی یا چھینک آ جائے تو منہ پر ہاتھ رکھ لو۔ آواز پست کرو، کسی کی طرف پشت مَت کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دیکر مَت بیٹھو۔ اُنگلیوں کو مت چٹخاؤ۔ بلاضرورت بار بار کسی کی طرف مَت دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت مت بولو۔ بات بات میں قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مَت شروع کرو۔ جب دوسرا شخص بات شروع کرے خوب توجہ سے سُنو۔ تاکہ اسکا دِل نہ بجھے۔ البتہ اگر گناہ کی بات ہو مت سُنو۔ یا تو منع کر دو یا وہاں سے اُٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پُوری نہ کر لے۔ درمیان میں مَت بولو جب

کوئی آئے اور محفل میں جگہ نہ ہو۔ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ۔ مِل جُل کر بیٹھ جاؤ تاکہ جگہ ہو جائے۔ جب کِسی سے مِلو یا رُخصت ہونے لگو السلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السلام کہو اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

سُسرال والوں کے ساتھ آدابِ معاشرت

خوشدامن کا اُدب ہر حال میں مثل اپنی والدہ مشفقہ کے کرو۔ ہر وقت انکی رضامندی کو مقدم سمجھو، خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت۔ لیکن ان کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ چلو۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ مت نکالو جس سے ان کو کلفت ہو۔ جب انہیں خطاب کرو یا کوئی بات کرو تو ایسے الفاظ استعمال کرو جو بزرگوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ خوشدامن تمکو اگر کسی امر میں تنبیہہ کریں تو خاموشی سے سُن لو۔ اگر بفرضِ محال وہ ناگوار اور تلخ بات بھی کہیں تو خاموش رہو۔ پلٹ کر جواب نہ دو۔ ان کی خدمت مثل اپنی والدہ کے کرو۔ اگر کسی کام کو دوسرے سے کہیں تو تم اس کو اپنی طرف سے انجام دو۔ خُسر کی تعظیم اور احترام مثل اپنے والد مہربان کے کرو جس طرح ہم نے خوشدامن کے ساتھ کلام کرنے میں ادب کا بیان کیا ہے اسی طرح یہاں بھی لحاظ رکھو۔ مثلاً کوئی دریافت کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ جواب میں کہو کہ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور اگر کوئی دریافت کرے کہ فلاں معاملہ میں انہوں نے کیا کہا ہے تو تم جواب میں کہو کہ اس طرح فرمایا ہے حتّی الامکان ان کے آرام پہنچانے اور ان کی خدمت کرنے میں کوشش کرتی رہو کسی تقریب وغیرہ میں جانا ہو تو اپنے شوہر یا خُسر یا ساس سے اجازت لیکر جاؤ وہ اجازت دیں تو جاؤ ورنہ مت جاؤ۔ نند، دیورانی، جٹھانی کے ساتھ مثل اپنی بہنوں کے برتاؤ کرو۔ چھوٹی ہوں تو چھوٹی بہنوں کی طرح برتاؤ کرو جیسا برتاؤ اُنکے

ساتھ کروگی ویسا ہی برتاؤ وہ تمہارے ساتھ کرینگی۔ آپس میں ایک دوسرے کی برائی نہ کرو۔ کسی میں کوئی عیب یا برائی دیکھو تو دوسرے سے اسکا ذکر نہ کرو۔ کسی کی برائی اسکی پیٹھ پیچھے کرنا غیبت ہے اور غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ غیبت ہی سے آپس میں رنجش و لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں بعض عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ ہم کوئی غلط تھوڑی کہہ رہی ہیں اس میں وہ بُرائی موجود ہے۔ یاد رکھو کہ غیبت اسی کا نام ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کا ذکر کیا جائے۔ اور اگر اس میں وہ بُرائی نہیں ہے اور پھر کی جائے تو وہ بہتان ہو جائیگا۔ اور غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔ جب بچے تمہارے خُسر کی یا اُنکے قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہوں ان کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس بات کا خیال رکھو کہ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم ان کے حسب مراتب ہونی چاہیئے۔ گھر میں اگر خادمہ ہو تو اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لو۔ اگر کوئی کام اس پر بھاری ہو تو خود بھی اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ اس سے سخت کلامی سے پیش نہ آنا چاہیئے۔ اگر وہ بیمار ہو یا اس کو کوئی تکلیف ہو تو اس کی خدمت کرو جیسا تم اپنی والدہ محترمہ کا برتاؤ خادمہ کے ساتھ دیکھتی رہتی ہو کہ اگر کبھی خادمہ کے سر میں درد ہوا یا بیمار ہوئی تو خود اس کا کام کر لیا۔ کوئی اچھی چیز یا نئی ترکاری گھر میں آئی تھوڑی بہت اس کو بھی دے دی۔ اس سے اسکے دل میں تمہاری ہمدردی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی بھی خوشنودی تم کو حاصل ہو گی۔ لیکن اتنا زیادہ سر پر بھی نہ چڑھاؤ کہ وہ گستاخ اور لاپرواہ ہو جائے کیونکہ یہ بات خادمہ کے لئے بھی مضر ہے کہ آئندہ وہ دُوسری جگہ ملازمت نہ کر سکے گی۔ جہاں جائے گی وہاں کام کو اچھی طرح انجام نہ دے سکے گی۔ اس لئے اس کو کوئی ملازم بھی نہ رکھے گا۔

انتظام خانہ داری

انتظام خانہ داری اگر عمدہ طریقہ سے ہے تو قلتِ معاش کے باوجود بھی گھر پُر رونق معلوم ہوتا ہے۔ اور گھر پر ناداری و غربت معلوم نہیں ہوتی اگر عمدہ انتظام نہ ہو تو دولت مندی کے باوجود بھی گھر میں نحوست اور ناداری برستی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھ سے بعض دولت مند گھروں کو دیکھا ہے کہ انتظام خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات اس میں اخراجات کا اندازہ اور ان کے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آمدنی سے زیادہ خرچ نہ ہو نہ اس قدر کم کہ کنجوسی تک کی نوبت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں زیادہ خرچ کرنے والوں کی اور کنجوسی کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے، نہ مال سے اتنی محبت ہو کہ ایک ایک پیسہ کو تھوک لگا کر رکھے اور اپنی ضرورت پر بھی خرچ نہ کرے نہ اتنی فراخ دلی کرے کہ پیسہ کی جگہ دو پیسے خرچ کردے، غرض جتنی ضرورت ہو اتنا خرچ کرے، جتنی چادر ہو اتنے پیر پھیلاتے اپنے سے بڑوں کی حرص نہ کرو۔ اگر روزانہ کا حساب لکھ لیا کرو تو بہت اچھا ہے کہ جملہ مصارف درج ہوتے رہیں جس وقت چاہو دیکھ لو۔ اور کبھی کبھی شوہر کو دکھا دو۔ تاکہ اُن کو مزید اطمینان رہے۔ اگر کسی کو قرض دو تو اُس کو بھی تحریر کر لو اور جب لو اُس وقت بھی درج کر لو تاکہ بھول نہ پڑے۔ دُھوبی کو کپڑے دو تو علیحدہ علیحدہ ہر کپڑے کی تعداد نوٹ کر لو۔ تاکہ

لیتے وقت وہ سب کپڑے سنبھا لینے میں سہولت ہو۔ اگر کوئی کپڑا کم ہو تو فوراً معلوم ہو جائے کہ فلاں کپڑا نہیں آیا اس کو بتا کر اس سے کپڑا منگا لو۔ اس طرح اگر تمام گھر کی چیزوں کی ایک فہرست بنا لو تو اس میں بہت فائدہ ہوتا ہے کہ کیا کیا چیز ہے اور کتنی کتنی ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی چیز کم ہو تو فوراً پتہ ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز کم ہے کہاں گئی یا فلاں جگہ ہے واپس نہیں آئی اس طرح گھر کی چیزیں کم گم ہوتی ہیں۔ ہر چیز کو اس کے ٹھکانے پر رکھو جو برتن یا چیزیں ہر وقت کی ضرورت کی ہوں وہی باہر رکھو باقی چیزوں کو اندر رکھو۔ بوقت ضرورت نکالیں۔ ضرورت پوری ہونے کے بعد اسی جگہ رکھ دیں۔ کوئی اِدھر اُدھر نہ پڑی رہے۔ اس طرح اکثر چیزیں گم ہو جاتی ہیں۔ کپڑوں کو ٹرنک یا بکس وغیرہ میں رکھو اِدھر اُدھر نہ پڑے رہیں۔ اونی ریشمی کپڑوں کی خبر گیری رکھو۔ خاص کر برسات سے پہلے اور برسات میں بھی جس روز بارش نہ ہو اور دُھوپ خوب نکلی ہوئی ہو۔ اس روز کپڑوں کو دُھوپ لگا کر ٹرنک یا بکس میں بند کر دو، نیم کے پتّے یا فرنیل کی گولیاں ان میں رکھو تاکہ کیڑا نہ لگے۔

ہم نے یہ چند نصیحتیں یہاں تحریر کر دی ہیں۔ اگر آپ ان ہدایات پر عمل کریں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں کامیابی نصیب ہو گی۔ دُنیا میں بھی جنّت اور آخرت میں بھی جنّت نصیب ہو گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

وہ تمہاری پوشاک ہیں تم ان کی پوشاک ہو۔

مسلمان بیوی

(دوسرا حصہ)

از حضرت مولانا رحم الٰہی صاحب نقشبندی مجددی چشتی قادری

مکتبہ اشرفیہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

عرض
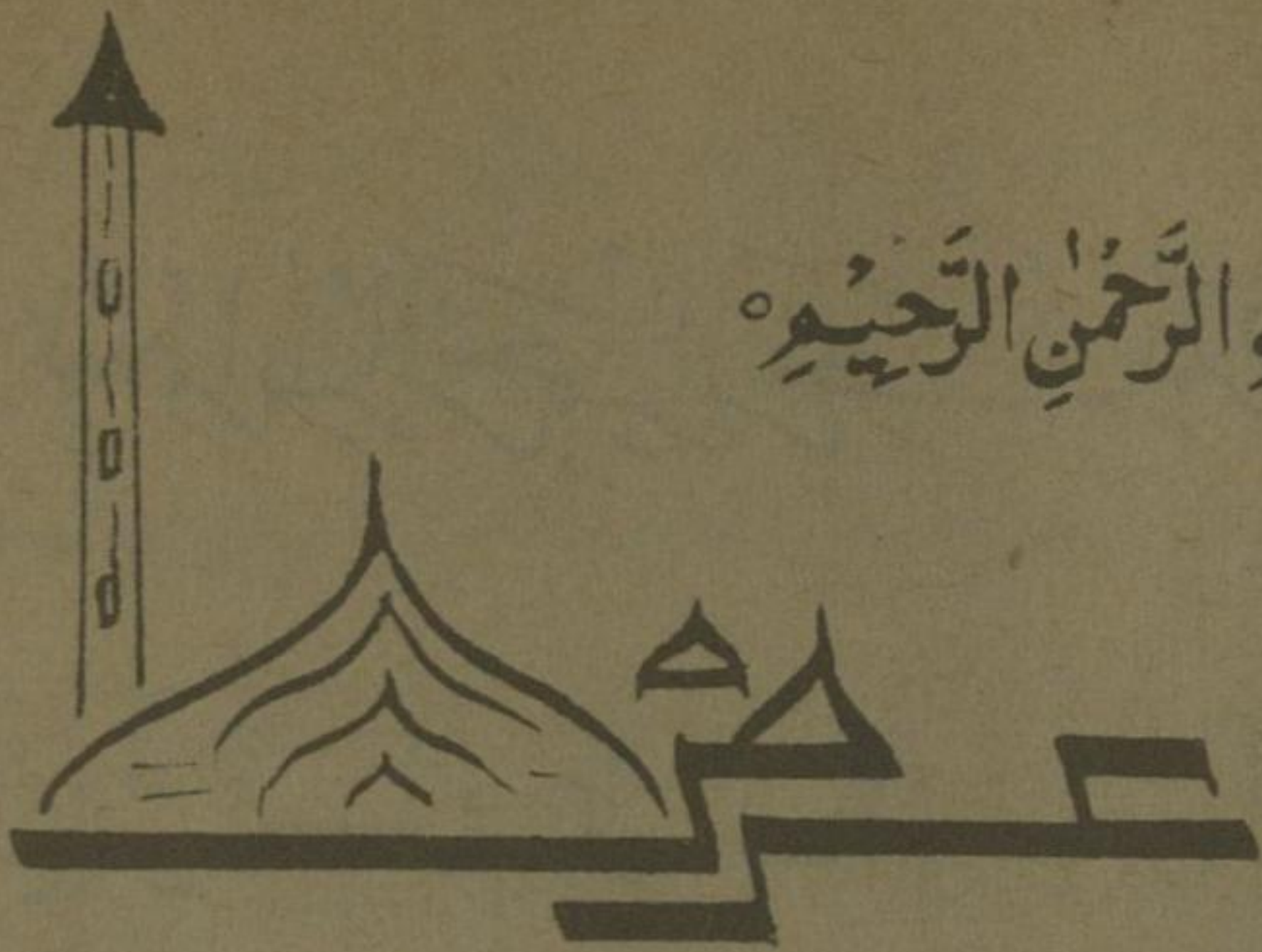
پروردگارِ عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسلمان بیوی کا دوسرا حصہ مجھ ناچیز کو لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس میں عورتوں اور بچیوں کو اپنے والدین کی فرماں برداری کرنے اور اپنی تعلیم و تربیت اور عادات اور اخلاق درست کرنے کی ترغیب اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق اور خصوصاً ساس، سسر، نندوں کے ساتھ برتاؤ کرنے اور آپس میں نباہ کرنے کے طریقے، گھر بار کی حفاظت اور بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کے طریقے، عیب و تکلیف کی باتوں کے نقصان، سلیقہ اور ہنرمندی کی باتوں کے فوائد تجربہ اور انتظام کی خوبیاں نہایت سہل الفاظ میں تحریر کئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر عورت اس کو پڑھ کر اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو اچھی طرح چین اور سکھ سے گزار سکے۔

(بندہ رحم الٰہی عفی عنہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میری عزیز بہنو! ماں باپ کے بڑے حقوق ہیں۔ پروردگار عالم کے بعد والدین کی فرمانبرداری کرنا فرض ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشی والدین کی خوشی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ دوسری حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نفل نماز (صدقہ) روزہ حج، عمرہ، جہاد فی سبیل اللہ غرض تمام چیزوں سے بڑھ کر والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور فرمایا جو آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے خوش ہوتے ہوں۔ اسکے لئے دو دروازے جنّت کی طرف کھل جاتے ہیں۔ اور اگر صرف ماں یا صرف باپ زندہ ہو اور وہ اس سے خوش رہے تو ایک دروازہ جنّت کی طرف کھل جاتا ہے۔ اور اگر اس میں صبح کرے کہ اُسکے والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر صرف ماں یا باپ ناراض ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور یہ حکم ہر حالت میں ہے خواہ ماں باپ اسکے ساتھ انصاف اور احسان کرتے ہوں یا ناانصافی اور ظلم کرتے ہوں پھر ارشاد فرمایا۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا

اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ نیکی کر اگر تیرے سامنے یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو انہیں (مجبور اور ضعیف سمجھ کر) کبھی اُف بھی نہ کہنا اور نہ کبھی انہیں

قَوْلًا كَرِيْمًا۔ جھڑکنا اور ان سے گفتگو ہمیشہ ادب اور نرمی سے کرنا۔

حدیث شریف میں بھی آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ جو مسلمان اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرے اور میری نافرمانی کرے اس کو میں شکر گزار اور بھلائی کرنے والا لکھوں گا۔ جو میری فرمانبرداری کرے اور ماں باپ کی نافرمانی کرے میں اس کو نافرمان لکھوں گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ماں کی دعا اولاد کے حق میں بہت تیزی سے قبول ہوتی ہے اور ایک جگہ ارشاد ہے کہ ماں کی خدمت کرو۔ کیونکہ اُسکے قدموں کے نیچے جنّت ہے۔ اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری کی تاکید ہے۔ کیوں ہے؟ اس لئے کہ انہوں نے تمہاری خاطر کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کیں تمہاری خاطر کتنی راتیں جاگ جاگ کر گذاریں۔ تم ذرا بیمار ہو گئیں۔ اور وہ بے چارے گھنٹوں تمہاری خدمت کرنے میں لگے رہے۔ تم ذرا سی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں اور وہ بیچارے تمہاری اس تکلیف کو دُور کرنے کے لئے خود ہزاروں تکلیفیں اٹھانے کو تیار ہو گئے۔ اُنہوں نے تمہارے آرام کی خاطر کبھی دِن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ اُنہوں نے تمہیں خوش و خرم رکھنے کے لئے خود کیسے کیسے رنج و غم برداشت کئے۔ تمہاری ذرا سی پریشانی انہیں کس قدر پریشان کر دیتی تھی۔ تمہاری ذرا سی تکلیف سے انہیں

کس قدر تکلیف پہنچتی تھی۔ تمہارے چہرے کی ہلکی سی افسردگی ان کی تمام مسرتوں کو غموں میں بدل کر رکھ دیتی تھی۔ تمہاری آنکھوں سے گرا ہوا ایک آنسو انکے دل پر نہ جانے کتنی چنگاریاں گرا دیتا تھا۔ اور اب بھی وہ تمہاری تعلیم و تربیت کے ہر وقت خواہشمند ہیں۔ اور ان کی دلی آرزو اور خواہش یہ ہی ہے کہ تم بڑی ہو کر شریف لڑکی کا ایک ایسا نمونہ پیش کرو جو اپنی نظیر آپ ہو۔ انہوں نے جہاں تمہیں اچھے سے اچھا کھلانا اور پہنانا چاہا وہاں تمہیں اخلاق آداب کی خوبیوں سے مالا مال کرنا بھی چاہتے ہیں۔ اور ان کی ہمیشہ سے خواہش ہے کہ تمہاری تعلیم و تربیت ایسی کریں کہ دوسری عورتیں تمہیں دیکھ کر سبق حاصل کریں اور تمہارے اخلاق اور اچھی عادات سے تمہاری چھوٹی بہنیں تم سے نصیحت حاصل کریں یہ ہی وجہ ہے کہ تمہارے مطالعہ کے لئے اس قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ جن سے شرافت، اخلاق، ہمدردی خانہ داری وغیرہ کے تمہیں سبق ملیں اور تم کو ہر اس کتاب کے مطالعہ سے روکتے ہیں جو جھوٹے قصے، افسانے اور اخلاق سوز مضامین سے پُر ہوتی ہیں۔ یا جو گمراہیوں کی ترغیب اور فحش واقعات سے لبریز ہوتی ہیں۔ یہ بھی اسی لئے وہ کرتے ہیں کہ تمھارے اخلاق پر بُرا اثر نہ پڑے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے جسے نہ صرف پرورش کرنے کے لئے بلکہ تعلیم و تربیت کے لئے بھی ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر ہم اولاد کی تعلیم و تربیت میں کمی کریں گے تو گویا اللہ تعالےٰ کے ایک بڑے فرض کو نظر انداز کریں گے۔ اور اس کی امانت میں خیانت کریں گے۔ اور قیامت کو پروردگار عالم کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور سوائے پشیمانی کے اور

کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ اسی کے مدنظر وہ اپنی آسائشوں اور اپنے آرام وراحتوں کو نظرانداز کر کے تمہاری آسائش اور تمہارے آرام وراحت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے تمہاری تعلیم وتربیت کے لئے شریف اور لائق استانیاں تجویز کی ہیں کہ ان کی صحبت سے تم فیضیاب ہو اور ایک باحیا با اخلاق لڑکی کہلاؤ اور دُنیا کے سامنے شرافت اور اخلاق کا نمونہ بن کر اپنے کو پیش کر سکو اور دونوں جہان کی عزّت وآبرُو حاصل کر سکو۔ میری عزیز بہنو! جن کی اس قسم کی آرزوئیں اور تمنائیں ہوں جو ہماری فلاح اور بہبودی کے ہر وقت خواہشمند ہوں جو ہمارے آرام کی خاطر خود تکلیفیں برداشت کرتے ہوں کیا ہم ان کا احسان نہ مانیں۔ ان کی فرمانبرداری نہ کریں کیا ان کی خدمت گذاری نہ کریں۔ جنہوں نے ہمارے بچپن کی گندگیوں کو برداشت کیا۔ جنہوں نے ہماری بیماری کی وجہ سے اپنی راتوں کی نیند کو حرام کیا۔ جنہوں نے ہمیں اچھا کھانا کھلانے کے لئے خود اچھا کھانے کی تمنّا نہ کی ہو۔ جنہوں نے اچھا پہنانے کے لئے خود اچھا پہننے کی خواہش نہ کی ہو۔ جنہوں نے ہماری خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے خود اپنے آپ کو بے شمار فکروں میں مبتلا کر رکھا ہو۔

اگر ہم اپنے مہربان اور محسن والدین کی نافرمانی کریں اور ان کی قدردانی اور خدمت گذاری نہ کریں تو ہم سے زیادہ کوئی احسان فراموش اور نالائق نہیں ہو سکتا اور سب سے بڑھ کر پروردگار عالم کی نافرمانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جگہ جگہ والدین کی فرمانبرداری اور شکرگزاری کی تاکید فرمائی ہے، ان میں سے چند آیات یہ ہیں

وَقَضٰی رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ كِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝

(پارہ ۱۵ رکوع ۲)

تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ اگر تیری موجودگی میں ایک یا دونوں بڑھاپے میں پہنچ جائیں تو انکے آگے ہوں تک نہ کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور اُن سے خوب ادب و احترام سے بات کرنا اور انکے سامنے شفقت سے انکساری کیساتھ جھکے رہنا اور (اُنکے لیئے) یہ دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما۔ جیسا کہ اُنھوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا۔

اس آیت میں پروردگار عالم انسان کو تاکید فرما رہے ہیں کہ سب سے بڑھکر آدمی پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے یعنی اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے پھر ماں باپ کا حق ہے جب ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ہر طرح کی پرورش اور تربیت دُنیا میں ماں باپ کرتے ہیں اسلیئے انکی فرمانبرداری اور شکر گذاری کی تاکید فرمائی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ۚ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید فرمائی کہ اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اسکو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر دیا در کھ میری طرف

وَلِوَالِدَيْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ۔ (پارہ ۲۱) لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت میں ماں کا حق باپ سے زیادہ فرمایا اسلئے کہ وہ کئی مہینے تک پیٹ میں لئے پھرتی ہے۔ اور بڑی تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔ اور پھر دو سال تک اپنی چھاتی سے دُودھ پلایا، اور کیسی کیسی سختیاں اور تکلیفیں جھیل کر بچہ کی تربیت فرمائی اور اپنے آرام پر اس کے آرام کو ترجیح دی۔ اسلئے ماں کا احسان اور اس کی شکرگزاری باپ سے زیادہ ہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا	ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ	کرنیکا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے
كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ	ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے
شَهْرًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ	اسے جنا اور اسکے حمل کا اور اسکے دودھ چھڑانے کا
اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ	زمانہ تیس مہینے میں پورا ہوتا ہے اے میرے پروردگار
اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ	مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں
عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا	جو تُونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام فرمائی ہے اور
تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ	یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو جائے
تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○	اور تو میری اولاد میں بھی یہ صلاحیت پیدا فرما اور میں
(پارہ ۲۶ رکوع ۲)	آپ کی جناب میں رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں

اِس آیت میں بھی اُوپر والی آیت کی طرح والدہ کا حق زیادہ فرمایا کہ کئی مہینے حمل میں رکھا اور اس بوجھ کو اٹھائے پھرتی رہی اور کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی رہی اور دو سال تک اپنی چھاتی سے لگا کر دُودھ پلاتی رہی اور ہر طرح

کی نگہداشت کرتی رہی۔ اپنی آسائش و راحت کو اس کی آسائش و راحت پر قربان کرتی رہی۔ اور باپ بھی بڑی حد تک اِن تکلیفوں میں شریک رہا اور سامان تربیت فراہم کرتا رہا۔ اس میں شک نہیں یہ سب کام فطرت کے تقاضہ سے ہوتے ہیں۔ مگر اسی فطرت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت و محبت کو محسوس کرے۔ اور ان کی محبت اور ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی شکر گزاری اور فرمانبرداری کرے اور کئی جگہ قرآن پاک میں اس کی تاکید ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے ہوئے پہلی سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین جب آپ خطبے سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو صحابہؓ نے دریافت فرمایا یا رسول اللہؐ آج ہم نے ایک نئی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات دیکھی صحابہؓ نے فرمایا آج آپؐ نے خلافِ معمول منبر پر چڑھتے ہوئے ہر سیڑھی پر آمین فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے۔ جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ دوسری سیڑھی پر جب قدم رکھا تو فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور درود نہ پڑھے، میں نے کہا آمین۔ جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے

کو پہنچے اور وہ اس کو جنّت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین اس حدیث میں جبرائیل علیہ السلام نے تین شخصوں کی ہلاکت کی بد دُعا مانگی اور اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی تو اب آپ سمجھ لیجئے کہ یہ بد دُعا کتنی سخت ہوگی۔ اوّل تو جبرائیل علیہ السلام کی ہی بد دُعا کیا کم تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جنت کے دروازوں میں سب سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابیؓ نے دریافت فرمایا والدین کا کیا حق ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ تیرے لئے جنّت ہیں یا جہنّم یعنی ان کی رضا تیرے لئے جنّت کا باعث ہے اور انکی ناراضگی تیرے لئے جہنّم کا ذریعہ ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر چاہیں معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا وبال مرنے سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی پہنچاتے ہیں۔

میری عزیز بہنو! تم کہتی ہوگی والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی پر سارا زور دیا جا رہا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ والدین کی اطاعت ہی تمام اخلاق وآداب کی جڑ ہے۔ ان کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری تمام لوگوں میں ہر دلعزیز بننے کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ کنجی تم نے حاصل کر لی تو انشاء اللہ ہر جگہ عزت وآبرو حاصل کرو گی۔ یہ ابتدائی منزل ہے۔ اس میں تعلیم و تربیت اخلاق تہذیب، انکساری، فرمانبرداری خدمت گزاری سیکھ لو گی تو دوسری جگہ جا کر بھی ہر ایک کی نظر میں ہر دلعزیز اور پیاری بن جاؤ گی۔ تم جانتی ہو دُنیا میں عزت آبرو کس کو حاصل ہوتی ہے، ہر ایک کے دِل میں کس کی محبّت ہوتی ہے۔ کس کی صُحبت کو شریف عورت

پسند کرتی ہے۔ ہر سمجھدار عورت کس کی صُحبت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہے کیا دُنیا میں اس کی عزّت و آبرو ہوتی ہے۔ جو بداخلاق، بدمزاج ہو؟ کیا شریف آدمی دروغ گو جنگ جو حاسد کو پسند کرتا ہے؟ کیا کوئی بے ہنر بدسلیقہ بدتہذیب کی صُحبت کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر سمجھدار آدمی با ادب خوش مزاج بااخلاق شیریں کلام باسلیقہ ہنرمند کی صُحبت کو اپنے لئے باعثِ شرف سمجھتا ہے۔

میری عزیز بہنو! تمہاری تعلیم و تربیّت اور اخلاق و تہذیب کی جو کوشش کی جاتی ہے اور تم کو بار بار اس کی ترغیب دی جاتی ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ تم دونوں جہان میں سُرخروئی حاصل کرو۔ اور کیا تمہیں اس بات کا احساس ہے کہ تم زندگی کی راہ میں کس منزل سے گزر رہی ہو اور کس کس منزل میں قدم رکھنے والی ہو۔ کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری دُنیا اب تک جو کچھ بھی تھی وہ آئندہ کیا ہونے والی ہے۔ آج تم جو بے فکری کی زندگی گزار رہی ہو آئندہ آنے والی منزل میں تمھیں ہر قدم پر غور و فکر سے کام لینا ہوگا۔ اب تک تم غیر ذمہ دارانہ طور پر کام کرتی رہی ہو آئندہ تمہیں ہر کام کے سلسلے میں اپنی ذمّہ داری کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اب تمہاری تمام آرزوئیں اور تمنائیں انجام کے فکر سے بے نیاز ہیں۔ آئندہ تمہیں ہر آرزو ہر خواہش کے اظہار سے پہلے اس کے نتیجہ پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ اب تم اپنی تجویزوں کو دوسروں سے منواتی ہو۔ لیکن آئندہ تمہیں دُوسروں کی تجویزوں کو ماننا پڑے گا غرضیکہ جب تمہاری دُنیا ہی بدل جائے گی تم جس طریقے سے اب سرگرم رہتی ہو یہ طریقے آئندہ بہت کچھ بدل جائینگے۔ اب تم جن جن اُصولوں

پر مستقل طور پر قائم ہوا ان میں سے بہت سے اصولوں کو ترک کرنا پڑے گا، اور بہتوں میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ اس وقت تمہاری زندگی کا ہر شعبہ ایک نئے انداز سے ظاہر ہوگا۔ تم لبعض وقت ذرا ذرا سی بات پر کسی قدر ضد اختیار کرتی ہو تمہاری والدہ تمھیں سمجھاتی ہیں۔ تم نہیں مانتیں۔ بھائی تمھیں صلاح دیتے ہیں تم تسلیم نہیں کرتیں ماں تمھاری خوشامد کرتی ہے تمھاری سمجھ میں نہیں آتا۔ والدین کچھ کہتے ہیں تو تم روتی اور پٹیتی ہو۔ کھانا نہیں کھاتیں یہاں تک کہ گھر والوں کو تمہاری ضد پوری کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ یہ بات تسلیم ہے کہ ایسا واقعہ کبھی کبھی شاذونادر ہی پیش آتا ہے مگر آئندہ تمھیں اپنی مرضی سے کہیں زیادہ دوسروں کی مرضی پر نگاہ رکھنی پڑے گی اور تمھیں اپنی خوشی سے زیادہ دُوسروں کی خوشی کا خیال رکھنا پڑے گا۔ تمہیں اپنی کسی تمنا کو ظاہر کرنے سے پہلے یہ سوچنا پڑے گا کہ تمہارے رفیقِ حیات اور ان کے عزیز و اقارب تمہاری اس تمنا کو اور اس کے طریقِ کار کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ زندگی کا کس قدر عظیم الشان انقلاب ہوگا۔ گویا تمھارے لئے زندگی گزارنے کا طریقہ ہی بدل جائیگا۔ تمہارے خیالات عجیب قسم کی انگڑائیاں لیں گے۔ تمھارے احساسات میں مختلف قسم کی تبدیلیاں ہُونگی۔ تمھارے اندر خود بخود ایسی تبدیلیاں ہُونگی کہ تم اس وقت کی زندگی کو بھُولا ہوا افسانہ سمجھو گی۔ تمہارا کردار ہی نہیں تمہاری رفتار اور گفتار سب میں انقلاب ہوگا تم سوچو گی میں کیا تھی اور کیا ہوگئی۔ تمہیں خود اپنے آپ پر تعجب ہوگا اس وقت جس قسم کی زندگی تمہیں گذارنی ہوگی اور تمھیں جن حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا اور تم جس قسم کے ماحول میں ہوگی اس وقت جو کچھ کرنا ہوگا اس کا

کوئی تجربہ نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے تم نے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، سہیلیوں، یا محلہ والیوں کی شادی شدہ زندگیوں پر غور کیا ہو اور ممکن ہے اُن کے اچھے بُرے حالات سے تم نے کچھ نتیجے نکالے ہوں اور وہ تمہارے ذہن میں بھی محفوظ ہوں۔ مگر پھر بھی دوسروں کے حالات اور اپنے حالات میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ دوسروں کی باتیں افسانوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اپنے واقعات حقیقت کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ اور اس وقت تمہاری پیاری بہنیں اور سہیلیاں جو ہر وقت سائے کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ ہر کام میں ساتھ۔ ہر کھیل میں ساتھ جن کے احساس اور کیفیتیں تمہارے احساس اور تمہاری کیفیتوں کا ساتھ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تمہارا چہرہ ذرا اُترا اُن کے چہروں کے رنگ بدل گئے تمہارے ہونٹوں پر ذرا مسکراہٹ آئی اُن کے لبوں پر قہقہے آگئے۔ تم ذرا برافروختہ ہوئیں ان کے دِل سہم کر رہ گئے۔ تم کبھی بیمار ہوگئیں ایسا معلوم ہوا گویا یہ سب بیمار ہوگئی ہیں۔ کِس قدر ساتھ دیتی ہیں۔ کبھی ساتھ ساتھ گڑیاں کھیلی جارہی ہیں۔ کبھی ساتھ ساتھ کھانے پک رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ جھولے جھولے جارہے ہیں۔ ساتھ ساتھ سینا پرونا ہو رہا ہے۔ کبھی دن مل جل کر کھیلتے کودتے گذر رہے ہیں۔ کبھی راتیں ساتھ ساتھ بیٹھ کر کہانیاں اور پہیلیاں سنتے سناتے بیت رہی ہیں۔ سونا ہے تو ساتھ۔ جاگنا ہے تو ساتھ۔ کہیں جانا ہے تو ساتھ اور جب چلی جاؤ گی تو ان بہنوں کے لئے تمام گھر سونا ہو جائے گا۔ کام کاج تو سب ہوتے ہی رہیں گے۔ مگر نگاہیں ہر وقت ڈھونڈھیں گی اور دِل کسی وقت تمہاری یاد سے غافل نہ ہونگے۔ وہ سہیلیاں جو ایک دن بھی تمہیں بغیر دیکھے نہیں

رہتیں اگر کسی وجہ سے کبھی دو روز نہ آسکیں یا تم نہ جا سکیں تو انہوں نے ملنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ نکالا۔ کبھی گڑیوں کا بیاہ ہو رہا ہے۔ کبھی دعوت ہو رہی ہے۔ کبھی کچھ لیا دیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ تم ان سے ملو اور وہ تم سے ملتی رہیں۔ جب وہ ہفتوں تمہیں نہ دیکھ سکیں گی اور تم ان کو نہ دیکھ سکو گی۔ تو پھر تمھاری یاد انہیں کس کس طرح بے چین کرے گی اور تمہاری جُدائی انہیں کس کس موقع پر محسوس ہوگی۔ شاید تم اس وقت کا صحیح اندازہ نہ کر سکو گی۔ شاید تم سمجھ رہی ہو گی کہ یہ معمولی سی تبدیلی ہوگی کہ ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا رہوں گی۔ مگر صرف اتنی ہی بات نہیں بلکہ تمھاری زندگی کا وہ بہت بڑا انقلاب ہو گا۔ اسی لئے تمھاری زندگی کی اس اہم ترین تبدیلی کے وقت سے پہلے تمہیں آگاہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ آنے والے دورِ حیات میں تمھارے کام آئیں اور جن کو مدِنظر رکھ کر تم اپنی زندگی کو ایسی الجھنوں سے محفوظ رکھ سکو جن میں اکثر ان لڑکیوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں جو شادی کے بعد آنیوالے وقت پر عاقبت اندیشی اور سمجھداری سے کام نہیں لیتیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ تم ماشاء اللہ کافی سمجھدار ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم جو قدم بھی اُٹھاتی ہو کافی سوچ سمجھ کر اٹھاتی ہو۔ مگر پھر بھی تمہیں چند ایسی باتیں بتا دینا ضروری ہیں جن سے تم اپنے حالات کے مطابق فائدہ اٹھا سکو۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو ذہن نشین کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ شادی درصل ہے کیا؟ حقیقت میں شادی کسی کی غلامی نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اشتراکِ عمل ہے۔

شادی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی یعنی مرد اور عورت باہم ایک نظام

عمل کے ماتحت زندگیاں گزارنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ جس میں دونوں کو ایک دوسرے سے انسیت، خلوص اور ہمدردی درکار ہوتی ہے۔ دونوں اس نظام عمل کو اپنی اپنی بساط اور توفیق کے مطابق حتی الامکان مسرت انگیز اور اطمینان بخش بناتے ہیں اس کو کامیاب بنانے کے لئے قدم قدم پر دونوں ایک دوسرے کی عملی معاونت اور ہمدردی کے آرزومند رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مرد کو عورت کا حاکم قرار دیا ہے مگر یہ حکومت صرف حکمرانی کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عورت کی سرپرستی اور نگہبانی ہے جو عورت کی زندگی میں زیادہ آسانیاں پیدا کر سکے اگر ایسا نہ ہوتا تو مردوں پر عورتوں کے بے شمار حقوق کا ذکر نہ کیا جاتا۔ (جس کو مختصر تم اس کتاب کے پہلے حصے میں پڑھ چکی ہو) ظاہر ہے کہ جس مرد پر عورتوں کی اس قدر خدمات کا بار ہو وہ کلی حکمران کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں بہترین شریک حیات قابلِ تعظیم قابلِ ممنون و مشکور ضرور ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کے بھی بہت فرائض ہیں جو انہیں مردوں کی رفاقت قائم رکھنے کے لئے انجام دینے پڑتے ہیں جب شادی ایک عملی اشتراک ہے۔ ایک باہمی معاہدہ ہے تو ظاہر ہے کہ شادی سے پہلے وہ اپنی زندگی کے متعلق جو لائحہ عمل پروردگار عالم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا دیا ہے۔ اس کے مطابق ایک پروگرام ایک نظام بنائیں تاکہ ان اصولوں کی پابندی کر کے زیادہ راحت اور اطمینان سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ اس نظام کے بنانے میں ایک لڑکی کے کیا فرائض ہیں۔ ان میں سے کچھ اس کے پہلے حصے میں پڑھ چکی ہو اور کچھ تم کو خود ہی محسوس ہوتے رہیں گے۔ مگر چند باتیں اس سلسلہ میں بتانا بھی ضروری ہیں۔ تاکہ تم جو طریقہ کار بھی اختیار کرو اس میں سمجھداری

سے زیادہ کام لے سکو۔ اور جن اصولوں پر بھی قائم رہو عقل و شعور سے کام لیتی رہو۔

جب تم اپنے نئے گھر میں جاؤ گی اس وقت تمہاری والدہ اور بہنیں اور قریبی رشتہ دار تمہاری جدائی کے افسوس میں تمہیں آنسوؤں اور آہوں کے ہجوم میں رخصت کر رہے ہوں گے۔ اس کے برعکس جب تم وہاں پہنچو گی تو اسی طرح وہاں مسکراہٹوں اور قہقہوں کے سائے میں خوش آمدید کہا جائیگا جس طرح تم یہاں سے غمگین فضا میں جاؤ گی اسی طرح وہاں انتہائی مسرت انگیز عالم میں پہنچو گی۔ یہاں الوداعی گیت سُنکر جُدا ہو گی اور وہاں عیش و مسرت کے نغموں سے تمہاری آمد کا اعلان کیا جائیگا۔

وہاں تمہیں دُنیا ہی اور ملے گی۔ تمام گھر مسرت اور محبت کے اثرات سے معمور ہو گا۔ در و دیوار سے خوشی کا رنگ جھلک رہا ہو گا۔ ہر ایک کا چہرہ مسرور ہو گا۔ ہر ایک کی باتیں ظرافت آمیز ہوں گی ہر ایک مسکراتا ہو گا اور تم اس گھر میں اس طرح پہنچو گی جیسے محفل میں شمع محفل لائی جاتی ہے۔ تم جاتے ہی سب کی توجہات کا مرکز بن جاؤ گی چھوٹے بڑے سب تمہیں دیکھنے کے مشتاق ہونگے تمہاری ہر ہر جنبش پر نہ جانے کتنی تنقیدیں کی جائیں گی۔ مگر یہ سب ہنگامہ دو ایک روز کا ہی ہو گا۔ اس ہنگامہ میں احتیاط سے کام لینا تمہارا فرض ہے صرف اس وجہ سے کہ ذراسی غلطی خواہ مخواہ کے لئے تمہارے متعلق چہ میگوئیوں کا باعث ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں تم کافی سمجھ دار ہو۔ تم نے اپنے خاندان کی بہت سی لڑکیوں کو دُلہن بنتے ہوئے دیکھا ہے تم خوب سمجھتی ہو کہ دُلہن کو شادی کے ابتدائی زمانہ میں کس طرح نہایت ہوشیاری اور سمجھداری سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لئے مجھے پُورا بھروسہ ہے کہ تم ان دِنوں کو نہایت حسن و خوبی سے گذار لوگی

اور کوئی بات ایسی نہ کروگی کہ شادی میں شریک ہونے والے مہمانوں کو تمھارے متعلق بیجا تنقید کرنے کا موقعہ ملے۔

سب سے پہلے جس اِنسان سے تمہارا واسطہ پڑے گا۔ وہ تمہارا سرتاج تمہارا شریکِ حیات اور تمھاری زندگی کا ساتھی ہوگا۔ اس ہستی کے ساتھ تمہیں اپنی زندگی کے دِن گذارنے ہوں گے۔

اسی ہستی سے تمہارا مستقبل وابستہ ہو گا۔ اس ہستی سے تمہیں اپنی تمام تر تمنائیں قائم کرنی ہوں گی۔ اگر یہ ہی ہستی چاہے گی تو تمہاری زندگی مسرتوں کی رنگین داستان بن جائے گی اور اگر نہ چاہے گی تو تمہاری زندگی تباہی اور بربادی کا افسوسناک سِلسلہ ہوکر رہ جائے گی۔ غرضیکہ تمھاری آئندہ زندگی کی بہتری یا بربادی سب اسی ایک ہستی کے سلوک پر منحصر ہوگی اس لئے تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہوگا کہ تم اپنے شریکِ حیات کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی کوشش کرنا اور جہاں تک ہو سکے اپنی تمام خواہشات کو اس کی آرزوؤں کے ماتحت نہیں تو مطابق ضرور کرنا۔ تاکہ تمہاری زندگی میں وہ ذہنی اور رُوحانی کشمکش نہ پیدا ہونے پائے جو میاں بیوی کے اختلاف عمل سے بعض گھرانوں میں نظر آتی ہے اور شادی کے چند روز کے بعد لڑکے اور لڑکی کے لئے بدترین عذاب ہوتی ہے۔

اس وقت اِن تمام باتوں سے گریز کر رہا ہوں جو شوہر کے فرائض میں داخل ہیں۔ وہ "مسلمان خاوند" میں لکھی جا چکی ہیں وہ اس میں دیکھ لی جائیں اس وقت جو کچھ کہنا ہے تم سے کہنا ہے جو کچھ بتانا ہے تمھیں بتانا ہے جو کچھ سمجھانا ہے تمھیں سمجھانا ہے۔ تمھارے شریکِ حیات کو نصیحت کرنا یا انہیں کوئی بات سمجھانا

دراصل اُن کے والدین کا فرض ہے جو یقیناً انہوں نے ادا کیا ہوگا ایک بات یہ بھی ہے کہ تمھارے شوہر کے والدین اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں گے۔ وہ خود ہر بات کی نگہداشت رکھیں گے اور جہاں ضرورت سمجھیں گے تمھارے شوہر کو مشورہ دیتے رہیں گے، مگر تم اپنے والدین سے جُدا ہو جاؤ گی۔ تم ان سے دُور ہو گی تم متواتر ان کے پاس نہیں رہو گی۔ تم ان سے کبھی کبھی ملو گی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ صرف تم ہی کو مخاطب کریں۔ صرف تمہیں ہی یہ بتائیں کہ تمھیں کیا کیا کرنا ہے اور تم کس کس طریقۂ عمل سے زندگی اطمینان وراحت سے گذار سکو گی۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تمھیں سب سے پہلے جس ہستی سے واسطہ پڑیگا وہ ایسی ہستی ہو گی جس سے مستقل طور پر اور زندگی کے آخری لمحہ تک تمہارا واسطہ پڑیگا۔ اس لئے تمہیں اس ہستی کو زیادہ سے زیادہ سمجھنا پڑیگا۔ اس کی فطرت، مزاج عادتیں رحجانات دلچسپیاں، ذوق وشوق سب کو سمجھنا پڑے گا تاکہ تمھیں اس کے ساتھ زندگی گزارنے میں تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

آج ہمارے سامنے ہزاروں مثالیں ایسی ہیں کہ صرف اس وجہ سے میاں بیوی کی زندگیاں تباہ ہو گئیں کہ دونوں مزاجوں میں اختلاف رہا اور دونوں ایک دُوسرے کی عادتوں اور طبیعتوں کو نہ سمجھ سکے۔

میں تمھیں ایک واقعہ سناؤں۔ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب آ کر رہے وہ کسی دفتر میں اچھی پوسٹ پر ملازم تھے۔ تنخواہ کافی تھی مگر بیچارے بہت کمزور بڑے پریشان مضمحل سے نظر آتے تھے جیسے کوئی برسوں کا مریض ہو معلوم ہوا کہ بے چاروں کی بیوی اس سے بھی بدتر حال میں ہے مگر دونوں میں

سے ایک بھی دراصل بیمار نہ تھا۔ خسر اور ساس بھی بہو سے خوش تھے بہو کا بھی اِن سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ گھر میں کھانے پینے کی کوئی تنگی نہ تھی۔ کپڑوں وغیرہ میں بھی کوئی کمی نہ تھی۔ اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ اگر کمی تھی تو صرف ایک چیز کی۔ میاں بیوی میں محبت اور اتحاد نہ تھا۔ دونوں کے خیالات ہر معاملے میں جُدا تھے۔ دونوں کی راہیں کسی ایک معاملے میں بھی متحد نہ ہوتی تھیں۔ ایک کہتا دن تو دوسرا کہتا تھا رات۔ ایک کہتا پورب، دُوسرا کہتا تھا پچھم، غرضیکہ دِن رات یہ ہی قصہ رہتا تھا۔ میاں اپنی ضد پر قائم رہتے تھے، بیوی اپنی ہٹ پر قائم رہتیں۔ زندگی دونوں کی تباہ ہو رہی تھی اور اس تمام تباہی کی وجہ صرف یہ تھی کہ دونوں نے کبھی ایک دُوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ اس کی فکر تو دونوں کو رہی کہ ہماری بات نیچی نہ ہو۔ اور ہماری ضد قائم رہے۔ مگر اس کا خیال کسی کو نہ آیا کہ ہماری زندگی برباد نہ ہو۔ اس قسم کا اختلافِ خیال بہت تکلیف دہ اور نقصان رساں ہوتا ہے۔ کوئی خاص وجہ یا سبب نہیں ہوتا نہ کِسی اہم معاملہ میں اختلاف ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ معمولی معمولی واقعات پر لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں بعض بعض دِن تو دو دو گھنٹے میاں بیوی کی تکرار سننے میں آتی تھی تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ میاں کے کمرے میں کسی نے کُرسی میز سے ذرا دُور رکھ دی تھی۔ یا کِسی کھانے میں ذرا نمک کم ہو گیا تھا یا کِسی کھونٹی پر کسی نے میلا کُرتہ یا پائجامہ لٹکا دیا تھا۔ بس ایسی ہی کِسی بات سے آپس میں جھگڑا اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ تمام رات ہی جاری رہتا تھا۔ اور پڑوس والوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ جب تک وہ پڑوس میں رہے یہی تماشے دیکھنے میں آتے

رہے۔ غرض محلہ کے گھر گھر میں ان لوگوں کا چرچہ تھا۔ ہر شخص ان کے اختلاف کا ذکر کرتا تھا۔ کیسی شرم اور رسوائی کی بات تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ بیوی چھ چھ مہینے تک میکے میں رہتی ہیں۔ ان کے شوہر اوّل تو بلاتے نہیں اور بلاتے ہیں تو بلاکر خوش نہیں ہوتے بلکہ پچھتاتے ہیں

اِسی طرح ایک دوست کی لڑکی کا واقعہ ہے کہ ان کا شوہر نہ تو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ علیحدہ کرتا ہے اور نہ ہی اس کے خرچ وغیرہ کے لئے کوئی رقم بھیجتا ہے۔ زندگی موت سے بدتر ہوگئی ہے۔ اس بربادی کا سبب کوئی لمباچوڑا نہیں صرف معمولی سے اختلاف پر بات یہاں تک پہنچ گئی، لڑکی اس بات کو خود تسلیم کرتی ہے کہ شروع شروع میں ان کا شوہر اِن سے بے حد محبت کرتا تھا۔

لیکن لڑکی نے ان کی محبت کی قدر ہی نہ کی۔ ہمیشہ شوہر کی رائے کے خلاف کیا۔ پہلے تو معاملہ نے زیادہ طول نہ کھینچا اور شوہر نے بھی کافی برداشت کیا۔ مگر لڑکی نے عادت نہ بدلی تو جھگڑے زیادہ بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کا ایک جگہ رہنا دوبھر ہوگیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس معاملہ میں اُس کے شوہر کی غلطی نہیں ہے۔ یقیناً ان کی طرف سے بھی زیادتی ہوگی۔ مگر مجھے اس وقت صرف وہ غلطیاں ظاہر کرنی ہیں جو عام طور پر لڑکیوں کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اس لئے لڑکی کی غلطی کا ذکر کر رہا ہوں کہ لڑکے نے کوئی رائے دی لیکن لڑکی کو مخالفت کرنی ضروری تھی۔ لڑکی یہ کہتی ہے کہ وہ ارادتاً ایسی باتیں کرتے تھے جو میری طبیعت کے خلاف ہوتی تھیں۔ اور وہ مجھے جلانے کے لئے اس قسم کی صورتیں پیدا کرتے رہتے تھے جس سے مجھے تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر یہ بات کسی سمجھ دار انسان کی سمجھ میں نہیں آ

سکتی۔ کوئی شوہر بھی ارادتاً ایسی باتیں نہیں کر سکتا جو کہ بیوی کو تکلیف پہنچانے والی ہوں ہر شخص اپنے آرام اطمینان اور خوشی کے لئے شادی کرتا ہے۔ کسی کا مقصد شادی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی شریکِ حیات کو پریشان کرنے کے لئے شادی کرے۔ کوئی بھی یہ نہ چاہے گا کہ ذرا ذرا سی باتوں سے خود اپنی بھی زندگی تباہ کرے، اور اپنے متعلقین کی بھی زندگی برباد کرے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپس کا اختلاف بڑھ کر ایسی صورت اختیار کر لے کہ ہر بات میں مخالفت کا پہلو نکل آئے اور ہر معاملہ میں جھگڑا پیدا ہو جائے غرض یہی صورت ہمارے دوست کی لڑکی اور ان کے شوہر کے درمیان ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دُوسرے کے مزاج اور طبیعت کو نہیں سمجھے اور نہ انہوں نے سمجھنے کی کوشش کی، نتیجہ یہ ہوا کہ بات بات میں جھگڑا ہونے لگا۔ آخر کار لڑکی کو ان کے شوہر نے میکہ بھجوا دیا۔ اب نہ میل ملاپ کی کوئی تدبیر نظر آتی ہے نہ علیحدگی کی کوئی صورت دکھائی دیتی ہے دیکھئے شوہر تو پھر بھی آزاد ہے وہ ایک اور شادی بھی کر سکتا ہے اور اگر نہ بھی کرے تو اسے اس قسم کی تکلیفوں کا سامنا کرنا نہ پڑے گا جیسی وہ لڑکی برداشت کر رہی ہے مشکل تو لڑکی کی ہے، بچوں کا ساتھ ہے بھائی خرچ برداشت کر رہا ہے بھاوج سے بھی کبھی نہیں بنتی۔ جس نے شوہر کی بات کو اہم نہ سمجھا وہ بھاوج کی بات کی کیا پرواہ کرے گی۔ اس طرح گویا اپنا گھر بھی تباہ ہوا اور برابر تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

اِن مثالوں سے تم سمجھ گئی ہو گی کہ میرا کیا مطلب ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیوی کو ہر جا بیجا حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے مگر میں یہ ضرور کہوں گا۔ اگر لڑکی ذرا سی دانشمندی سے

کام لے اور اپنے شوہر کے مزاج فطرت اور عادتوں کو سمجھ لے تو معاملہ کبھی نہ بگڑے
مند معاملہ کو خراب کر دیتی ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی بیوی سمجھ دار ہو اور شوہر کو
اپنی محبت، خلوص اور ہمدردی کا یقین دلا دے اور بے جا ضد سے کام نہ لے
تو کوئی شوہر بھی ایسا بے درد نہ ہو گا کہ خود ہی تو ہزاروں آرزؤں اور تمناؤں کیساتھ
شادی کرے۔ اور خود ہی رفیقہ حیات کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دے۔

مرد کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیّت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کی مخالفت نہیں
گوارا کرتا خصوصًا وہ مخالفت اس کی بیوی کرتی ہے تو اسکا مزاج بالکل برہم ہو
جاتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی بیوی یہ چاہے کہ شادی کے بعد اس کی زندگی تباہی
و بربادی میں مبتلا نہ ہو تو اُسے کسی معاملہ میں شوہر سے علی الاعلان مخالفت نہیں
کرنی چاہیئے بلکہ اسی بات کو کسی دوسرے طریقے سے شوہر کے سامنے پیش
کر کے منوا لینا چاہیئے۔ ایک دم مخالفت کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔

عقل مند سمجھ دار بیویاں یہ کرتی ہیں کہ اگر انہیں کسی معاملہ میں اپنے شریک حیات
سے اختلاف ہوتا ہے تو وہ اسے فورًا ظاہر نہیں کرتیں اور کسی ایسے موقعہ کی تلاش
میں رہتی ہیں کہ جس میں ان کی بات شوہر کو ناگوار نہ گزرے اور بات اثر کرے۔ جو
بات موقعہ محل پر سمجھائی جاتی ہے تو وہ بہت کارگر ہوتی ہے دہلی کا مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔

ایک شریف گھرانے کی لڑکی جس کا نام عزیزہ تھا ان کے والدین نے اچھے قابل
پڑھے لکھے گھرانے میں ان کی شادی کر دی۔ لڑکی عزیزہ بھی پڑھی لکھی سمجھ دار سلجھے
ہوئے مزاج کی تھی جب سُسرال میں جا کے قدم رکھا تو ایک نئی دُنیا نظر آئی۔ چند دن
تو خیر گھونگھٹ میں گذرے نہ اچھے کی خبر نہ بُرے کی گو آنکھیں بند تھیں مگر کان

تھیں رفتہ رفتہ شرم کھلی تو دیکھا سب صورتیں اجنبی اور گھر کا رنگ ڈھنگ بھی بالکل نرالا۔ رہے دُولہا میاں تو دُلہن کی طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ اور گرویدہ۔ آگے کی خبر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیسے نبھے گی۔ گھر میں ساس (نعیمہ بیگم) کے علاوہ تین نندیں، بڑی کا نام سُلطانہ جو بیاہی ہوئی تھیں معلوم ہوا کہ اپنی بدمزاجی کے سبب شوہر سے لڑ جھگڑ کر کئی برس سے ماں کے ہاں بیٹھی ہیں۔ منجھلی نند کا نام (طاہرہ) جو شادی کے قابل تھی مگر ابھی کنواری تھیں اور چھوٹی جس کا نام رضیہ جو ابھی سات آٹھ برس کی تھی۔ عزیزہ نے ساس کا رنگ ڈھنگ پہلے ہی جانچ لیا تھا کہ بڑی جھلّے مزاج کی ہیں۔ آئے دن ماں بیٹیوں بلکہ بیٹے سے بھی جھڑپ ہوتی رہتی ہے بڑی نند کو تو کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا تھا کہ سُسرال میں نہیں نبھ سکی۔ جب ہی تو میکے میں آ بیٹھی۔ منجھلی بھی دیکھنے میں خوش مزاج ملنسار معلوم نہ ہوتی تھی۔ رہی چھوٹی نند اوّل تو ابھی وہ کسی شمار میں نہ تھی۔ کیونکہ بچّہ ہی تھی۔ عزیزہ نے پہلے اسی کو اپنا بنایا اور جو کچھ معلوم کرنا ہوتا اسی سے معلومات حاصل کر لیتی۔ سُسر البتہ ایک معقول اور نیک منش آدمی تھے۔ میاں تعلیم یافتہ محض انگریزی داں فیشن کے دلدادہ ہر وقت بناؤ سنگار کنگھی، برش کا رنگ ٹائی، بوٹ کی صفائی وغیرہ میں لگے رہتے۔ اور گھریلو جزئیات سے انھیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ عزیزہ بُری طرح اس گھر میں آن پھنسی تھی۔ جس کا ہر شخص ایک انوکھا مزاج رکھتا تھا۔ خدا ہی نے اس کی شرم رکھ لی اگر کوئی نادان اور ناسمجھ ہوتی تو چھکّے چھوٹ جاتے بیٹھ جاتی اور ایک کی دس دس ماں سے لگاتی اور اسی وقت سے قصے جھگڑے شروع ہو جاتے۔ لیکن وہ بڑے ٹھنڈے مزاج اور مستقل ارادے کی لڑکی تھی۔ جب اس نے سُسرال کے تمام

واقعات پر اچھی طرح غور کر لیا۔ تب اس کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ سب سے اول اسے یہ معلوم کرکے تعجب ہوا کہ سسر کی آمدنی چھ سو روپے ماہانہ ہے اور میاں کی آمدنی تین سو روپے ماہانہ ہے۔ دونوں کی آمدنی نو سو روپے ماہانہ ہوئی جو کسی شریف گھر کی گزران کے لئے کسی طرح کم نہ تھے۔ مگر جب دیکھو تو ڈھاک کے تین پات گھر میں خاک اڑ رہی ہے۔ نہ فرش فروش درست ہے نہ چار پائیاں اور نہ پلنگ ڈھنگ کے نہ برتن معقول، جدھر دیکھو بدسلیقگی، جس طرف نظر دوڑایئے بے ڈھنگا پن، کھانا ہے بدمزہ، سیٹھا، روکھا، پھیکا، بدروپ، اور سب سے بڑھ کر مزہ یہ کہ جتنی آمدنی اس سے زیادہ خرچ۔ بھلا یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکتی تھی خسر کو خبر نہیں کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے، ساس سیاہ سفید کی مالک تھی جو چاہے کرے، خسر اپنی کل آمدنی بیوی کو دیتے تھے اور اُلٹ کر پوچھ نہ سکتے تھے کہ یہ کل رقم کیا ہوتی ہے اور کہاں کہاں خرچ ہوتی ہے۔ ہر شخص بڑی بی کے مزاج سے لرزاں اور خائف رہتا تھا۔ مامائیں گھر میں ایک چھوڑ دو دو تھیں۔ مگر سب خائن چور اور محتاج نگرانی رہے مردانے کے نوکر وہ بڑے منہ زور، عورتوں کی وہ کب سنتے ایک کہتی تھیں تو دس سناتے تھے۔ غرض گھر کیا تھا طوفان بے تمیزی، طغیان بدسلیقگی کا بحر ذخار تھا۔ ایسے بگڑے ہوتے گھر کا درست کرنا معمولی عقل و فراست کے آدمی کے بس کی بات تھی نہ دو چار دن کا کام تھا۔ اس کو برسوں ہی چاہئیں تھے، عزیزہ کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ گھر کی چلتی ہوئی گاڑی کی رفتار کو ایک دم اعتدال پر لے آتی۔ وہ گھر کے ہر فرد کے مزاج و طبیعت کو بغور دیکھ رہی تھی اور بتدریج واقفیت حاصل کر رہی تھی، خسر سے وہ ابھی بات چیت نہیں کر سکتی

تھی اور ساس کا مزاج اوّل تو جھلا تھا، دوسرے دِل میں بڑا ہی غرور، ایک تو کڑوا کریلا دُوسرے نیم چڑھا غرض بہو کو ایسی ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھتی تھیں کہ نظروں ہی نظروں میں کھائے جاتی تھیں۔ رہی بڑی نند بجلی بسنت وہ ماں سے بھی کئی ہاتھ بڑھی ہوئی تھیں۔ کبھی انہوں نے بھاوج سے سیدھے مُنہ بات بھی نہ کی تھی۔ اور ان کا بات نہ کرنا ہی اچھا تھا۔ ان کو رات دِن سُسرال کی شکایت اور میاں کا دُکھڑا رونے سے کب فرصت تھی جو بھاوج سے مڈبھیڑ کرتیں۔ ہاں دُور ہی دُور سے آوازے توازے کہتی رہتی تھیں۔ دُوسروں پر ڈھال ڈھال کر باتیں بناتی رہتی تھیں۔ اور ایسی گجی مار دیتی تھیں کہ توبہ بھلی، اور پھر الگ جب کبھی پوچھو صاف مکر جاتی تھیں، توبہ توبہ میں نے یہ بات کب کہی، ان کا ذِکر نہ فِکر، وہ بات تو فلاں کی تھی اور بُوا زبردستی اپنے پر کوئی ڈھال لے تو اس کا علاج کیا، نکٹے کے سامنے ناک کھجائی۔ اُس نے کہا مُجھ کو ہی چڑایا۔ کیا خوب اس کے معنی یہ ہیں کہ اُن کے سامنے کوئی بات بھی نہ کرے گا۔ اپنا مُنہ سی لیں۔ اے بوا جب الگ گھر کر کے بیٹھوگی۔ تب ایسی باتیں کرنا۔ یہ گھر کوئی تمہارا نہیں ہے میری ماں کا ہے۔"

عزیزہ نند کی یہ سب باتیں برداشت کرتی، ایک کان سُنتی دُوسرے کان اُڑا دیتی، وہ جانتی تھی کہ بھلوں کے ساتھ بھلائی کرنا کمال نہیں بلکہ بُروں کے ساتھ بھلائی کرنا کمال ہے۔ وہ جانتی تھی کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں کی صفات میں ایک صفت بھی بتائی ہے۔ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ۔ جب وُہ لغو باتیں سُنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں، ہمارا کیا ہمارے ساتھ، اور

تمہارا کیا تمہارے ساتھ، تم پر سلام ہے ہم نادان سے نہیں اُلجھتے۔

حدیث میں آتا ہے جو کسی کی بُری بات سُنکر صبر کرے اور اس کا جواب دے تو فرشتے اُسکے بدلہ میں جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالے کو پسند فرماتے ہیں اور اُسکے درجات بلند فرماتے ہیں۔ غرض عزیزہ اُنکی باتیں سُنکر کوئی جواب نہ دیتی اور سمجھتی کہ جواب دینے میں بات بڑھے گی۔ فائدہ نہ ہوگا۔ اور جواب نہ دینے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

رہی منجھلی نند وہ بھی گھنّی مسمی، جتنی اُوپر تھی اتنی ہی نیچے تھی۔ بڑی زبان زور لڑاکا بات بات میں لعن طعن کرنے والی۔ لیکن عزیزہ ان کے مزاج اور طبیعت سے واقف ہو گئی تھی۔ وہ ان کو ایسا موقع آنے ہی نہ دیتی تھی کہ لڑنے بھڑنے کی نوبت آئے مگر دُور ہی دُور سے وہ بھی زہر اُگلتی رہتی تھی اور عزیزہ اپنے دِل کو سمجھا لیتی کہ نادانوں کے ساتھ نادان بننا حماقت ہے۔ ناپاک پانی سے ناپاکی دُور نہیں ہوتی بلکہ پاک پانی سے ناپاکی دُور ہوتی ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ۔ برائی کو اچھائی سے دفع کرو۔ بداخلاقی کو اخلاق سے دُور کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہادر وہ نہیں ہے جو بہت زیادہ وزن اٹھالے، بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصّہ کو دبا لے۔ دُوسری جگہ وہ ہے جو اپنے مخالف دُشمن کی بات کو برداشت کرے وہ بہادر ہے۔ رہ گئی چھوٹی نند چونکہ اس کو عزیزہ نے شروع ہی سے گانٹھ رکھا تھا وہ بھاوج کی طرف تھی۔

اب سنیئے دُولہا میاں کی بات جو شروع میں محبت تھی۔ کچھ عرصہ بعد وہ بات نہ رہی۔ کھلم کھلا بگاڑ تو ہوا نہیں صرف اس لئے کہ عزیزہ نے اپنی خودداری کی وجہ

سے اس کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ مگر جیسا میاں بیوی کا تعلق ہو جانا چاہیئے تھا وہ بات نہ ہوئی۔ اس تعلق کے نہ بڑھنے کا سبب زیادہ تر ان کی ساس تھیں اور اور ان کی ریشہ دوانی تھی۔ اندر ہی اندر وہ بیٹے کو لگا بجھا کر اُبھارا کرتی تھیں اور اور ہر بات میں شہ دے کر بگاڑ ڈلوانے کی کوشش میں لگی رہتی تھیں۔ کچھ تو والدہ کا اکسانا اور کچھ صاحب بہادر کے خود آزادانہ خیالات اُن کے لئے سدّ راہ تھے میاں کا اب یہ حال تھا کہ مدرسے کے وقت کے علاوہ باقی زیادہ وقت انکا مردانے ہی میں گزرتا تھا۔ یہانتک کہ کھانا بھی باہر ہی نوشِ جان فرماتے تھے مدرسہ سے آئے مُنہ ہاتھ دُھویا بھاگم بھاگ چائے پی، کپڑے بدل، ہوا خوری کو نکل گئے وہاں سے بھی کبھی گیارہ بجے کبھی بارہ بجے رات کو آئے۔ دِل چاہا تو آئے کبھی دِل نہ چاہا تو نہ بھی آئے۔ جلدی جلدی کچھ کھایا کچھ نہیں۔ پھر لمبی تان کر جو سوئے تو صبح کی خبر لائے۔ اور بیوی سے بات چیت کرنے کا وقت ہی کونسا تھا۔ سب سے پہلے عزیزہ نے میاں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی یہ نہیں کیا کہ ایک دم ہی میاں کا ٹیٹوا دبا دیا۔ یا نے مارنے پر پل پڑیں۔ یا منہ کو پھلا کر پڑ گئیں، یا میاں سے قطع کلام کر دیا۔ یا اٹوائی کھٹوائی لے کر پڑ گئیں۔ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اس کے برعکس میاں سے اور زیادہ خندہ پیشانی اور زیادہ شگفتہ خاطر ہو گئیں۔ مجال کیا جو تیور پہ ذرا بھی بل آ جائے یا خفگی اور ناراضگی کا شبہ تک بھی ہو جائے میاں پر کبھی یہ کھلا ہی نہیں کہ اس کا دیر سے آنا کبھی بیوی کو ناگوار خاطر ہوا ہے۔ بلکہ وہ دِل ہی دِل میں کہتا تھا کہ عجیب مستغنی المزاج عورت ہے کہ کسی بات کی پرواہ ہی نہیں کرتی۔ دیر سے آؤ تو کچھ نہیں، سویرے سے آؤ تو کچھ نہیں۔ آؤ تو اختیار نہ آؤ تو تمہاری

خوشی، کسی بات کا اس پر اثر ہی نہیں ہوتا لیکن بیوی اندر ہی اندر وہ منصوبے گانٹھ رہی تھی اور اس طرح بتدریج تدبیریں کر رہی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی کہ دن بھر تو میاں گھر میں قدم ہی نہ دھرتے تھے۔ اور آدھی رات سیر و تفریح میں گنوا دیتے تھے اور بیوی کا یہ حال تھا کہ اکیلے بیٹھے بیٹھے اس کا دم گھبرا جاتا تھا۔ کبھی کچھ سینے لے بیٹھی۔ کبھی کوئی کتاب پڑھنے لگی۔ کھانا لئے میاں کے انتظار میں دروازہ پر نگاہیں جمائے بیٹھی رہتی تھی۔ کبھی کبھی نیند میں جھونٹے بھی کھانے لگتی تھی، مگر کیا مجال کمر سیدھی کر لے، ذرا پاؤں کی آہٹ آئی کہ جھٹ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ انگیٹھی پاس رکھی رہتی تھی۔ سالن گرم کیا، روٹی کو تو پہلے ہی دستر خوان میں اچھی طرح لپیٹ دیا کرتی تھی کہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ دستر خوان بچھا، میاں کے ہاتھ دُھلوائے۔ میاں کھاتے رہے آپ پنکھا جھلتی رہی۔ اِدھر کھانا ختم اُدھر پان کی گلوری تیار، حُقہ بھروا کر رکھا۔ اگر ماما نہ ہوئی تو جھٹ آپ بھر دیا، اُن کے کھلانے سے اس وقت فارغ ہوتی۔ جب کہ سارے گھر میں سناٹا رہتا تھا۔ اور بجز خراٹوں کے کچھ آواز نہ آتی تھی اس وقت ٹکرا ٹیرا بیوی کو نصیب ہوتا تھا۔ مگر واہ رے صبر و رضا یہ اسی میں مگن، اسی میں خوش۔ ایسوں کے لئے ہی یہ مقولہ ہے "جس میں میاں راضی اسی میں ہم راضی" یعنی فنا فی الزوج کا مرتبہ حاصل ہو گیا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا جب کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی تھی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورت! یاد رکھ تیری جنّت اور دوزخ تیرا خاوند ہے یعنی اپنے خاوند کی خوشی میں جنّت کی مستحق بنے گی اور ناراضگی میں جہنّم میں جائے گی۔ دُوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش رکھتی ہے جب

وہ اس کو دیکھتا ہے اس کا کہنا مانتی ہے۔ جب وہ کوئی حکم کرتا ہے اور اپنے مال و جان میں اس کے خلاف نہیں کرتی جس سے اس کو رنج پہنچے یعنی جو عورت اپنی جان و مال سے اپنے خاوند کے خوش کرنے میں لگی رہی۔ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ سب سے اچھی عورت ہے۔ غرض جو حدیثیں تم "مسلمان بیوی" کے پہلے حصے میں پڑھ چکی ہو وہ سب اس کے ذہن میں تھیں۔ اس لئے وہ کیوں نہ خاوند کی خوشی میں خوش ہوتی۔ ایک دن میاں کو خوش مزاج پاکر ڈرتے ڈرتے چھیڑا اور کہا کہ "اگر آپ برا نہ منائیں اور معاف کریں تو کچھ عرض کروں"۔

میاں: شوق سے کہو کیا بات ہے؟

بیوی: بات تو کچھ ایسی ہے نہیں مگر میرے دِل میں کھٹک ضرور رہی ہے آپ سارا دِن تو باہر رہتے ہیں۔ مَیں جانتی ہوں کہ مردوں کو صدہا کام ہیں دن میں باہر رہیں تو کیا مضائقہ۔ مرد عورتوں کی طرح خانہ نشین ہو بھی نہیں سکتے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ رات کا ایک بڑا حِصّہ بھی آپ باہر ہی کاٹ دیتے ہیں اور مجھے اکیلے پڑے پڑے ڈر لگتا ہے۔"

میاں: دن بھر تو مجھے سَر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی، رہی رات، تم جانتی ہو کہ میں ہوا خوری کا عادی ہُوں۔ باہر چلا جاتا ہوں اور وہیں سے کوئی نہ کوئی احباب (دوست) پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ ہر چند مَیں خود چاہتا ہُوں کہ جلدی چھٹکارا ملے۔ مگر وہ لوگ چھوڑتے ہی نہیں، تاش، شطرنج، کیرم، چوسر وغیرہ میں کچھ اس قدر جلدی رات گزر جاتی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو سویرا ہی ہے اور یہاں آتے آتے بیشک دیر ہو جاتی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم کو انتظار کی تکلیف

گوارا کرنی پڑتی ہے۔ تم کل ہی سے دیکھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ میں سویرے آنیکی کوشش کروں گا۔

بیوی :۔ (مسکرا کر) خدا ہمارے ارادے کو پورا فرمائے۔

بات گئی گزری ہوئی، پھر بیوی نے پلٹ کر نہ پوچھا اور میاں کو بالکل اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ بارے اتنا تو ہوا کہ گیارہ بارہ کی جگہ اب وہ لگاتار نو ہی بجے گھر میں آجایا کرتے تھے۔ بیوی کی نصیحت کیسی کارہ ہوئی! اور کیوں نہ ہوتی جو بات موقع محل پر کہی جاتی ہے وہ تو دِل میں گھر ہی کر جاتی ہے۔

باہر کا حال عورتوں کو کیا معلوم کہ مرد کیا گل چھرے اڑاتے ہیں۔ مگر طرزِ عمل اور میاں کی بے رُخی کھُلے خزانے تبلا رہی تھی کہ ان کا دیدہ ہوائی ہو گیا ہے اور بیوی سے نہ انہیں انس ہے نہ دِل بستگی۔ کچھ ہی روز بعد کان میں آواز پڑی کہ چند آوارہ بدمعاشوں کی صُحبت میں پھنس گئے ہیں۔ اور اپنی تندرستی اور اوقاتِ عزیز ضائع کر رہے ہیں۔ اور چوری چھُپے کبھی کبھار ناچ رنگ بھی شروع ہو گیا ہے بازاری عورتیں آنے جانے لگی ہیں۔ بلکہ اُڑتی ہوئی یہ بات بھی کان میں پڑی کہ شہر کی کسی طوائف کے کوٹھے تک بھی پہنچ گئے ہیں اور سینما، تھیٹر تماش بینی بھی جزوِ اعظم بن گئی ہے۔

عزیزہ ایسی بے وقوف نہ تھی کہ ہتھیلی پر سرسوں جماتی اور میاں سے دست و گریبان ہو جاتی اور فوراً ہی ان باتوں کی جواب طلبی کرتی، اگر ایسا کر بیٹھتی تو پھر میاں سے ہاتھ دھو بیٹھتی اور رہا سہا لحاظ بھی اُٹھ جاتا۔ اب جو کچھ ہو رہا تھا۔ پردہ سے یعنی چوری چھُپے ہو رہا تھا۔ پھر علانیہ ڈنکے کی چوٹ ہونے لگتا۔ بیوی تیل دیکھتی تیل کی دھار، موقع محل کی تلاش میں رہتی۔ اور وہ سمجھتی تھی کہ دیر آید درست آید، جو دور ٹکر

چلتا ہے وہی گرتا بھی ہے۔ اور بے موقع محل بات کہنا سمجھانا بھی فضول اور بے کار ہو گا۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو گا اور میاں کو وہ پابند بھی کرنا ضرور چاہتی تھی نہ کہ ایک دم بند۔ وہ بے موقع بات نہ کرتی تھی۔ اور زبان پر بھول کر بھی حرف شکایت نہ لاتی تھی۔ وہ ایسی بھولی اور انجان بن گئی تھی کہ گویا میاں کے کرتوتوں کی اسے کچھ خبر ہی نہیں۔ اس تجاہل عارفانہ میں کچھ اور ہی لُطف تھا۔ وہ ایسے موقع کی متلاشی تھی کہ بات کہوں تو خالی نہ جائے۔ وہ باتوں ہی باتوں میں میاں کو نشیب و فراز سمجھایا کرتی تھی۔ اس طرح کہ طعن و تشنیع و شکایت کا واہمہ بھی نہ ہو۔ بلکہ سُننے والا اس کو خیر خواہی ہمدردی اور خلوص محبت پر محمول کرے۔

ایک دِن موقع پا کر کہنے لگی۔ یہ جتنے تمہارے یار غار، اور دوست کہلاتے ہیں بُرا نہ ماننا یہ سب ہوا کے ساتھی ہیں۔ جھوٹے، لباڑیے، ڈینگیے، شیخی خورے گھر کھوئے اور سچ پوچھو تو عزت کھوؤ، آبرو ڈبوؤ ہیں۔ ان کی صُحبت تمہارے حق میں سم قاتل ہے۔ یعنی ہلاک کرنے والے زہر کی طرح اور ڈسنے والے سانپ کی طرح ہیں۔ جن کا متعدی اثر آئندہ بڑی بڑی خرابیاں لانے والا ہے۔ یہ سب خود غرض مطلب پرست۔ طوطے چشم ہیں۔ خوشامدی، اپنی اپنی روٹی پر دال گھسیٹنے والے ہیں رتی برابر تمہاری خیر خواہی ان خبیثوں میں سے کسی کے دِل میں نہیں ہے۔ میں جانتی ہُوں اس وقت میرا یہ کہنا تم کو گراں گزر رہا ہو گا۔ تم ذی علم، سمجھدار اور مرد ہو۔ میں جاہل مطلق کندۂ ناتراش عورت ہوں، تم سے کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانا اور چاند کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ لیکن کیا کروں مجبور ہوں، دِل نہیں مانتا کہ تم کو بے راہ چلتے یا بُری صُحبت میں بیٹھے دیکھ لوں اور آنکھیں بند کر لوں کیا ایسا دیکھ کر میرا دِل خوش

ہو سکتا ہے؟ کیا تمہارا جانی اور مالی نقصان ہوتا دیکھوں اور چشم پوشی کروں مجھ سے اپنی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ یاد رکھیئے اور میری بات کی گرہ باندھ لیجئے کہ اگر آج خدانخواستہ خاکم بدہن آپ کے دشمنوں پر ذرا سی بات آن پڑے تو جو آج آپ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں تمہارا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنا خون بہانے کو تیار ہیں۔ یہ سب چلتی گاڑی کے ساتھی ہیں جدھر ہوا کا رُخ ہوتا ہے اُدھر ان کا بھی رُخ ہوتا ہے، اور اگر ذرا ہوا بگڑی تو یہ گویا پھٹے پر کی چڑیاں ہیں ایک بھی تو پاس نہ پھٹکے گا۔ تمہاری عمر تحصیل علم میں گزری ہی۔ اے ہوئے اور اب بھی علم کی ہی کشتی میں سوار ہو۔ خود نہیں پڑھتے تو دوسروں کو پڑھاتے ہو۔ بات تو ایک ہی ہے یعنی ہے تو وہ ہی مشغلہ، وہ ہی تین بیسی کے ساٹھ، کیا تم جیسے آدمی کو سوائے تعلیم و تعلم کے اور کوئی مشغلہ درکار ہے جو در بدر بھٹکتے پھرتے ہو؟ لوگ تم کو ایسی ناشائستہ صحبت میں دیکھ کر کیا کہتے ہوں گے، گو تمہارے منہ دیکھے یا لحاظ کی خاطر تمہارے سامنے کوئی کچھ نہ کہے مگر پیٹھ پیچھے تو ضرور ملامت کرتے ہوں گے۔

لکھے پڑھے آدمیوں کو کتب بینی سے زیادہ کونسا شائستہ اور دلچسپ مشغلہ ہو سکتا ہے؟ اگر آپ اپنے عزیز اوقات کو بری صحبتوں میں ضائع کرنے کی بجائے اپنے گھر میں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کیا کریں تو کیسی اچھی بات ہے۔ تمہارا دل بھی بہل جائے اور ان کمبخت لنگاروں کا بھی منہ کالا ہو۔ آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں کچھ اپنی غرض سے یہ کہتی ہوں۔ اور اگر میری غرض بھی ہو تو کیا مضائقہ، آخر میں تمہاری ہوں مجھ سے بڑھ کر تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ دوسرا ہو نہیں سکتا۔ میں ہرگز یہ نہیں

چاہتی کہ تم رات دِن میرے گھٹنے سے لگے بیٹھے رہو۔ قطعاً نہیں۔ مرد عورتوں کی طرح گھر میں قید تھوڑے ہیں۔ جو انہیں قید کرانا چاہے وہ پاگل ہے اپنی تندرستی وصحت کے لیئے تھوڑی بہت ہوا خوری یا کوئی ورزش کرنی ضروری ہے لیکن ہر چیز جو اعتدال سے کی جائے بھلی لگتی ہے۔

غرض میاں! بیوی کی یہ باتیں سُن کر دِل ہی دِل میں قائل اور محجوب بھی ہوا۔ لیکن میاں معقول پسند تھا اس وقت کچھ ایسا جھینپا کہ جواب نہ بن پڑا اور سچی بات موقع محل اور طریقہ سے کہی جائے تو اس کا جواب ہی کیا ہو سکتا تھا بمصداق عذر گناہ بدتر از گناہ۔ وہ چپ سادہ گیا مگر اسی وقت اپنے افعال کی ندامت اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی۔ اور دِل ہی دِل میں غور کرنے لگا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ ایک دم اپنی پالیسی بدل دُوں تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض اس کا دِل اس کو ملامت کر رہا تھا۔ اس نے اسی وقت مصمم ارادہ کر لیا کہ رفتہ رفتہ ان تعلقات کو ضرور کم کرنا ہے۔

اگر عزیزہ سمجھ دار اور دُور اندیش نہ ہوتی اور جیسا کہ آج کل کی بیویوں کا قاعدہ ہے لڑنے بھڑنے پر اُتر آتی ہیں۔ اگر یہ بھی وہ ہی طریقہ اختیار کرتی تو یقیناً ہمیشہ کے لئے میاں سے ہاتھ دُھو بیٹھتی۔ مگر وہ بھی تو لڑکی ناتجربہ کار مگر خدا نے اسے عقل کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ذرا میں نے سختی کی یا کوئی بات خلاف مرضی کہی تو یہ پھڑکتے ہوئے کبوتر کی طرح ہاتھ سے نکل جائے گا۔ وہ سب باتوں کو دیکھتی تھی، مگر کیا مجال کہ کسی کے آگے منہ سے بات نکالے یا مُنہ در مُنہ کچھ کہے جُوں جُوں میاں کھینچتے گئے ڈُوں ڈُوں بیوی جھکتی گئی۔ اپنی خواہش کے خلاف

پتے کو مارا۔ اپنی راحت و آرام کو قربان کیا، کبھی میاں پر اس بات کو ظاہر بھی نہ ہونے دیا کہ اسے کچھ ان کے کرتوتوں کی خبر ہے۔ جب اور جس حالت میں اور جس وقت میاں گھر میں آئے نہایت خندہ پیشانی سے ان کو لیا۔ جو کہا سو مانا۔ کبھی میاں کی کوئی بات نہ کاٹی۔ وہ بات ہی نہ کہی جس سے میاں کا دل دکھے، عزیزہ بگاڑ، لڑائی اور دباؤ سے میاں پر قابو حاصل کرنا نہیں چاہتی تھی۔ بلکہ اطاعت، خدمت گزاری اور فرمانبرداری سے جب خوش مزاج پایا مخالفانہ طور پر نہیں، شکایت کے طور پر نہیں، طعن و تشنیع سے نہیں۔ جلی کٹی باتوں سے نہیں، بلکہ خیر خواہانہ، ہمدردانہ مخلصانہ طریقے پر محض بطور حکایت نہایت نرمی، نہایت منت سماجت و انکساری کے ساتھ نشیب و فراز سے سمجھایا۔ جب دیکھا بات بڑھتی ہے اور ناگوارِ خاطر ہوتی ہے۔ وہیں اسے چھوڑا دوسری بات چھیڑ دی۔ پھر جب کبھی موقع محل دیکھا سلسلہ جنبانی کی۔ غرض مرد کی مزاج داری اور سانپ کا کھلانا دونوں یکساں ہیں یہ کام عزیزہ ہی کا تھا کہ اپنی دانشمندی اور فراست سے بگڑے ہوئے شوہر کو سانچے میں ڈھال لیا۔ جتنے لوٹو کھسوٹو بدمعاش یار تھے سب سے علیحدہ ہو گئے انہوں نے ان کے ہاں جانا چھوڑا انہوں نے آنا چھوڑا۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایک دیندار سیدھے سچے مسلمان بن گئے تھے، اس وقت ان کے پورے واقعات سنانے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ ابھی اور باتیں عرض کرنی ہیں۔ ورنہ اس میں بہت لمبا مضمون ہو جائے گا۔

میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ سسرال میں تمہیں اپنے شوہر کے علاوہ اور جن ہستیوں سے سابقہ پڑے گا ان میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں ہستی ساس کی ہو گی تم اس

ہستی کی اہمیت کا اندازہ اس طرح کر سکو گی جب کہ تم کو اپنی والدہ کی کس قدر اہمیت ہے۔ اور تم اپنی ماں سے کس قدر محبت کرتی ہو۔ فرض کرو۔ اگر آج تمہاری بہن یا بھائی تمہاری ماں کا کہنا نہ مانے یا کوئی عزیز یا کوئی غیر انہیں برا بھلا کہے تو کیا تمہیں اس سے تکلیف نہ ہو گی۔ جس طرح تم یہ چاہتی ہو کہ سب تمہاری ماں کو اچھا کہیں، سب تمہاری ماں سے خوش رہیں، سب تمہاری ماں کا کہا مانیں اسی طرح تمہارے شوہر کی بھی یہی تمنا ہو گی کہ سب ان کی ماں کو اچھا سمجھیں۔ سب ان کی تعریف کریں سب ان کا کہنا مانیں۔ اس کے علاوہ تمہیں ایک بات اور ذہن نشین کرنی چاہئے کہ تم جس گھر میں جا رہی ہو اب تک اس گھر کی مالکہ تمہاری ساس ہی رہی ہیں۔ اب تک تمام گھر کے انتظام میں انہیں کی رائے اور انہیں کے فیصلہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی رہی ہے اور تمہارے رفیق حیات بھی اب تک انہیں کے کہنے پر چلتے رہے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ایک دم گھر کا نظام بدل نہیں سکیگا۔ اس گھر میں جو لوگ بھی برسر اقتدار ہیں اسی طرح برسر اقتدار رہیں گے، اب تک جن بزرگ ہستیوں کے اشاروں سے گھر کے کام کاج ہوتے رہے ہیں اب بھی ہوتے رہیں گے اور گھر والے جن بزرگوں کی اطاعت کرتے آئے ہیں۔ اب بھی انہیں کی اطاعت کریں گے اس میں ہمیں یا تمہیں برا ماننے کی ضرورت نہیں ہے تم اگر اُمید کرو گی کہ تمہارے جاتے ہی گھر کا ہر شخص اپنے تمام اختیارات سے دستبردار ہو کر تمہیں اپنا بزرگ سمجھنے لگے تو یہ تمہاری ناسمجھی اور لڑکپن ہو گا۔ اور اس قسم کی توقع سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ کہ تم خود اپنے لئے مصیبت اور پریشانی کے اسباب فراہم کر لو۔

تمہارے سامنے اپنے گھر کی مثال موجود ہے کہ جب تمہاری بھابی جان گھر میں پہلے پہل آئی تھیں تو اس وقت سے لے کر جب تک تمہارے بھائی جان کاروبار کے سلسلے میں باہر نہ چلے گئے گھر کے انتظامات میں تمہاری بھابھی جان کا زیادہ دخل نہ ہونے پایا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی تمام ضرورتوں کی چیزیں بھی تمہاری والدہ سے کہہ کر منگایا کرتی تھیں۔ اب تمہاری بھابی جان اس کے شوہر کے پاس چلی گئی ہیں۔ اَب ان کو پورا پورا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنی اور اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق گھر کے تمام انتظامات کریں اور بالکل آزادی کے ساتھ اپنی تمناؤں اور آرزوں کو پُورا کریں۔ ایک بات اور بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس گھر میں تم جاؤ گی وہ گھر دراصل تمہاری ساس اور سُسر کا ہوگا تم اِس گھر میں بحیثیت ایک مہمان کے جاؤ گی۔ مگر تم ایک ایسی مہمان کی حیثیت سے جاؤ گی جسے تھوڑے ہی دنوں بعد میزبانی کرنی پڑے گی۔ اس لئے یہ مسلمہ امر ہے کہ سُسرال میں پہنچتے ہی تمہاری سُسرال کے لوگ تمہیں اپنا بڑا ماننے کے لئے کسی طرح بھی تیار نہ ہونگے اور نہ انہیں ہونا چاہیئے۔ یہ اور بات ہے کہ تمہاری ساس بزرگانہ شفقت سے کام لے کر گھر کے معاملات میں تمہاری رائے یا مشورہ لیتی رہیں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ تمام گھر والوں کو اپنی گفتگو اور عمل سے یہ یقین دلا دو کہ تم ان سب کا بھلا چاہنے والی ہو اور تمہاری ہر رائے نہایت مخلصانہ ہوتی ہے۔ تو تمہارے اس رویّہ سے وہ خوش ہو کر تمہارے ساس اور سُسر ہر بات میں تمہارا مشورہ لینے لگیں لیکن حقیقت یہ ہی ہے کہ جو ہستیاں برسوں سے گھر کا تمام نظام اپنی مرضی کے مطابق قائم کئے ہوئے ہیں وہ تمہارے پہنچتے ہی تمام اختیارات تمہیں دینے کے لئے کسی طرح

بھی تیار نہیں ہوں گی اس لئے تمہیں اس قسم کی توقعات قائم ہی نہیں کرنی چاہئیں اور اگر تمہارے دِل میں گھر کی مالکہ بننے کا جذبہ زیادہ شدید ہو تو تم اس دِن کا انتظار کرنا جب تمہارے شوہر اپنا الگ کوئی گھر بنائیں اور اپنے گھر کا مختارِ کل تم کو بنا دیں۔ اور پھر تم حسن و خوبی کے ساتھ اپنی انتظامی قابلیت کا مظاہرہ دکھاؤ۔

بعض عورتوں کی بے عقلی

نہ ہر زن زن ست نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

جیسے پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہیں۔ اسی طرح تمام عورتیں بھی یکساں نہیں ہیں۔ اور نہ تمام مرد یکساں ہیں۔

(۱) بعض عورتیں اپنے مردوں کی بالکل عزت وقعت نہیں کرتیں۔ بلکہ ان کی آبرو ریزی پر کمربستہ رہتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ مرد ہمارا غلام اور خدمت گزار ہے۔ اس کو ہمارے ماتحت رہنا چاہئے۔ اور مرد پر اسقدر زور ڈالتی ہیں گویا مرد بجائے عورت کے عورت ہے۔

(۲) اور بعض عورتیں شادی کے روز سے یہ پختہ ارادہ کر لیتی ہیں کہ ہم ساس اور سُسر سے علیحدہ ہو کر رہیں گے۔ آتے ہی ساس نندوں سے لڑائی جھگڑے فساد شروع کر دیتی ہیں اور رات دِن ایسی ایسی تدبیریں کرتی ہیں جس سے گھر میں لڑائی جھگڑے پیدا ہوں۔ بیچارے ساس سُسر جو ہزاروں آرزو و تمنا سے بہو کو شادی کر کے لائے ہیں اُنکی آرزو کا وہ خون کرتی ہیں اور ان کو شادی کرنے کا مزہ جلد چکھا دیتی ہیں اس نیک بخت بہو کو ذرا صبر نہیں ہوتا کہ موقع اور وقت کا انتظار کرے اور سوچے کہ واقعی موقع و وقت سے جُدا ہونا ہی پڑے گا۔ سدا ساس سُسر کے ساتھ کوئی نہیں

رہتا۔ اگر دُنیا میں لوگ جُدا نہ ہوتے تو یہ ہزاروں مکان اور محلّے گاؤں اور قصبے کہاں سے آباد ہو جاتے۔ لیکن اس کو اتنی عقل اور تمیز ہی نہیں ہوتی کہ وہ اس بات کو سمجھے اور موقع وقت کی منتظر رہ کر صبر کرے مگر وہ تو یہ چاہتی ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے مرد کو ایسے ایسے طریقے سے دق کرتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں سناتی ہیں کہ مرد بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ ساس نندوں کی یا اور جو کوئی گھر میں رہتا ہو ان کی بُرائی طرح طرح سے کرتی ہیں کہ ہماری مرضی کے موافق علیحدگی ہو جائے ایک دوست کا واقعہ یاد آیا۔ ان کی شادی ہوتے ہی بیوی نے ساس سُسروں سے علیحدہ رہنے کا پیغام دے دیا کہ مَیں تمہارے والدین کے ساتھ نہیں رہُونگی شوہر نے بہت سمجھایا کہ میں ابھی علیحدہ رہنے کے قابل نہیں ہُوں کہ تم ابھی ساتھ رہو، اس نے ساس نندوں پر وہ الزام عائد کئے اور ایسی ایسی شکایات کیں کہ میاں کو بھی یقین نہ آیا اور اس نے بات کو ٹالنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ تم جانو وہ جانیں میں عورتوں کے معاملہ میں دخل نہیں دیتا اس کا کہنا تھا کہ بیوی نے جواب دیا کہ مَیں تم کو جانتی ہوں۔ میرا نکاح تم سے ہوا ہے مَیں اور کسی کو نہیں جانتی، میرا تم سے واسطہ ہے۔

میاں:۔ جو تم کو سر پہ ہاتھ دھر کر لائیں وہ تمہارے نزدیک کِسی شمار قطار میں نہیں۔ اور میں بھی انہی کا جایا ہُوں۔ وہ میری ماں ہیں۔ تم تو آج غصہ میں بھری ہوئی ہو۔ ان سے لڑ چکیں۔ اب کیا مجھ غریب سے لڑو گی۔

بیوی: میرا کیا سَر پھرا ہے یا مَیں پاگل ہُوں یا کسی باؤلے کُتّے نے مجھے کاٹا ہے جو میں حق ناحق کِسی سے لڑوں یا میرا دِل چل گیا ہے کہ مَیں خواہ مخواہ تم سے

جھگڑوں، لیکن ہاں میں یہ کہتی ہوں کہ میں کسی کی لونڈی یا باندی نہیں ہوں کسی کی دبیل بھی نہیں کہ جو چاہے کہہ لے اور میں سب کی سُن لُوں۔ کیا مجھ کو بے وارثی سمجھ لیا ہے۔ کیا میں سب کی ٹھوکریں ہی کھانے کو آئی ہُوں ؟

میاں : اچھا تمہارا مطلب کیا ہے ؟

بیوی : تمہارے سامنے تو خیر بھلی بُری جیسی گزرتی ہے۔ وہ میرے خدا پر روشن ہے لیکن تمہارے جانے کے بعد ہر شخص فرعون بے سامان ہو جاتا ہے اور سیدھی بات یہ ہے کہ تمہارے پیچھے دم بھر کے لئے بھی میرا گزارا اس گھر میں نہیں ہو سکتا۔ میں نے بہت چاہا کہ یہ لوگ میرے ہُوں۔ مگر کوئی سیدھے منہ بات کا بھی روادار نہیں۔ بات بات میں میرے کچوکے وہ خود لگاتے ہیں اور نام بدنام میرا۔

میاں : پھر اب کیا کرنی ؟

بیوی : پھر یہی کہ تم میرا ہی منہ کالا کرو، مجھے الگ گھر لے کے دو کہ کسی طرح یہ آئے دِن کی لڑائی دُور ہو، میرا گھر بھلا اور میں بھلی ؟

میاں : کیا خوب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اپنی ماں کو چھوڑ دُوں۔

بیوی : نہیں خدانخواستہ میں تمہاری ماں کو چھڑانے والی کون ہُوں۔ خیر مجھ ہی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ تمہارے لئے بہت آسان ہے۔

میاں : اگر تمہارے یہ ہی لچھن رہے تو دیر سویر ایک نہ ایک دِن یہ ہو کر ہی رہے گا۔ الگ گھر کرنا کیا منہ کا نوالا ہے۔ میں الگ گھر کِس برتے پر کروں، باپ کی روٹیوں پر تو میں خود پڑا ہوں، نوکری ابھی تک کوئی مِلی نہیں۔

بیوی : توپھر نوکری کرو نا۔ منع کس نے کیا ہے ؟

میاں : ہاں ڈھونڈھ تو رہا ہوں، نوکری ملنا کیا آسان ہے، ہوتے ہی ہوتے ہوگی۔

بیوی : کل کلاں کو یہ الزام بھی میرے ہی سر دھرا جائے گا کہ بیوی نوکری نہیں کرنے دیتی۔ اور لڑائی بھڑائی کی اس وقت بات نہیں۔ میں تو تم سے صاف صاف کہتی ہوں کہ میرا نبھاؤ اس ساجھے کے گھر میں ہونے والا نہیں۔

میاں نے بگڑ کر کہا۔ جھک مارتی ہو، اسی گھر میں تم کو رہنا ہو گا۔ اور اسی میں مرنا ہو گا۔ نہ میں ماں کو چھوڑ سکتا ہوں نہ تم کو الگ لیکر بیٹھ سکتا ہوں۔

بیوی : (رو کر) ایسی ہی تم کو ماں کی بھڑکن تھی۔ اور تم دودھ پیتے بچے تھے تو تمہاری شادی کرنی کیا ضروری تھی کہ اپنی بھلی چنگی جان کو اس جنجال میں پھنسایا اور میری بھی مٹی خوار کی اور تقدیر پھوڑی۔

میاں : تقدیر پھوٹے یا سنورے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ چندے صبر کرو جب میں نوکر ہو جاؤں گا تو دیکھا جائے گا۔

بیوی : ہم سے تو صبر نہیں ہو سکتا تم جو چاہو کر مجھے جلا جلا کر مارو تو میں ایسی زندگی سے خود بیزار ہوں، اگر حرام موت کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی کا کچھ کھا لیتی کہ یہ پاپ کٹ جاتا

اِس وقت ان کے پُورے حالات لکھنے نہیں ہیں۔ کیونکہ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ میں عرض کر رہا تھا۔ مرد کو عورت ہر وقت ایسے ایسے الفاظ کہتی ہے کہ اُس کو سُن کر پسینہ آجاتا ہے۔ مگر سوائے خاموشی کے اور کیا کرے اگر زبان سے

آنکھ سے یا ہاتھ سے کچھ عورت کی شان میں نکل جائے تو پھر دیکھو کیسا تماشا گھر والے، محلہ والے دیکھتے ہیں اور عورت رو رو کر تمام گھر اور محلہ کو فراہم کر کے سب کو مرد کا تماشہ دکھلاتی ہے۔ اگر مرد کسی مصلحت سے درگزر کر دیتا ہے، یا بات کو ٹال کر باہر چلا جاتا ہے تو بے عقل عورتیں سمجھتی یہ ہیں کہ ہم سے ڈر گیا۔ پھر آئندہ اور زیادہ پیر نکالتی ہیں، حالانکہ مرد کو اللہ تعالےٰ نے مرد میدان، توپ اور تلوار کا سامنا کرنے والا بنایا ہے بھلا وہ عورتوں سے کب ڈرتا ہے۔ وہ صرف مصلحت وقت کو سمجھ کر ٹال جاتا ہے، مگر عورتوں کو اس کی بھی پرواہ نہیں ہوتی وہ اپنے اسی جوش و خروش میں رہتی ہیں۔ اور ان کو یہ بھی خیال نہیں ہوتا کہ مرد نہ معلوم کس کس مشکل اور پریشانی سے کما کر لاتا ہے اور طرح طرح کی مصیبت اٹھا کر ہمارے سامنے لا کر رکھتا ہے۔ اس کی ہم قدر کریں۔ لیکن ان کو بھول کر بھی ایسا خیال نہیں آتا غرض عورتوں کی کم عقلی اور بے جا برتاؤ سے تنگ آجاتا ہے۔ اور کوئی خوش گواری کی صورت اس کو نظر نہیں آتی تو دق ہو کر پردیس کا راستہ لیتا ہے پھر برسوں گھر آنے کا نام نہیں لیتا۔ اور عورت کی بداخلاقی سے اس کا دل پتھر ہو جاتا ہے۔ پردیس میں جہاں اس کا روزگار لگ جاتا ہے۔ وہ وہیں اپنی خوشنودی کا ذریعہ پیدا کر لیتا ہے اب عورت گھر میں بیٹھی ساس سسر سے لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ اور یہ لڑائی صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ مجھ کو خاوند کے پاس پہنچا دیا جائے اور یہ نہیں سمجھتی کہ خاوند تو ہمارا ہی نکالا ہوا گیا ہے۔ اپنی بے عقلی پر کبھی نادم نہیں ہوتی۔

اگر عورتیں شادی کے دن سے مرد کی ہاں میں ہاں ملائیں اور ساس سسر کی اطاعت

کریں توان کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ بہو ہم سے کسی وقت علیحدہ بھی ہو جائے گی اور سارے گھر کو اپنا غلام بنالیں۔ اور اگر فرض کرو خاوند میں یا ساس سسر میں کوئی عیب عورت کے مزاج کے برخلاف ہو تو سہولت و آہستگی سے خوشامد سے اور ایسے طریقے سے اس کی اصلاح کرے کہ ان کو ناگوار بھی نہ گزرے اور بات سمجھ میں بھی آجائے تو وہ عیب ان سے چھوٹ بھی جائے گا۔ اور زور زبردستی سے کبھی ان کا عیب نہیں چھوٹے گا۔ بلکہ مرد تو اور زیادہ ضد سے کرے گا۔ حقیقت میں عورتوں کو مرد کا دِل رکھنا نہیں آتا۔ بعض عورتیں یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے امیر گھر کے ہیں۔ ہم اتنا اتنا جہیز اور سامان لیکر آئے ہیں، خاوند ساس سسر کی طاعت فرمانبرداری کرنے میں ہماری کسرِ شان ہے۔ یہانتک کہ اپنے مرد سے بھی سیدھے منہ نہیں بولتیں، خدمت کرنا تو درکنار وہ اپنا کام بھی خود نہیں کرتیں۔ سوائے اس کے کہ تکیہ لگائے تمام دِن سوتی یا بیٹھی رہتی ہیں اور ہر وقت مُنہ چڑھا رہتا ہے۔ اور بعض کا یہ طریقۂ نزاکت ہے کہ بیماری کا حیلہ کر کے تکیہ سے سر ہی نہیں اٹھاتیں کہ میرے سر میں درد ہے یا میرے سر میں چکر آرہے ہیں۔ غرض گھر والوں کو دق کر ڈالتی ہیں صدہا روپے کی دوائیں مربّہ خمیرے وغیرہ وغیرہ غرض مقویات کھا جاتی ہیں اور چکروں کو کسی طرح آرام نہیں ہوتا۔ اور کبھی کبھی جن بھُوت کو بھی لپٹا لیا جاتا ہے۔ مرد کو ہر طرح سے ناچ نچاتی ہیں اور اس کے عقل و ہوش کو کھو ڈالتی اور کاٹھ کا اُلّو بنا کر کسی کام کا نہیں رکھتیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری ہاں میں ہاں ملاتا رہے۔ اور فرمانبرداری کرتا رہے۔ اور جو حکم کریں اسکی فوراً تعمیل کرتا رہے اور ہر دم ہماری خدمت کے لئے کمربستہ رہے۔ تب خیر ہے۔

غرض یہ چند باتیں نصیحت کے لئے تحریر کی ہیں۔ اس قسم کی حرکتیں کرنے والی عورتیں اللہ تعالےٰ کی نافرمان ہیں۔ دُنیا اور آخرت میں ذلیل ورسوا ہوتی ہیں۔

(بندۂ رحم الٰہی)

(یہ مضمون حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)

بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی

(۱) جب رات کو گھر کا دروازہ بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا چیز بست کا نقصان کر دے یا کچھ! اور نہیں رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے۔ (۲) کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دُھوپ دیتی رہا کرو۔ (۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔ (۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ۔ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی کا پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے اس سے بدن درست رہتا ہے۔ (۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے (۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر وہیں رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعض دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی سب کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہیں ان کی جگہ بھی

مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔ (۷) راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن۔ اینٹ پتھر، سل وغیرہ مت ڈالو۔ اگر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعض دفعہ دِن ہی میں کوئی جھپٹتا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آرہا ہے اور اُلجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ گئی۔ (۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سُن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دِل ایک طرف ہو جاتے نہیں تو ایسا نہ کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اُس نے سُن لیا ہے اور تم نے سُنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔ (۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو، کیونکہ کم کا علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج ہی نہیں (۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیوں کہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آجاتا ہے تو اِن بیجوں سے منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ (۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگا کر پانی پیو تاکہ مُنہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجاوے۔ (۱۲) بچّوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچائے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جاوے اور ہنسی کی گل پھنسی ہو جاوے۔ اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے (۱۳) جب برتن خالی ہو جائے تو اس کو دھو کر ہمیشہ اُلٹا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا ہو تو پھر اس کو دُھو لو (۱۴) برتن زمین پر رکھ کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسے ہی سینی یا دستر خوان پر مت رکھ دو پہلے

ان کے تلے دیکھ لو اور صاف کر لو (۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا۔ ناحق اس کو شرمندگی ہوگی (۱۶) جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر مت تھوکو ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے پر جا کر فراغت کر آؤ (۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو۔ جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو، بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے (۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جن سے زندگی کی نا اُمیدی پائی جاوے ناحق دِل ٹوٹے گا۔ بلکہ تسلی کی باتیں کرو انشاءاللہ تعالےٰ سب دُکھ جاتا رہے گا (۱۹) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو۔ اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو۔ ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے (۲۰) بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت نچاؤ (۲۱) دامن، آنچل، آستین سے ناک مت پونچھو (۲۲) پاخانہ کے قدمچہ میں طہارت مت کرو۔ آب دست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو (۲۳) جوتا ہمیشہ جھاڑ کر پہنو۔ شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو۔ اسی طرح کپڑا بستر بھی (۲۴) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کس جگہ ہے کیونکہ یہ ناحق اس کو شرمانا ہے (۲۵) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو۔ تم کو اور آنے جانے والوں کو بھی تکلیف ہوگی (۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوبی کے ہاتھ کے دُھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی

کے کپڑوں کو دھو ڈالو اور نہا ڈالو (۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوتے جھاڑو مت دلواؤ (۲۸) گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو (۲۹) چاقو یا قینچی یا سوئی یا کسی اور ایسی چیز سے مت کھیلو، شاید غفلت سے کہیں لگ جاوے (۳۰) جب کوئی مہمان آجائے سب سے پہلے اس کو پائخانہ بتلا دو، اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑے کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس اور چارے کا بندوبست کر دو، اور کھانے میں اتنا تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ کھانا وقت پر پکا لو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو۔ غرض اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ (۳۱) پائخانہ یا غسل خانہ سے کمربند باندھتی ہوئی مت نکلو۔ بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ لو تب باہر آؤ (۳۲) جب تم سے کوئی بات پوچھے پہلے اسکا جواب دے دو، پھر اور کام میں لگو (۳۳) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف بات کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے (۳۴) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا، ہو تو دور سے مت پھینکو۔ شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آسکے تو نقصان ہو، پاس جا کر دے دو (۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آکر چلانا یا کسی سے بات کرنا نہ چاہیئے۔ (۳۶) اگر کوئی کسی کام میں یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کرو۔ بلکہ موقع کا انتظار کرو، جب تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو (۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تا وقتیکہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح نہ سنبھال لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو۔ بعض دفعہ یوں ہی بیچ بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے (۳۸) اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے۔ اور ایسی زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو (۳۹) کھانا کھاتے وقت ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو۔

اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ جب سب اکٹھے ہو جائیں، موقع سے ایک طرف ڈال دو (۴۰) بہت دوڑ کر یا مُنہ اُوپر اٹھا کر مت چلو، کبھی گر نہ پڑو (۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو۔ اکثر اول آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں (۴۲) اپنے شوہر کے سامنے نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنی چاہیئے بعضے مردوں کو ناگوار گزرتا ہے (۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دِل اس پر آجائے اور بیوی سے ہٹ جاوے (۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت زیور و پوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہیئے (۴۵) مہینے میں تین یا چار دن خاص اس کام کے لیے مقرر کرلو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کرلیا کرو۔ جالے اتار دیئے فرش اٹھوا کر جھڑوا دیا۔ ہر چیز قرینے سے رکھ دی (۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب لکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہیئے۔ اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوتی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کام لکھا ہوا رکھا ہو (۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اُترو، چڑھو، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دُوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو اور یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں لڑکیوں اور عورتوں کو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو (۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہیں چاہیئے۔ کہ اس آدمی کے اُوپر گرد پڑے، اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہیئے۔ بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہیئے (۴۹) کسی کی غم و پریشانی یا دُکھ، بیماری کی کوئی خبر سُنے

تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جائے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہر گز نہ کہے کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی دی۔ پھر وہ لوگ اس کو بُرا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔(۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دُور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔(۵۱) دیوار پر مت تھوکو اور پان کی پیک مت ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو، بلکہ دُھو ڈالو لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں (۵۲) اگر دستر خوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ (۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو تو اس کو ہلاؤ نہیں۔ اگر پاس سے نکلو کہ اس میں ٹھوکر گھٹنا نہ لگے۔ اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کوئی چیز اٹھاؤ تو ایسے وقت آہستہ سے اٹھاؤ آہستہ سے رکھو (۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کُھلی مت رکھو، یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دستر خوان پر بھی رکھی جائے۔ لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو (۵۵) مہمان کو چاہیئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سا سالن، روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے، تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں (۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر رکھو (۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسر اکر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے۔ اور بُرا بھی معلوم ہوتا ہے (۵۸) چادر دوپٹے کا بہت خیال رکھو اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے (۵۹) اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے برتن میں لاؤ۔ ہاتھ میں

رکھ کر مت لاؤ۔ (۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ورنہ ان کی شرم جاتی رہے گی۔

بعض باتیں عیب اور تکلیف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں

(۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جائے بہت سی فضول باتیں اِدھر اُدھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دے دو (۲) ایک عیب یہ ہے کہ کسی کام کو ان سے کہا جاوے تو سُن کر خاموش ہو جاتی ہیں۔ کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سُنا بھی ہے یا نہیں سُنا۔ بعض دفعہ غلطی سے اُس نے یہ سمجھ لیا کہ سُن لیا ہو گا اور واقع میں سُنا نہ ہو تو اُس بھروسے پر وہ کام نہیں ہوتا۔ اور یہ پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سُنا غرض وہ کام تو رہ گیا۔ اور بعضی دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سُنا ہو گا۔ دوبارہ اُس نے پھر کہا تو اس غریب کے لتّے لئے جاتے ہیں کہ سُن لیا۔ سُن لیا۔ کیوں جان کھائی جب بھی آپس میں رنج ہوتا ہے۔ اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر ہو جاتی۔ (۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما (نوکرانی) کو جو کام بتلا دیں گی۔ اور کسی سے گھر میں کوئی بات کہیں گی تو زور سے چلّا کر کہیں گی اس میں دو خرابیاں ہیں۔ ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعضے موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے دوسری خرابی یہ ہے کہ دور سے کوئی بات سمجھ میں کچھ آئی کچھ نہ آئی

جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا۔ اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے کیوں نہ کیا۔ دوسری جواب دے رہی ہے کہ میں نے تو سنا نہ تھا غرض خوب تو تو میں میں ہوتی ہے اور کام بگڑا سو الگ اسی طرح ان کی ماما (نوکرانی) ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لاویں گی دروازہ سے چلاتی ہوئی آئیں گی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا۔ تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کرنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ کر سُن لو۔ (۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ لیکن پسند آنے کی دیر ہے۔ ذرا پسند آئی اور لے لی اور خواہ قرض ہی ہو جاوے۔ لیکن کچھ پرواہ نہیں۔ اگر قرض نہ بھی ہو تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار کھونا کونسی عقل کی بات ہے فضول خرچی کرنا گناہ بھی ہے، جہاں خرچ کرنا ہو اوّل خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے سے دین کا فائدہ بھی ہے اور دُنیا کی ضرورت بھی ہے۔ اگر خوب سوچنے سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو۔ نہیں تو پیسہ مت کھوو اور قرض تو جہاں تک ہو سکے مت لو۔ چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جائے۔ (۵) ایک عیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں۔ خواہ شہر میں یا سفر میں ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے اگر سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی۔ اگر راستہ میں رات ہو گئی تو جان و مال کا اندیشہ ہے۔ اگر گرمی کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہو گی۔ اگر برسات ہے۔ اوّل تو برسنے کا ڈر دوسرے گارے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور پھر دیر ہو جاتی ہے۔ اگر سویرے سے چلیں تو ہر طرح کی گنجائش رہے اگر بستی ہی میں جانا ہو جب بھی کہاروں کو

کھڑے کھڑے پریشانی، پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہوگا۔ اپنے کاموں میں حرج ہوگا۔ کھانے کے انتظامات میں دیر ہوگی۔ کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں۔ کہیں بچے رو رہے ہیں۔ اگر جلدی سوار ہو جائیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں۔ (۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی اسباب بہت سا لاد کر لے جاتے ہیں، جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے، جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے۔ ان کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے، مزدوری کے پیسے بھی ان ہی کو دینے پڑتے ہیں۔ غرضیکہ تمام فکر ان بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے۔ یہ اچھی خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں۔ اسباب ہمیشہ سفر میں کم لے جاؤ۔ اس سے ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو۔ بلکہ زیادہ اسباب لے جانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے (۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو یا ایک گوشے میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں ہے۔ اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں۔ کبھی تو وہ بے چارے منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں، خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور سمجھ کر منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے یہ ساری خرابیاں دوبارہ نہ کہنے کی ہیں۔ اگر سب کو معلوم ہو جاوے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے۔ پس سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کہے کوئی سامنے نہ آوے (۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار

ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرادیا، بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے۔ اور یہ ابھی گھر میں چوچلے بگھار رہی ہیں۔ (۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اُتر کر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ ابھی گاڑی یا ڈولی سے مت اُترو کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دیکھو الو اور اپنے آنے کی خبر کردو، کوئی مرد وغیرہ ہو گا تو علیحدہ ہو جائے گا۔ جب تم سُن لو کہ اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تب اُتر کر اندر جاؤ (۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں دو عورتیں جو باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم ہونے نہیں پاتی دوسری شروع کر دیتی ہے۔ بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دَم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے۔ نہ وہ اُسکی سُنے نہ یہ اس کی، بھلا ایسی بات کرنے سے کیا فائدہ، ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جاوے اس وقت دوسری کو بولنا چاہیئے۔ (۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ اُن کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں، جب دونوں سے فراغت ہو جاوے تب لوٹتی ہیں۔ اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس نے تو ایک کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا کام ہے۔ جب اتنی دیر گزر جاتی ہے تو پھر اس کو پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ اور عقلمند کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھ کرتے چلیں ایسا مت کرو۔ اوّل پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کردو، پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام کر لو۔ (۱۲) ایک عیب سُستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے

وقت پر اُٹھا رکھتی ہیں۔ اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے (۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتیں کہ جلدی کا وقت ہے۔ مختصر طور پر اس کام کو نبٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلّف ہی سوجھتا ہے۔ اس تکلّف تکلّف میں بعض دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔ (۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جاوے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی۔ بے دھڑک کہہ دیا کہ بس جی اسی کا کام ہے۔ حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں۔ اسی طرح اور بُری باتوں میں ذرا سے شبہ سے ایسا پکّا یقین کر کے اچھی خاصی گڑبڑ کر دیتی ہیں۔ (۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ اس قدر بڑھا لیا کہ غریب آدمی تو سہار ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اس کو گھٹانا چاہیئے۔ خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔ (۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملے میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے۔ مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں۔ اور صلاح بتلانے لگتی ہیں۔ جب تک تم سے کوئی صلاح نہ لے تم بالکل گونگی بہری بنی رہو۔ (۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آکر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں۔ بھلا اگر خاوند کا دِل کسی پر آگیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا نقصان پہنچے گا۔ (۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ اِن کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دُوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو۔ کبھی یہ انتظار نہ کریں گی

کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں۔ یہ بُری بات ہے۔ ذرا ٹھہر جانا چاہیئے جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے، اُس وقت بات کرو۔ (۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات اُدھوری کریں گی، پیغام اُدھورا پہنچائیں گی، جس سے مطلب غلط سمجھا جاویگا بعضی دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے۔ (۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جاوے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں۔ اسی میں اور کام بھی کر لیا۔ کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنے والے کا بات کر کے جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب پوری بات سُنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح (۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کریں گی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بنا دیں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے (۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی چیز ان کے حصے کی آوے یا ادنٰے درجہ کی چیز آوے تو اس کو ناک پر ماریں گی۔ طعنہ دیں گی کہ گھر گئی ایسی چیز بھیجنے ہی کی کیا ضرورت تھی، بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بُری بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی، تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہی عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر تب قبول کرتی ہیں۔ (۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کر لیں گی پھر اس کو کریں گی۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہے پھر اس میں واہی تباہی سے کیا فائدہ نکلا۔ ناحق دوسرے کا بھی جی بُرا کیا۔ (۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پہنے پہنے سی لیتی ہیں۔ بعضی دفعہ سوئی چبھ

جاتی ہے بے ضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔ (۲۶) ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مِل کر ضرور روتی ہیں، چاہے رونا نہ بھی آوے۔ مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔ (۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیئے میں یا ویسے ہی سُوئی رکھ کر اُٹھ جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آ بیٹھا ہے، اس کے چبھ جاتی ہے۔ (۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچّوں کو سردی گرمی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بیمار ہو جاتے ہیں۔ پھر تعویذ گنڈہ کراتی پھرتی ہیں یا دوا علاج اور آئندہ کو احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔ (۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچّوں کو بے بُھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا مہمان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں۔ پھر بے بُھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔

بعضی باتیں تجربہ اور انتظام کی

(۱) اپنے دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مَت کرو۔ کیوں کہ بہوؤں میں ضرور فرق ہو گا۔ دامادوں میں ضرور فرق ہو گا۔ خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت شکل میں کپڑے کی سجاوٹ میں تور صبور میں حیا شرم میں ضرور فرق ہو گا۔ اور بھی بہت باتوں میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے۔ ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی اس سے ناحق دُوسری کا جی بُرا ہوتا ہے۔ (۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسے پر گھر مَت چھوڑ جایا کرو۔ غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے نہ آزما لو اس کا اعتبار مت کرو۔ خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی

عورتیں کوئی حاجن بنی ہوئی کعبے کا غلاف لئے ہوئے اور تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی کوئی فال دیکھتی ہوئی، کوئی تماشہ لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں ان کو تو گھر میں ہی مت آنے دو۔ دروازے ہی سے روک دو، ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔ (۳) کبھی صندوقچی یا پاندان میں روپیہ پیسہ، گہنہ زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اُٹھو۔ قفل لگا کر اپنے ساتھ لے کر اُٹھو۔ (۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب دام ہوں فوراً دے دو۔ (۵) دھوبن کے کپڑے پسنہاری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔ (۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو (۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں۔ ان کے سامنے کوئی بات ایسی مت کیا کرو۔ جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کرتی ہیں۔ (۸) آٹا، چاول اٹکل سے مت پکاؤ۔ اپنے خرچ کا اندازہ کر کے دونوں وقت سب چیزیں ناپ تول کر خرچ کرو۔ اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پرواہ مت کرو۔ (۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور مت پہناؤ۔ اس میں جان و مال دونوں کا خطرہ ہے۔ (۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آ کر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ۔ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ۔ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو۔

زیادہ محبت واخلاص مت کرو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے، اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو اگر وہ بُرا مانے کچھ غم نہ کرو۔ (۱۱) اسی طرح اگر کوئی انجان عورت ڈولی کے ساتھ کہیں سے آکر کہے کہ مجھ کو فلانے کے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے۔ ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی میں سوار مت ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے مرد ہو چاہے عورت ہو وہ اپنے نام سے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔ (۱۲) گھر کے اندر کوئی ایسا درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا ڈر ہو۔ جیسے کیتھے کا درخت۔ (۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو۔ اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں۔ کہیں زکام ہوجاتا ہے کہیں بخار ہوجاتا ہے (۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرادو، کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تاکہ اس کو یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچّہ کبھی کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کِس کا بیٹا ہے۔ تیرے ماں باپ کون ہیں تو اگر بچے کو نام یاد ہُونگے تو تبلادے گا۔ پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچادے گا، اور اگر یاد نہ ہو تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہُوں ابا کا ہوں، یہ خبر نہیں کہ کون اماں کون ابا۔ (۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنے بچّہ کو چھوڑ کر کِسی کام کو چلی گئی، پیچھے ایک بلّی نے آکر اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بچّہ کو کبھی تنہا نہ چھوڑنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ بلّی کُتّے جانور کا کچھ اعتبار نہیں۔ بعضی عورتیں بیوقوفی کرتی ہیں کہ بلّیوں کو ساتھ سلاتی ہیں۔ بھلا اس کا کیا اعتبار اگر رات کو کہیں دھوکہ

میں پنجہ مارے یا دانت مارے یا نرخرہ پکڑلے تو کیا کروگی (۱۶) دوا ہمیشہ اپنے حکیم کو دکھالو۔ اور اس کو خوب صاف کرلو۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دیتا ہے۔ بعضی دفعہ اس میں ایسی کوئی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی۔ اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبہ یا پڑیہ میں بچ جاوے۔ اس کے اُوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو۔ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی۔ اس لئے چاہے کتنی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا پڑی اور بعضی غلط یاد رہی۔ اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔ (۱۷) لحاظ کی جگہ قرض مت دو۔ اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو وہ تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔ (۱۸) جو کوئی بڑا یا نیا کام کرو اوّل کسی سمجھ دار دیندار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لو۔ (۱۹) اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو۔ ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔ (۲۰) جب کسی کو خط لکھو پتہ صاف لکھو۔ اور اگر ایسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا پتہ لکھنا کیا ضرور ہے۔ کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو دوسرے آدمی کو کیسی دِقت پڑے گی۔ کہ شاید اس کو زبانی بھی نہ یاد رہا ہو یا اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے (۲۱) اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو، یا اپنے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر مت سوؤ، نہ کسی مسافر عورت سے اپنے دِل کے بھید کہو۔ نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو۔ اور کسی کی دی ہوئی چیز پان پتہ،

مٹھائی کھانا وغیرہ کچھ مت کھاؤ۔ اور زیور پہن کر ریل میں مت بیٹھو۔ بلکہ اُتار کر صندوقچہ وغیرہ میں رکھ لو۔ جب منزل پر پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔ (۲۲) سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔ (۲۳) باولے آدمی کو مت چھیڑو۔ نہ اس سے بات کرو۔ جب اس کو ہوش نہیں، خدا جانے کیا کہہ بیٹھے۔ کیا گزرے۔ پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔ (۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں نہ رکھو۔ اندھیرے میں کہیں ہاتھ مت ڈالو۔ پہلے چراغ کی روشنی لے لو پھر ہاتھ ڈالو۔ (۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے مت کہو۔ بعضے آدمی اوچھوں سے بھید کہہ کر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا نہیں اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔ (۲۶) ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔ (۲۷) ہر کام کا انجام پہلے سوچ کر پھر اس کو شروع کیا کرو (۲۸) چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلاضرورت زیادہ نہ خریدو کہ اس میں بڑا روپیہ برباد جاتا ہے۔ (۲۹) اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں، تو جس اسٹیشن پر اترنا ہو ریل کے پہنچنے کے وقت اس اسٹیشن کا نام سُن کر یا تختہ پر لکھا ہوا دیکھ کر اترنا نہ چاہیئے۔ بعض شہروں میں دو تین اسٹیشن ہوتے ہیں۔ شاید انکے ساتھ کا مرد دوسرے اسٹیشن پر اُترے اور یہ یہاں اُتر پڑیں۔ تو دونوں پریشان ہونگے، یا مرد کی آنکھ لگ گئی ہو اور وہ یہاں نہ اترا۔ اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہوگی، بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آجاوے تب اتریں۔ (۳۰) سفر میں لکھی پڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی اپنے ساتھ رکھیں ایک کتاب مسئلوں کی۔ پنسل، کاغذ، تھوڑے سے

کارڈ، وضو کا برتن۔ (۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش نہ کرو کہ فلاں جگہ سے خرید لانا۔ ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے۔ تم اپنے ساتھ لے آنا۔ یا یہ اسباب لے جاؤ۔ فلانے کو پہنچا دینا۔ یہ خط فلانے کو دے دینا۔ ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر دوسرا بے فکر ہو تو اس کے بھروسے رہنے سے تمہارا نقصان ہوگا۔ خط ۲ پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو۔ اور چیز ریل میں منگا سکتی اور بھیج سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں ہی ملتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو۔ اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں ہے۔ بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت اُلجھن ہوتی ہے اور اگر بہت ہی لاچاری آپڑے تو چیز منگانے میں پہلے دام بھی دے دو۔ اور اگر ریل میں آوے جاوے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شاید اس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تولنے کے قابل ہو جاوے (۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں ان جان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاؤ بعضے شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال و اسباب لے بھاگتے ہیں۔ (۳۳) ریل کی جلدی میں جس درجے کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑے کرایہ کے درجہ میں نہ بیٹھ جاؤ۔ ٹکٹ اور گاڑی چار قسم پر ہیں (۱) تیسرا درجہ جس میں زیادہ تر آدمی بیٹھے رہتے ہیں اور سب سے کم کرایہ ہوتا ہے۔ اس گاڑی کے دروازے پر تین لکیریں ہوتی ہیں (۲) فرسٹ کلاس سب سے بڑھیا اس کا کرایہ بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے اس کے اوپر ایک لکیر (۳) سیکنڈ کلاس دوگنا کرایہ اس پر

دو لکیروں کے درمیان ایک اور حرف انگریزی کا ہوتا ہے (۳۳) انٹر کلاس جس درجہ کا ٹکٹ خریدو اس میں پہچان کر بیٹھو۔ (۳۴) سلنے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جاوے تو اس کو دانت سے پکڑ کر مت کھینچو۔ بعض دفعہ ٹوٹ کر پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے (۳۵) ایک نہرنی ناخن تراشنے کی ضرور اپنے پاس رکھو۔ اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہوگئی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔ (۳۶) بنی ہوئی دوا کبھی مت استعمال کرو جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لے لی جاوے خاصکر آنکھ میں تو کبھی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہیئے۔ (۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دو ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا۔ (۳۸) کسی مصلحت میں دخل اور صلاح نہ دے۔ البتہ جس پر پورا اختیار ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں (۳۹) کسی کو ٹھہرانے پر یا کھانا کھانے پر زیادہ اصرار نہ کرے بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی محبت میں کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور ایذا ہو (۴۰) اتنا بوجھ نہ اٹھاؤ جو مشکل سے اُٹھے۔ ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھا لیا اور ایسا کوئی بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہوگئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں۔ ان کے بدن کے جوڑ اور رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔ (۴۱) سُوا یا سُوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر نہ اُٹھو شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جاوے۔ (۴۲) آدمی کے اُوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرہ کی نہ دو۔ اور کھانا پانی بھی کسی کے اُوپر سے مت دو۔ شاید ہاتھ سے چھوٹ

جاوے۔(۴۳) کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو، اللہ بچاوے۔ اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جاوے تو لینے کے دینے پڑ جاویں۔ اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔(۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے اطلاع کر دو، کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں چپکے چپکے سب فکر کریں گے خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم نے تو کھالیا۔ اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا۔ تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح اگر کوئی دُوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو۔ اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے سے ایسے وقت اطلاع کرو کہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے (۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلیف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں کیونکہ ایسی جگہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضا ہو سکتا ہے۔ ایک دِل میں کچھ سمجھتا ہے۔ دُوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔(۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت مت کریدو۔(۴۷) پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی ہمیشہ کھلاتی رہو(۴۸) جہاں تک ممکن ہو، رات کو تنہا مکان میں مت رہو۔ خدا جانے کیا اتفاق ہو اور ناچاری کی بات علیحدہ ہے۔ بعضے آدمی یُوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی۔(۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر مت چڑھنے دو، بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈلوا کر ہر وقت قفل لگا رکھو۔ اور ان کو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے کبھی نہ بھیجو۔ شاید وہاں جا کر

خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں (۵۰) پتھر، سل، اینٹ، بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہیں اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کو دفعتاً مت اٹھا لو خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔ (۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔ (۵۲) ریشمی اور اُونی کپڑوں کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور یا فرنیل کی گولیاں رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔ (۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا تم کو پورا اعتماد ہو ان کو بھی تبلا دو۔ ایک عورت پانچسو روپیہ میاں کی کمائی کا دبا کر مر گئی۔ جگہ ٹھیک کسی کو معلوم نہ ہوئی سارا گھر کھود ڈالا کہیں پتہ نہ لگا۔ میاں غریب آدمی تھا خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا (۵۴) بعضے آدمی تالا لگا کر کنجی بھی اِدھر اُدھر پاس ہی رکھ دیتے ہیں یہ بڑی غلطی کی بات ہے (۵۵) مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے۔ اس کو نہ جلادیں اور چراغ میں بتی اکسلانے کے لئے پابندی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے یا پیتل کا تار ضرور رکھیں۔ ورنہ انگلی خراب کرنی پڑتی ہے اور چراغ گل کرنے کے وقت احتیاط رکھیں اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آپڑے۔ بلکہ اس کے لئے پنکھا یا کپڑا مناسب ہے اور مجبوری کو منہ سے بجھا دیں۔ (۵۶) رات کے وقت اگر روپیہ وغیرہ گننا ہو تو بہت آہستہ سے گنو کہ آواز نہ ہو۔ اس کے ہزاروں دُشمن ہیں (۵۷) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر مت جاؤ۔ اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی مت پھینکدو۔ اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جُوتی وغیرہ سے مل ڈالو تاکہ بالکل اس میں چنگاری نہ رہے۔ (۵۸) بچوں کو دیا سلائی یا آگ سے یا آتشبازی سے نہ کھیلنے دو۔ ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا کہ تہمد میں آگ لگ گئی ایک جگہ آتشبازی

سے ایک لڑکے کا ہاتھ اُڑ گیا۔(۵۹) پاخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط سے رکھو کہیں کپڑوں وغیرہ میں نہ لگ جائے۔ بہت آدمی اسی طرح جل چکے ہیں۔ خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب ہے ہریکین میں کوئی حرج نہیں۔

بچّوں کی احتیاط کا بیان

(۱) ہر روز بچّہ کا ہاتھ منہ، گلا کان، چڈھے وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کریں۔ میل کے جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

(۲) جب پیشاب یا پاخانہ کرے فوراً پانی سے طہارت کرا دیا کرو۔ خالی چیتھڑے سے پونچھنے پر بس نہ کرو۔ اس سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لو۔

(۳) بچّہ کو الگ سُلا دیں تو حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے چار پائیاں ملا کر بچھا دیں۔ یا اس کی دونوں کروٹ پر دو تکیے رکھ دیں تاکہ گر نہ پڑے۔ پاس سُلانے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے تلے دَب جاوے۔ ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں۔ اگر صدمہ پہنچ جاوے تعجب نہیں۔ ایک جگہ اسی طرح ایک بچّہ رات کو دَب گیا۔ صُبح کو مرا ہوا ملا۔

(۴) جھولے کی زیادہ عادت بچّے کو نہ ڈالیں۔ کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں۔ اس سے بچّہ کمزور بھی ہو جاتا ہے۔

(۵) چھوٹے بچّے کو عادت ڈالیں کہ سب کے پاس آجایا کرے ایک آدمی

کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ مر جاوے یا نوکری سے چھڑا دیا جائے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔

(۶) اگر بچہ کو انّا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انّا تجویز کرنا چاہیئے جس کا دودھ اچھا ہو اور نوجوان ہو اور اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔ اور وہ خصلت کی اچھی ہو۔ اور دیندار ہو۔ احمق بے شرم بدچلن، کنجوس لالچی نہ ہو۔

(۷) جب بچہ اپنا کھانا کھانے لگے۔ انّا اور کھلانے والی پر بچہ کا کھانا نہ چھوڑیں۔ بلکہ خود اپنے یا کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تاکہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جائے۔ اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنوا دیں۔ اپنے سامنے پلادیں۔

(۸) جب بچہ کچھ سمجھدار ہو جاوے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلا دیا کریں۔ اور داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا سکھا دیں۔ اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماری اور حرص سے بچا رہے۔

(۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچہ پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے۔ جب ہاتھ منہ میلا ہو جائے فوراً دھلا دے۔

(۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچہ کے ساتھ رہے۔ کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے۔ بہت دوڑنے کودنے نہ دے بلند مکان پر لیجا کر نہ کھلاوے۔ بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے۔ کمینوں کے بچوں کے

ساتھ نہ کھیلنے دے۔ بازار وغیرہ میں اس کو لئے نہ پھرے۔ اُس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب سکھا دے۔ بے جا باتوں سے اس کو روکے۔

(۱۱) کھلانے والی کو تاکید کر دیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دیوے تو گھر لا کر ماں باپ کے رُوبرو رکھ دے آپ ہی آپ نہ کھلاوے۔

(۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں کہ بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کسی کی دی ہوئی چیز لے۔

(۱۳) بچہ کو بہت لاڈ پیار نہ کریں، ورنہ ابتر ہو جائے گا یعنی بگڑ جائیگا۔

(۱۴) بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہناویں۔ اور بہت گوٹہ کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید الفطر وغیرہ میں مضائقہ نہیں۔

(۱۵) بچہ کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

(۱۶) اس کتاب کے پہلے حصے میں کچھ ادب اور قاعدے کھانے پینے کے بولنے چالنے کے ملنے جلنے کے بیٹھنے اٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان سب کی عادت بچہ کو ڈالیں۔ اس بھروسے پر نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا۔ یا اس کو اس وقت پڑھا دینگے۔ یاد رکھو آپ سے کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی۔ اور جب تک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی نالائقی، دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور کچھ اس کے تیسرے حصے میں بچوں

کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھو۔

(۱۷) پڑھنے میں بچہ پر بہت محنت نہ ڈالے۔ شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے۔ پھر دو گھنٹہ پھر تین گھنٹہ۔ اسی طرح اس کی طاقت اور سہار کے موافق اس سے محنت لیتا رہے۔ ایسا نہ کرے کہ تمام دن پڑھتا رہے۔ ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا۔ پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آجاوے گا۔ اور بیماروں کی طرح سست رہنے لگے گا۔ پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔

(۱۸) سوا معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی بھی نہ دلوائیں کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔

(۱۹) جہاں تک میسّر ہو جو علم و فن سکھاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو۔ بعضے آدمی سستا معلّم رکھ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں۔ شروع ہی سے بچہ بگڑ جاتا ہے، پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے۔

(۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبح کو۔ کیونکہ اخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبراوے گی۔

(۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاویں۔

(۲۲) شادی میں دولہا دولہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔

(۲۳) اور بہت کم عمر میں شادی نہ کریں۔ اس میں بھی بڑے نقصان ہیں

(۲۴) لڑکوں کو تعلیم دو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجا نہ سکھایا کریں۔

بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پرانی بات کا کسی کو طعنہ دینا بُری بات ہے۔ عورتوں کی ایسی بُری عادت ہے کہ جن رنجشوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے۔ جب کوئی نئی بات ہوگی پھر ان رنجشوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی۔ یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج و غبار بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکہ میں جا کر مت کرو۔ بعضی شکایت گناہ بھی ہے اور بے صبری کی بھی بات ہے، اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا وہاں کی بڑائی مت کرو۔ اس میں بھی بعض دفعہ فخر و تکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے قدر سمجھتی ہے۔ اس سے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔

(۳) زیادہ بکواس کی عادت نہ ڈالو ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جس کا انجام دُنیا میں رنج اور عقبیٰ میں گناہ ہوتا ہے۔

(۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے مت لو، خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو۔ اس سے تم کو ثواب بھی ہوگا اور

اس سے ہر دلعزیز ہو جاؤ گی۔

(۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ نہ لگاؤ اور نہ کان لگا کر اُن کی بات سُنو جو اِدھر اُدھر کی باتیں گھر میں آکر سناویں۔ ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔

(۶) اگر اپنی ساس۔ نند۔ دیورانی۔ جٹھانی۔ یا دور نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سُنو تو اسکو دِل میں نہ رکھو۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کو جھوٹ سمجھ کر دِل سے نکال ڈالو۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے۔ اس کا سامنا کرا کر منہ در منہ اس کو صاف کر لو اس سے فساد نہیں بڑھتا۔

(۷) نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو کہ ماما، نوکروں یا ان کے بچوں کو نہ ستانے پاویں کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے کچھ نہ کہیں گے لیکن دل ہی دل میں ضرور کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسا، جب بھی ظلم کا گناہ اور وبال تو ضرور ہو گا۔

(۸) اپنا وقت فضول باتوں میں نہ کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کے لئے بھی ہو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن اور دین کی کتابیں پڑھایا کرو۔ اگر زیادہ نہ ہو تو قرآن کے بعد کتاب بہشتی زیور شروع سے ختم تک تو ضرور پڑھا دیا کرو۔ لڑکیاں چاہے اپنی ہوں یا پرائی ان سب کے لئے اس کا خیال بھی رکھو کہ ان کو ضروری ہنر بھی آجاویں۔ لیکن قرآن شریف ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو۔ اور جب قرآن پڑھ چکیں اور صاف بھی

کرلیں۔ پھر صبح کے وقت پڑھایا کرو۔ پھر جب چھٹی لے کر کھانا کھا چکیں۔ ان سے لکھواؤ۔ پھر دِن بھر ان کو کھانا پکانے اور سینے پرونے کا کام سکھلاؤ۔

(۹) جو لڑکیاں تم سے پڑھنے آویں۔ اُن سے اپنے گھر کے کام مت لو۔ اُن سے اپنے بچّوں کی ٹہل مت کراؤ۔ بلکہ ان کو بھی اپنی اولاد کی طرح رکھو۔

(۱۰) نام کے واسطے کبھی کوئی فکر کوئی بوجھ اپنے اُوپر مت ڈالو گناہ کا گناہ مصیبت کی مصیبت۔

(۱۱) کہیں آنے جانے کے وقت اس کی پابند مت ہو کہ خواہ مخواہ جوڑا بھی ضرور ہی بدلا جاوے۔ کیونکہ اس میں یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہم کو بڑا سمجھیں، سو ایسی نیت خود گناہ ہے۔ اور چلنے میں اس کے سبب دیر بھی ہوتی ہے۔ جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے ہیں۔ مزاج میں عاجزی اور سادگی رکھو۔ کبھی جو کپڑے پہنے بیٹھی ہو، یہی پہن کر چلی جایا کرو۔ اگر کپڑے زیادہ میلے ہوئے یا ایسا ہی کوئی موقع ہوا مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی سے ہو سکا بدل ڈالا، بس چھٹی ہوئی۔

(۱۲) کسی سے بدلا لینے کے وقت اس کے خاندان کے یا مرے ہوؤں کے عیب مت نکالو۔ اس میں گناہ بھی ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے۔

(۱۳) دوسروں کی چیز جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جاوے فوراً واپس کر دو۔ اگر اتفاق سے کوئی لے جانے والا نہ ملے تو اس کو اپنی چیزوں میں مِلا جلا کر مت رکھو۔ بالکل علیحدہ اٹھا کر رکھ دو۔ تاکہ وہ چیز ضائع نہ ہو۔ ویسے

بھی بے اجازت کسی کی چیز کا برتنا گناہ ہے۔

(۱۴) اچھے کھانے پینے کی عادت نہ ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا۔ پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔ (۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی سا ہو اس کو کبھی نہ بھولو اور اپنا احسان چاہے کتنا ہی بڑا ہو مت جتاؤ۔

(۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے اس کتاب کے ختم پر بعضی کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں ان کو دیکھا کرو۔ اور جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو ان کو کبھی مت دیکھو۔

(۱۷) چلا کر کبھی مت بولو۔ باہر آواز جاوے گی کیسی شرم کی بات ہے۔

(۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھڑ کھڑ دھڑ دھڑ مت کرو۔ زور زور سے مت چلو۔ تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا۔ جو کام کرو آہستہ کرو۔ آہستہ کواڑ کھولو۔ آہستہ پانی لو۔ آہستہ تھوکو۔ آہستہ چلو۔ آہستہ گھڑا بند کرو۔

(۱۹) بڑوں سے ہنسی مت کرو۔ یہ بے ادبی کی بات ہے۔ اور کم حوصلہ لوگوں سے بھی بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جائیں گے۔ پھر تم کو ناگوار ہو گا۔ یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہونگے۔

(۲۰) اپنے گھر والوں یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو۔

(۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جاویں۔ تم بھی مت بیٹھی رہو کہ

اس میں تکبّر پایا جاتا ہے۔

(۲۲) اگر دو شخصیتوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی بات مت کہو کہ اگر ان میں میل ہو جاوے تو تم کو شرمندگی اٹھانی پڑے۔

(۲۳) جب تک روپیہ پیسہ یا نرمی سے کام نکل سکے۔ سختی اور خطرہ میں نہ پڑو۔

(۲۴) مہمان کے سامنے کسی پر غصّہ مت کرو۔ اس سے مہمان کا دل ویسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا پہلا تھا۔

(۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔ اس کی دشمنی نہ بڑھے گی۔

(۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی مت پڑے رہنے دو اور جہاں دیکھو اُٹھا لو اور صاف کر کے کھا لو۔ اگر نہ کھا سکو کسی جانور کو دے دو اور دسترخوان جس میں ریزے ہوں اس کو ایسی جگہ مت جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آوے۔

(۲۷) جب کھانا کھا چکو اس کو چھوڑ کر مت اُٹھو کہ اس میں بے ادبی ہے بلکہ پہلے برتن اٹھوا دو تب خود اٹھو۔

(۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادت بگڑتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آویں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں۔ مگر اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔

(۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی مت کرو۔ اس سے اکثر کو رنج ہو

جاتا ہے اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی مت کرو جس سے دوسرا چڑنے لگے اس میں بھی تکرار ہو جاتی ہے خاص کر مہمان سے ہنسی کرنا اور بھی بیہودہ بات ہے۔ جیسے آدمی براتیوں سے ہنسی کرتے ہیں۔

(۳۰) اپنے بزرگوں کے سرہانے مت بیٹھو۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود حکم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اس وقت ادب بھی یہی ہے کہ کہا مان لو۔

(۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگے کے طور پر لو تو ایک تو اس کو خوب احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہو جاوے فوراً اسکے پاس پہنچا دو۔ یہ راہ مت دیکھو کہ وہ خود مانگے۔ اوّل تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہو گئی۔ دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہو گی اس طرح اگر کسی کا قرض ہو تو اس کا خیال رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو۔ فوراً جتنا ہو سکا قرض اتار دیا۔

(۳۲) اگر کبھی کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات پیدل چلنے کا موقع ہو تو چھڑے کڑے وغیرہ پاؤں میں نکال کر ہاتھ میں لے لو راستہ میں بجاتی ہوئی مت چلو۔

(۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھڑی وغیرہ میں ہو اور کیواڑ وغیرہ بند ہوں تو دفعتہ کھول کر اندر مت چلی جاؤ۔ خدا جانے وہ آدمی ننگا

ہو، کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق کو بے آرام ہو، بلکہ آہستہ آہستہ پکارو اور اندر آنے کی اجازت لو۔ اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ۔ نہیں تو خاموش ہو جاؤ۔ پھر دُوسرے وقت سہی۔ البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگا لو۔ مگر جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی نہ جاؤ۔

(۳۴) جس آدمی کو پہچانتی نہ ہو اس کے سامنے کسی شہر یا کسی قوم کی بُرائی مت کرو۔ شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو۔ پھر تم کو شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنے والا تم کو معلوم نہ ہو یوں مت کہو کہ یہ کس بیوقوف نے کیا ہے۔ یا ایسی ہی کوئی بات مت کہو۔ شاید کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو۔ پھر معلوم ہونے پر پیچھے شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور، خطا کرے تو تم کبھی اپنے بچہ کی طرفداری مت کرو۔ خاص کر بچہ کے سامنے تو ایسا کرنا بچہ کی عادت خراب کرنا ہے۔

(۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ داماد کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو۔ ایسا شخص اپنی بی بی کو آرام سے رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت بہت کچھ ہوا۔ اور دین نہ ہوا تو وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہچانے گا۔ اور اس کے ساتھ وفاداری نہ کرے

گا۔ بلکہ روپیہ پیسہ بھی نہ دے گا۔ اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ جلا وے گا۔

(۳۸) بعضی عورتوں کی عادت ہے کہ پردے میں کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کے لئے آڑ میں کھڑی ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے۔ ایسا کام نہ کرنا چاہیئے۔ جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو۔ بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹکا دینا چاہیئے۔

(۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے ہاں کپڑے بدلے نہ جاویں۔ ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہو گا اور دُنیا کا بھی نقصان ہے۔

(۴۰) عرب میں دستور ہے جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے اُن بزرگ کے پاس لا کر کہتے ہیں کہ آپ اِس کو ایک دو روز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے۔ اس میں اس بزرگ کو تردّد نہیں کرنا پڑتا۔ ورنہ اگر بیس آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گٹھڑی میں ایک چیتھڑا بھی نہ رہے۔ ہمارے علاقہ میں بے دھڑک مانگ بیٹھتے ہیں۔ بعضی دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے۔

(۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف کوئی مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو۔ کسی کے نام

سے مت کہو۔ تم تو یُوں کہتے ہو۔ اور فلاں شخص اس کی خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر دُوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سُنکر رنجیدہ ہو گئے۔

(۲۴) محض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کیئے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ۔ اس سے بہت دِل دُکھتا ہے۔

تھوڑا سا بیان ہاتھ کے ہُنر اور پیشہ کا

بعضی لاوارث غریب عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں، ایسی پریشانی اور مصیبت میں مُبتلا ہیں کہ خُدا کی پناہ اس کا علاج دو باتوں سے ہو سکتا ہے۔ یا تو نِکاح کر لیں یا اپنے ہاتھ کے ہُنر سے چار پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نِکاح اور ہُنر دونوں کو عیب سمجھتے ہیں اور یہ کِسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے۔ پھر بتلاؤ اِن بے چاریوں کا کیوں کر گزر ہو۔ بیبیو! دوسروں پر تو کچھ زور چلتا نہیں۔ مگر اپنے دِل پر اور ہاتھ اور پاؤں پر خدا تعالےٰ نے اختیار دیا ہے۔ دِل کو سمجھاؤ اور کِسی کے بُرا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کِسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نِکاح کر لے۔ اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی۔ مگر ویسے ہی دِل نہیں چاہتا۔ بکھیڑے سے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گزر کِسی پاک ہُنر کے ذریعے سے کرو۔ اگر کوئی حقیر سمجھے ہرگز پرواہ مت کرو۔ دُوسرے نِکاح کا بیان بہشتی زیور کے چھٹے حِصّہ میں دیکھ لو۔ اور ہُنر اور دستکاری کا کام

سیکھنا معیوب نہیں (بیبیو) اگر اس میں کوئی بات بے عزتی کی ہوتی تو ہمارے پیغمبر ان کاموں کو کیوں کرتے۔ ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔

حدیث میں ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں۔ اور یہ فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر سے کھاتے تھے۔ یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ اور پیغمبروں کے بعض کاموں کا بیان قرآن شریف میں ہے۔ اور بعض کام ایسی کتابوں میں لکھے ہیں جن میں پیغمبروں کا حال ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تمّت بالخیر۔

(کتابت: الرؤف فاروقی تلمیذ محمود الحسن منڈی مریدکے)